يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو (سورہ احزاب ۵۶)

تحفہ محمدیہ ﷺ

(درود و سلام کے فضائل و فواد)

تالیف

ابو عاصم غلام حسین ماتریدی

ناشر حاجی محمد یونس کریم صاحب

kks Furniture

120-130 Scotland Road, Nelson BB9 7XT, England, UK

Phone Number: 00447896682664

نام کتاب	فضائل درود وسلام (تحفہ محمدیہ)
تالیف	ابو عاصم غلام حسین ماتریدی
اہتمام	الاستاذ القاری غلام مصطفیٰ
کمپوزنگ	حلیمہ سعدیہ، محمد عبداللہ، محمد عبدالطاہر مجتبیٰ
سن اشاعت	شعبان المعظم ۱۴۳۹ھ، اپریل ۲۰۱۸ء

خصوصی تعاون: حضرت علامہ قاری ارشد محمود صاحب (امام وخطیب مدینہ مسجد، کون لنکا شائر، یوکے) کی وساطت وتحریک اور محترم الحاج محمد یونس کریم صاحب (نیلسن، لنکا شائر، یوکے) کے خصوصی تعاون سے یہ کتاب پرنٹ ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ علامہ قاری صاحب اور جناب محترم حاجی صاحب کو ایمان وجان واولاد اور مال کی سلامتی عطاء فرمائے اور اللہ تعالی حاجی صاحب کے کاروبار میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔ مؤلف معاون اور ناشر کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ اور نبی کریم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الآمین وصلی اللہ علی رسولہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجماعین۔

ملنے کے پتے

ادارہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ پاکستان

مکتبۃ المرتضیٰ مصطفیٰ منزل، ۸۵ بی بلاک، کشمیر کالونی جہلم، پاکستان

مکتبہ مجددیہ جامعۃ النور اسٹن اندرلائن مانچسٹر، یوکے

تجوید القران اکیڈمی وائیٹ فیلڈ کمیونٹی سنٹر مانچسٹر روڈ نیلسن، یوکے

مکتبۃ المصطفیٰ ۸ کیسل سٹریٹ پرائر فیلڈ لنکا شائر، یوکے

فہرست

تعارف وتبصرہ

حضرت مولانا ابو عاصم غلام حسین ماتریدی مدظل اللہ العالی کی نئی تصنیف لطیف ہے، جو درود وسلام کے موضوع کی جملہ ابحاث اور دلائل وبراہین کا نچوڑ ہے۔آپ نے اس کتاب کو چھ ابواب میں تقسیم کر کے ہر باب میں درود وسلام کے جمیع پہلوؤں پر تحقیق وتفتیش کے چراغ روشن فرمائے ہیں۔

باب اول: آیت صلاتیہ کے ترجمہ وتشریح یعنی تفسیری نکات پر مشتمل ہے۔

باب دوم: میں درود شریف پڑھنے کے فضائل کتب احادیث درود شریف سے بیان کر کے (۲۰) عدد فضائل درود وسلام بیان کئے گئے ہیں اور رسول ﷺ کی حیات وسماعت کے مختصر دلائل دیئے ہیں۔

باب سوم: میں درود شریف کے صیغوں کی تعداد پر بحث کی ہے اور درود شریف کے مسنون (۲۱) صیغے رقم کئے ہیں۔آخر میں سلام کے (۱۱) مسنون صیغے بیان کئے ہیں۔درود وسلام کے کئی تحقیق طلب سوالات کے مختصر جوابات بھی لکھے ہیں۔

باب چہارم: میں درود وسلام پڑھنے کے (۴۶) مقامات واوقات کو بیان کر کے تشریح طلب مقامات کی مختصر بحث کی ہے۔

باب پنجم: میں درود وپاک نہ بھیجنے کی مذمت احادیث کی روشنی میں بیان کی ہے۔

باب ششم: درود شریف کے الفاظ کی تشریح پر مشتمل ہے۔

المختصر درود وسلام کے جملہ پہلوؤں پر ایک جامع اور تحقیقی کتاب ہے اور مصنف کی جملہ تصانیف کی طرح علمی وقار اور محققانہ شان سے آراستہ وپیراستہ ہے۔آپ کی دوسری کتب

کی طرح اس کی بھی جلد بندی، کاغذ اور پرنٹنگ اعلیٰ معیار کی ہے۔مصنف کے ساتھ ساتھ حاجی محمد یونس کریم صاحب (kks فرنیچر، انگلینڈ) بھی شکریہ کے مستحق ہیں کہ ان کے تعاون سے تحقیقی کتاب منظر عام پر آئی۔(صفحات:۲۰۰)

ملنے کا پتہ: مکتبۃ المرتضیٰ، مصطفیٰ، منزل، ۸۵بی بلاک کشمیر کالونی جہلم، پاکستان

ذوالحجہ ۱۴۳۹ھ، اگست ۲۰۱۸ء

حرف آغاز

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سید المرسلین، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، حبیب رب العالمین، شفیع المذنبین، امام النبیین، سراج قلوب المحبین، سیدنا ابی القاسم محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ صلوۃ وسلام بھیجنے اور فضائل صلوۃ وسلام کے موضوع پر صدہا کتب تحریر کی گئی ہیں جن کا احصاء وشمار بہت دشوار ہے۔ اوران میں ہر قسم کی روایات کو جمع کیا گیا ہے مثلاً احادیث مرفوعہ، موقوفہ، مرسلات اور ضعاف بلکہ موضوعات روایات بھی بکثرت پائی جاتی ہیں۔ اس لئے ضرورت تھی کہ ایک ایسا رسالہ مرتب کیا جائے جس میں مختصر صلوٰۃ وسلام کے صیغوں کا بیان ہو مع فضائل وفوائد جن کو مختصر وقت میں پڑھنا بھی آسان ہو اور جو مَن گھڑت روایات سے خالی ہو۔ اس لئے اس رسالہ میں نہایت ہی مختصر صلوٰۃ وسلام کے صحیح صیغے نقل کئے گئے ہیں۔ اور غیر منقول مختصر درود وسلام کے بھی جملے (صیغے) درج کئے ہیں (تاکہ پڑھنے والا صلوٰۃ وسلام کے مختلف صیغوں اور کلمات سے فائدہ حاصل کرے)۔ اور جن کتب ورسائل سے استفادہ کیا گیا ہے ان کے نام ماخذ و مراجع میں درج ہیں۔ یہ رسالہ فضائل درود وسلام آج سے قبل یعنی یکم ذی الحجہ (۱۴۲۵ھ۔ ۳فروری ۲۰۰۵ء) میں تحریر کیا تھا مگر حسب منشا تکمیل نہ کرسکا۔ اب بحمد اللہ تعالیٰ حذف واضافوں کے ساتھ حصول ثواب ونجات اور امید شفاعت مصطفیٰ ﷺ کی خاطر یہ گلدستہ درود وسلام بطور ہدیہ وتحفہ بارگاہ رسالت میں بصد عزت واحترام اور عاجزی اور

انکساری کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس محنت، اس ہدیہ عقیدت ،نظرانہ محبت، بندہ مسکین وعاجز کی کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ (سورہ ابراھیم)۔

ترجمہ: اے ہمارے رب بخش دے مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب مؤمنوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (سورہ فرقان)۔ ترجمہ: اے ہمارے رب مرحمت فرما ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور بنا ہمیں پرہیزگاروں کے لئے پیشوا۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (سورہ حشر)۔ ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے اور نہ پیدا کر ہمارے دلوں میں بغض اہل ایمان کے لئے۔ اے ہمارے رب بیشک تو رؤف رحیم ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہماری یہ خدمت قبول فرما۔ تو یقیناً ہر بات سننے اور جاننے والا ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم پر نظر کرم فرما۔ تو یقیناً توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے

(صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ)۔ (آمین)۔

این تحفہ کہ ابر فیض ریز است   ززادراہ روز رستخیز ست

بندہ عاجز ومسکین ابو عاصم غلام حسین ماتریدی

ربیع الاوّل ۱۴۳۹ھ   نومبر ۲۰۱۷ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ۔ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا (سورہ احزاب:۵۶)۔

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ

باب اول: آیت صلاتیہ کا ترجمہ وتشریح

آیت صلاتیہ کا شان نزول

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ۔ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا (سورہ احزاب:۵۶)۔اس آیت کریمہ کو آیت صلاتیہ کہا جاتا ہے۔اس کے شان نزول کے بارہ میں امام جلال الدین سیوطی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان بنی اسرائیل قالوا یاموسی علیہ السلام ھل یصلی ربك فناداہ ربہ یاموسی ان سالوك ھل یصلی ربك فقل نعم انا اصلی وملئکتی علی انبیائی ورسلی فانزل اللہ علی نبیہ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی الایۃ (تفسیر درمنثور)۔ترجمہ: بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کیا تیرا رب بھی رحمت بھیجتا ہے تو ان (حضرت موسیٰ) کو ان کے رب نے ندا کی کہ اگر وہ تجھ سے پوچھیں کیا تیرا رب صلوۃ (رحمت) بھیجتا ہے تو کہنا ہاں۔میں اور میرے فرشتے انبیا اور رسولوں پر صلوۃ بھیجتے ہیں۔تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اپنے نبی ﷺ

پر نازل فرمائی۔

امام ابومنصور محمد بن محمد بن محمود الماتریدی (متوفی ۳۳۳ھ) اس آیت صلاتیہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں ذُکِرَ فِیۡ بَعۡضِ الۡحَدِیۡثِ اَنَّہٗ لَمَّا نَزَلَتۡ ھٰذِہِ الۡاٰیَۃُ قِیۡلَ لَہٗ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ ھٰذَا لَكَ ۔ فَمَا لَنَا ۔ فَنَزَلَ قَوۡلُہٗ ھُوَ الَّذِیۡ یُصَلِّیۡ عَلَیۡکُمۡ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ یُخۡرِجُکُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ (سورہ احزاب:۴۳)۔ترجمہ: بعض حدیثوں میں اس کا ذکر کیا گیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ (انعام) تو آپ ﷺ کے لئے ہے تو ہمارے لئے کیا (تحفہ) ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا (وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکالتا) (تاویلات القرآن، ج۱۱ ص ۳۸۰)۔

بعض روایات میں ہے کہ ہمارے لئے کیا تحفہ ہے؟ اس سوال کے عرض کرنے والے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

امام ماتریدی اسی آیت کے ماتحت فرماتے ہیں اَمَّا صَلَاۃُ اللّٰہِ ھِیَ الرَّحۡمَۃُ وَالۡمَغۡفِرَۃُ وَصَلٰوۃُ الۡمَلٰٓئِکَۃِ اَلۡاِسۡتِغۡفَارُ وَطَلَبُ الۡعِصۡمَۃِ وَالنِّجَاۃِ (تاویلات القرآن، ج۱۱ ص ۲۶۲)۔ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی صلاۃ وہ رحمت اور مغفرت ہے اور فرشتوں کی صلاۃ استغفار اور طلب عصمت وحفاظت ہے۔

یہ آیت شریفہ سورہ احزاب شریف کی ہے اور سورہ احزاب مدنی ہے کیونکہ بقول بعض یہ ۵ھ میں نازل ہوئی تھی۔امام محمد سخاوی لکھتے ہیں کہ ایک قول کے مطابق ۲ھ میں درود وسلام پڑھنے کا حکم آیا تھا۔اور ایک قول میں آیا ہے کہ معراج کی رات میں اس کا حکم آیا ہے۔

ابن ابی الصیف یمنی نے بغیر سند کے شعبان کی فضیلت میں لکھا ہے کہ بعض نے کہا شعبان محمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کا مہینہ ہے کیونکہ یہ آیت صلاتیہ اسی مہینہ میں نازل ہوئی (القول البدیع)۔اور اسی طرح زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں مذکور ہے۔اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے عقد نکاح اور آیت تخییر کے بعد یہ آیت نازل ہوئی تھی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

آیت صلاتیہ میں شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان

اس آیت صلاتیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وعظمت اور شانِ بلند کا ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس پر اجماع ہے کہ اس آیت کریمہ میں نبی علیہ السلام کی وہ عظمت وشان بیان کی گئی ہے جو کسی دوسری آیت میں نہیں کی گئی۔

امام ابوعبداللہ محمد قرطبی لکھتے ہیں کہ یہ ایسی آیت ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کی حالت میں بھی شرف بخشا۔اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کا جو مقام ومرتبہ ہے اس کا ذکر کیا۔اور اس کے ساتھ ہر اس آدمی کے برے فعل سے پاکیزہ بنا دیا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کے بارے میں بری سوچ اپنائی یا اس طرح کا کوئی معاملہ کیا ہو۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف جب لفظ صلوۃ کی نسبت کی جائے تو اس سے مراد اس کی رحمت اور رضا ہے۔فرشتوں کی طرف جب نسبت ہو تو مراد دعا اور استغفار ہے۔اور امت کی جانب سے ہو تو دعا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امر کی تعظیم ہے (تفسیر قرطبی)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں صلوۃ وسلام پڑھا جاتا تھا اور وصال شریف کے بعد بھی قرب اور بعد میں صلوۃ وسلام پڑھا جا رہا ہے اس لئے کہ یہی حکم ہے۔یہ شرف وعظمت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلیل ہے۔

اور حافظ عماد الدین ابن کثیر لکھتے ہیں کہ مقصود اس آیت شریفہ سے یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدر ومنزلت، عزت اور مرتبت لوگوں کی نگاہوں میں بچ جائے۔وہ جان لیں کہ خدا تعالیٰ آپ کا ثناخواں ہے اور اس کے فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ ملأ الاعلیٰ کو یہ خبر دے کر اب زمین والوں کو حکم دیتا ہے کہ تم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجا کرو تاکہ عالم علوی (آسمان) اور عالم سفلی (زمین) کے لوگوں کا اس پر اجماع ہو جائے (تفسیر ابن کثیر)۔

علماء نے لکھا ہے کہ اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور توقیر کا ذکر جیسا اس آیت میں کیا گیا ہے ویسا اور کسی آیت میں مذکور نہیں ہے (انوار محمدیہ) کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف فرماتا ہے۔

امام محمد بن یوسف صالحی شامی ثم المصری (المتوفی ۹۴۲ھ) اس آیت کے متعلق لکھتے ہیں

انہ انعقد الاجماع علیٰ ان فی ھذہ الآیۃ من تعظیم اللہ تعالیٰ للنبی ﷺ و التنویہ بہ ما لیس فی غیرھا وھی مدنیۃ والمقصود منھا اخبارہ تعالیٰ عبادہ بمنزلۃ نبیہ ﷺ عندہ فی الملأ الاعلیٰ بانہ اثنی علیہ عند الملائکۃ المقربین وان الملائکۃ یصلون علیہ۔ ثم امر اھل العالم السفلی بالصلاۃ علیہ والتسلیم لیجتمع الثناء علیہ من اھل العالمین العلوی و السفلی جمیعا وقال تعالیٰ یصلون بصیغۃ المضارع الدالۃ علی الدوام و

الاستمرار لیدل انه سبحانه و تعالیٰ و جمیع الملائکة یصلون علیٰ نبینا ﷺ دائما ابدا و غایة مطلوب الاولین و الآخرین صلاة واحدة من الله تعالیٰ (سبل الهدیٰ والرشاد، ج ۱۲، ص ۴۰۹)۔

ترجمہ: اس امر پر (علماء کا) اجماع ہے کہ اس آیت طیبہ میں اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ کی تعظیم بیان کی ہے اور آپ ﷺ کے منصب کو اتنا رفیع کیا ہے جو کسی اور آیت طیبہ میں نہیں ہے۔ یہ آیت طیبہ مدنی ہے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ رب تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے حبیب کریم ﷺ کے ملاء اعلیٰ میں منصب رفیع سے آگاہ کر رہا ہے کہ وہ ملائکہ مقربین کے پاس آپ کی تعریف کرتا ہے۔ ملائکہ آپ کے حضور درود و سلام پیش کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عالم سفلی کے باسیوں کو حکم دیا کہ وہ بھی آپ ﷺ پر درود و سلام کے پھول نچھاور کیا کریں۔ سارے علوی اور سفلی عالمین کے باسیوں کی ثناء اور تعریف آپ کے لیے جمع ہو جائے۔ اللہ رب العزت نے یصلون مضارع کا صیغہ استعمال کیا ہے جو دوام اور استمرار پر دلالت کرتا ہے تا کہ یہ اس امر پر دلالت ہو سکے کہ رب تعالیٰ اس کے سارے فرشتے ہمیشہ ہمیشہ سے آپ ﷺ پر درود و سلام پڑھ رہے ہیں۔ اولین و آخرین کے مطلوب کی انتہاء یہ ہے کہ رب تعالیٰ کی درگاہ والا سے ایک دفعہ صلوۃ نصیب ہو جائے۔

مفسر قرآن علامہ عبدالحق حقانی لکھتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا وہ مرتبہ بتلاتا ہے جو اس کے نزدیک اور ملاء اعلی (بلند مرتبہ فرشتوں) میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی ثناء وصفت ملاء اعلی میں بیان کرتا ہے۔ اور آپ ﷺ پر

(خصوصی) رحمت بھیجا کرتا ہے۔ اور ملائکہ آپ ﷺ کے لئے دعاء خیر کرتے ہیں۔ پس سب کو بھی یہی کرنا چاہیے (تفسیر حقانی)

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

آیت صلاتیہ میں دو خبریں، دو حکم

اس آیت صلاتیہ میں دو خبریں اور دو حکم ہیں۔

آیت میں دو خبریں: (۱) اللہ تعالیٰ اپنی شان کے لائق اپنے نبی ﷺ پر درود بھیجتا ہے اور اپنے نبی ﷺ کی تعریف و توصیف فرماتا ہے (۲) اللہ کے فرشتے بھی نبی ﷺ پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہے اور جاری رہے گا

اور اس آیت صلاتیہ میں دو امر یہ ہیں: (۱) صَلُّوْا عَلَيْهِ ان پر درود بھیجو (۲) وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اور تم ان پر خوب سلام بھیجو۔

علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی صاحب القاموس (متوفی ۸۱۷ھ) لکھتے ہیں

حصل فی الایة الکریمة امران احدهما اخبار بان الله وملائکته یصلون علی النبی والامر الثانی امر من الله تعالیٰ عباده المؤمنین بالصلوٰة والتسلیم (الصِّلَاتُ والبُشَر فی الصلوۃ علیٰ خیر البشر، ص ۲۲)۔

شیخ عبداللہ بن سراج الحسینی لکھتے ہیں کہ بعض محققین نے فرمایا کہ بلاشبہ یہ آیت کریمہ دو خبروں پر مشتمل ہے جس طرح آیت کا آخری حصہ دو بڑے حکم کو شامل ہے۔ تو دو خبروں میں سے پہلی خبر جناب رب العزت کی طرف سے ہے جو بڑا اعالی شان ہے بِاَنَّهٗ هُوَ يُصَلِّيْ

عَلٰی هٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ اور وہ خبر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس نبی کریم پر درود بھیجتا ہے (تعریف فرماتا ہے)۔اور دوسری خبر وہ اللہ کے فرشتوں کی طرف سے ہے بایں طور کہ وہ اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔تو اصل میں اَنَّ اللہَ یُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ وَاَنَّ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خصوصی رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی ان پر درود پڑھتے ہیں۔اور اس تقدیر (مقدر کرنے) کا سبب دونوں صلاتوں کا اختلاف ہے۔ایک اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ (درود) ہے اور دوسری فرشتوں کی صلوٰۃ (درود) ہے۔اور فرشتوں کے درود اور اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ کے درمیان کوئی مناسبت نہیں ہے۔اور نہ اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ کے مثل اور مشابہ کسی کا درود ہوسکتا ہے۔بہر حال جس نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان یُصَلُّوْنَ علی النبی کو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی خبر کو ایک خبر قرار دیا ہے تو یہ باب اطلاق مشترک سے ہے مختلف افراد کے ہونے کی وجہ سے یا یہ عموم مجاز کے باب سے ہے لیکن بلاقول زیادہ ابلغ ہے۔اور لوگوں کے فہم میں مختلف مذاہب ہیں۔اور دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کا اعلان فرماتا ہے اور آپ کی اس بزرگی ومنزلت اور آپ کی کرامت کا ذکر فرماتا ہے جو حق تعالیٰ سبحانہ کے ہاں ہے۔اور یہ اعلان ملاء اعلیٰ میں فرماتا ہے۔یہ اعلان آسمانوں والوں میں ہوتا ہے پھر زمین والوں میں۔اور یہ اعلان تمام کائنات میں کیا جاتا ہے اور کائنات کے صفحات پر شان مصطفیٰ کو بتلایا جاتا ہے اور ظاہر کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عرش عظیم کے رب کے نزدیک بڑی شان اور بڑا مرتبہ ہے (الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احکامھا فضائلھا فوائدھا ص ۸ مختصرا)

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

ہر دم از ما صد درود و صد سلام — بر رسول وآل واصحابش تمام

آیت صلاتیہ کے متعلق چند نکات

اس آیت میں بے شمار نکات ہیں (بعض کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے):

پہلا نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ اِنَّ سے آیت کا آغاز کیا۔اور اِنَّ زبان عرب میں اس کلام میں استعمال کرتے ہیں جس کو شک وشبہ سے پاک کرنا مقصود ہو۔یہاں بھی (حرف) اِنَّ لاکر اس بات کو بتانا مقصود ہے کہ اللہ پاک اور ملائکہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر درود بھیجتے ہیں اس میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

دوسرا نکتہ اس آیت پاک میں یہ ہے کہ اللہ پاک یُصَلُّوْنَ فعل مضارع کا صیغہ لایا ہے جو زمانہ حال اور استقبال دونوں پر دلالت کیا کرتا ہے۔فعل مضارع کا صیغہ لاکر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خداوند کریم اور ملائکہ کا درود بھیجنا کسی زمانہ پر ختم نہیں ہوتا بلکہ قیامت تک کیا، اَبَدُ الْاٰبِدِیْنَ (ہمیشہ ہمیشہ) تک بھیجتے رہیں گے۔اور کسی وقت یہ سلسلہ ختم نہیں ہوگا۔مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ۔جو کسی سے محبت کرتا ہے اس کا اکثر ذکر کرتا ہے۔بار بار درود وسلام پڑھنا محبت کی علامت ہے۔

تیسرا نکتہ اس آیت میں یہ ہے کہ لفظوں کا جملہ فعلیہ سے جملہ اسمیہ کی طرف عدول (پھیرا) کیا ہے یعنی اصل میں یُصَلِّی اللّٰہُ (اللہ درود بھیجتا ہے) وَمَلٰٓئِکَتُہٗ یُصَلُّوْنَ (اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں) اس ترتیب سے تھا۔اور جملہ فعلیہ سے اسمیہ کی طرف اس وقت عدول کرتے ہیں جس وقت فعل کا واقعی اور مَرَّۃً بَعْدَ مَرَّۃٍ یعنی یکے بعد دیگرے قرار دینا

مطلوب ہوجیسا کہ سورہ فاتحہ میں حَمِدْتُ سے یعنی جملہ فعلیہ سے اَلْحَمْدُ کی طرف یعنی جملہ اسمیہ کی طرف عدول کیا ہے۔ اس آیت میں بھی عدول کر کے یہ بات بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ اوراس کے ملائکہ کا مرۃ بعد مرۃ، لگا تار، دائم نبی کریم ﷺ پر درود ہوتا رہے گا۔

چوتھا نکتہ یہ کہ خداوند کریم اس آیت میں لفظ صلوۃ اور سلام دونوں کو لایا ہے اور صلوۃ کے معنی لغت میں مطلق دعا کے ہیں۔ اور سلام اس دعا کو کہتے ہیں کہ جس دعا میں داعی کی عرض خاص آسمانی بلیات سے مَدْعُوٌّ لَهٗ کو یعنی جس کے لئے دعا کرتا ہے محفوظ رکھنا ہوتی ہے۔ یہاں خداوند کریم دونوں لفظوں وصیغوں کو لا کر یہ بتلاتا ہے کہ رحمت خداوندی اور استغفار اور ملائکہ سے عرض فقط حضور ﷺ کی رفعت مکان اور عظمت نہیں بلکہ علاوہ ازیں دنیاوی اور آسمانی دونوں بلاؤں سے محفوظ رکھنا بھی مطلوب ہے (وعظ بینظیر ص ۱۵)

سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا میں لفظ سلام میں تاکید کے لئے مصدر کا کلمہ استعمال کیا گیا ہے لیکن صلوۃ میں مصدر کا ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ صلاۃ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ سے مؤکد تھی۔ اس لئے مصدر سے مؤکد نہیں کیا گیا۔ اور سلام نبی کریم ﷺ کی امت کے لئے خاص تھا کہ (انہیں حکم دیا گیا تم خوب سلام بھیجا کرو) مؤکد کیا گیا (افضل الصلوۃ علی سید السادات)

درود شریف کے تین فاعل ہیں

اس ایت کریمہ میں درود شریف کے تین فاعل ہیں (۱) اللہ تعالیٰ (۲) فرشتے (۳) ایمان دار۔ جب درود کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو معنی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں میں آپ کی تعریف اور ثناء بیان کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (سورہ انشراح: ۴)۔ ترجمہ: اور ہم نے آپ کے

ذکر کو بلند کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (سورہ الضحیٰ: ۴)۔ ترجمہ: اور البتہ آخرت دنیا سے بہتر ہے۔

اور جب فرشتوں کی طرف نسبت ہو تو صلوٰۃ کا معنی دعا ہے۔ اور جب درود کی نسبت ایمان والوں کی طرف ہو تو معنی استغفار اور طلب رحمت ہے۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا　　عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ہر دم از ما صد درود و صد سلام　　بر رسول و آل و اصحابش تمام

حرف اِنَّ (بیشک) حرف مشبہ بالفعل کا استعمال

چونکہ آپ ﷺ کی شان ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے تو آپ ﷺ کی عظمت کا اظہار کرنے کے لئے اس آیت کریمہ کو لفظ اِنَّ سے شروع کیا ہے جس کا معنی ہے: بیشک۔

یہ ۶ حروف ہیں اِنَّ، اَنَّ، کَاَنَّ، لٰکِنَّ، لَیْتَ، لَعَلَّ۔ ان کو حروف مشبہ بالفعل کہتے ہیں یعنی فعل سے مشابہت رکھنے والے حروف کیونکہ بعض باتوں میں فعل سے مشابہت رکھتے ہیں۔ فعل کی مانند یہ بھی ثلاثی اور رباعی ہوتے ہیں۔ آخر میں ان پر بھی فتحہ آتا ہے۔ اِنَّ اور اَنَّ فعل فِرَّ (بھاگ) اور فَرَّ (بھاگ گیا) سے بالکل مشابہ ہیں۔ لَیْتَ بالکل لَیْسَ کے جیسا ہے۔ یہ حروف اپنے اسم کو نصب دیتے ہیں اور خبر کو رفع دیتے ہیں۔

علامہ ناظم نے اس شعر میں ان حروف کو جمع کر دیا ہے:

اِنَّ بَاَنَّ کَاَنَّ لَیْتَ لٰکِنَّ لَعَلَّ　　ناصب اسمند و رافع در خبر ضد ماولا

اس آیت کریمہ کو حرف اِنَّ سے شروع فرمایا تاکہ دنیا والوں کو پتا چل جائے کہ اللہ تعالیٰ کی

ذات کے بعد رسول کریم ﷺ ساری مخلوق سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔

بعض علماء لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے منافقین سے کچھ دل خراش باتیں سنیں جن سے آپ کا دل رنجیدہ ہوا اور دکھ پہنچا۔ تو اللہ نے اس رنج اور دکھ کو دور کرنے اور تسلی وتشفی دینے لئے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی جس میں بتایا گیا کہ آپ کی شان بہت بلند اور بالا ہے۔

ع بعد از خدا بزرگ توہی قصہ مختصر۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

اسم جلالت (اللہ) کی جامعیت

اس آیت کریمہ میں اِنَّ کے بعد اسم جلالت (اللّٰہُ) کا ذکر آیا ہے۔

علامہ محمد یوسف نبہانی (متوفی ۱۳۵۰ھ) تحفہ الرصاع کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اسم جلالت ذکر فرمایا ہے اور اسمائے حسنیٰ میں سے کوئی اور اسم گرامی ذکر نہیں فرمایا۔ مثلاً یوں نہیں فرمایا اِنَّ الرَّبَّ يُصَلِّىْ وغیرہ اس لئے کہ اسم جلالت (اللہ) ہی تمام اسماء وصفات کا جامع ہے کیونکہ جب تم کہتے ہو اللہ تو تم نے قطعی طور پر یہ اعتراف کرلیا کہ وہ ایک ہی معبود ہے۔ فرد، بے نیاز، نیکوئی (بھلائی) کرنے والا، کریم، بہت سخی، عظیم، رؤوف اور رحیم وغیرہ ہے۔ اب اگر اللہ تعالیٰ اپنا کوئی وصفی نام ذکر فرماتا جس سے اس کے حبیب ﷺ کے لئے رحمت وعظمت ثابت ہوتی تو یہ وہم پیدا ہوتا کہ آپ پر صلاۃ ورحمت صرف اسی اسم وصفی کی وجہ سے ہے اور دوسرے اسمائے صفاتیہ کا اس سے کوئی پتہ نہ چلتا بخلاف اسم ذاتی (اللہ) کہ جس کا مقتضی یہ ہے کہ صلوٰۃ وسلام اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات دونوں کی طرف سے ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ پر رحمت اور

صلوٰۃ اپنے تمام اسمائے حسنیٰ کے ساتھ بھیجی ہے اور اس کے ہر اسم مبارک نے اپنے حبیب کے لئے رحمت وتعظیم کا اقتضاء کیا ہے۔ اور نبی ﷺ کے مقام بلند کی کامل عزت وعظمت کے اظہار کے لئے یہ انداز زیادہ بلیغ ہے۔ گویا فرمانِ باری کا مطلب ہوا کہ رب کائنات بھی (اپنے حبیب نبی ﷺ) پر صلوٰۃ بھیجتا ہے، رحمٰن بھی اپنے نبی پر صلوٰۃ بھیجتا ہے، الملک الدیان اپنے حبیب ﷺ پر صلوٰۃ بھیجتا ہے، کریم اپنی معزز ترین مخلوق پر درود بھیجتا ہے، عظیم زمین وآسمان والوں کے رسول ﷺ پر صلوٰۃ بھیجتا ہے۔ معلوم ونامعلوم تمام اسمائے حسنیٰ اسی طرح ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکال لئے جائیں اور اسم جلالت (اللہ) میں ان سب کو جمع کرلیا جائے۔ اس سے دو فائدے ہوئے: اول ایجاز واختصار، دوم حضور علیہ السلام کی تعظیم وتکریم وبزرگی (سعادت الدارین، ص ۱۷)

یہ اسم جلالت رب کائنات کا ذاتی نام ہے جو تمام صفات کمالیہ کا جامع ہے اور باقی سب اسماء صفاتی ہیں۔ اسی لئے اسم جلالت (اللہ) کو اسم ذات کہتے ہیں۔ وَاللّٰهُ عَلَمٌ عَلَى الْمَعْبُوْدِ بِحَقٍّ (جلالین)۔ اور لفظ اللہ معبود برحق کا نام ہے۔

اَللّٰهُ عَلَمٌ دَالٌّ عَلَى الْمَعْبُوْدِ بِحَقٍّ دَلَالَةً جَامِعَةً لِجَمِيْعِ مَعَانِي الْاَسْمَاءِ الْاٰتِيَةِ وَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ صِفَةٌ وَالرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ صِفَتَانِ لِلْمُبَالَغَةِ مِنَ الرَّحْمَةِ (تحفۃ الذاکرین، ص ۵۵)۔ ترجمہ: لفظ اللہ ایسا علم ہے جو معبود برحق پر دلالت کرتا ہے ایسی دلالت جو تمام آنے والے ناموں کے معانی کے لئے جامع ہے اور اَلَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (نہیں ہے کوئی معبود اس کے سوا) اس کی صفت ہے اور اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ مبالغہ کے لئے دونوں صفتیں رحمت سے مشتق ہیں یعنی بہت مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا۔

اور جب حق تعالیٰ اپنی ذات میں قیوم ہے تو اسم ذات کا اطلاق اسی پر درست اور برحق ہے۔

علامہ معین الدین صاحب معارج النبوت فرماتے ہیں اِعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ اِسْمٌ لِّلْمَوْجُوْدِ الْحَقِّ الْجَامِعُ لِصِفَاتِ الْاِلٰھِیَّۃِ بِنَعْتِ الرَّبُوْبِیَّۃِ الْمُتَفَرِّدُ بِالْوُجُوْدِ الْحَقِیْقِیِّ فَاِنَّ کُلَّ مَوْجُوْدٍ سِوَاہُ غَیْرُ مُسْتَحِقٍّ لِّلْمَوْجُوْدِ بِذَاتِہٖ (تفسیر اسرار الفاتحہ)۔ ترجمہ: جاننا چاہیے کہ لفظ اللہ اس موجود برحق کا نام ہے جو تمام معبودیت کی صفتوں کا جامع ہے ربوبیت کی صفت کے ساتھ، وجود حقیقی میں یکتا ہے۔ سو بلاشبہ اس ذات کے سوا ہر موجود اپنی ذات میں موجود ہونے کے لائق نہیں ہے (بلکہ اس کا محتاج ہے)۔

صاحب تفسیر اسرار الفاتحہ بحر الحقائق کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں اِنَّ الْاِسْمَ نَوْعَانِ۔ اِسْمُ الذَّاتِ وَاِسْمُ الصِّفَۃِ فَکَانَ الذَّاتُ اَشْرَفَ مِنَ الصِّفَۃِ وَاللّٰہُ اِسْمُ الذَّاتِ بِخِلَافِ بَوَاقِی الْاَسْمَاءِ۔ وَالثَّانِیْ اِنَّ الصِّفَاتِ دَاخِلَۃٌ فِی الذَّاتِ وَالذَّاتُ لَیْسَتْ بِدَاخِلَۃٍ فِی الصِّفَاتِ فَاَسْمَاءُ الصِّفَاتِ یَکُوْنُ دَاخِلَۃً فِیْ اِسْمِ الذَّاتِ لَا بِالْعَکْسِ فَلِھٰذَا یَکُوْنُ الْاَسْمَاءُ بِاَسْرِھَا دَاخِلَۃً فِیْ اِسْمِ اللّٰہِ وَھُوَ اِسْمُ الذَّاتِ (تفسیر اسرار الفاتحہ ص ۱۲۲) ترجمہ: بے شک اسم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اسم ذات اور دوسری اسم صفت۔ تو اسم ذات زیادہ بزرگ و افضل ہے اسم صفت سے۔ لفظ اللہ اسم ذات ہے بخلاف دوسرے ناموں کے اور دوسری وجہ اسم ذات کے افضل ہونے کی یہ ہے کہ تمام صفتیں ذات میں داخل ہیں۔ اس کے برعکس نہیں۔ لہٰذا تمام اسماء صفات اسم اللہ میں داخل ہیں اور وہی اسم ذات ہے یعنی لفظ اللہ۔

وَاللّٰہُ عَلَمٌ لِلذَّاتِ الْوَاجِبِ الْوُجُوْدِ الْمُسْتَجْمِعِ لِجَمِیْعِ الصِّفَاتِ الْاِلٰھِیَّۃِ (حاشیہ تعلیم المتعلم)۔ ترجمہ: لفظ اللہ ذات واجب الوجود کا علم ہے جو تمام صفات الٰہیہ کا جامع ہے۔

اَللّٰہُ ھُوَ عَلَمٌ لِلذَّاتِ الْوَاجِبِ الْوُجُوْدِ الْمُسْتَجْمِعِ لِجَمِیْعِ الصِّفَاتِ الْکَمَالِیَّۃِ الْمُسْتَحِقِّ لِجَمِیْعِ الْمَحَامِدِ (حاشیہ نفحۃ الیمن)۔ ترجمہ: لفظ اللہ ذات واجب الوجود کا علم ہے جو تمام صفات کمالیہ کا جامع، تمام تعریفوں کے لائق ہے۔

وَاِسْمُ الْجَلَالَۃِ ھُوَ الْاَعْظَمُ لِاَنَّہُ الْاَصْلُ فِی الْاَسْمَاءِ الْحُسْنٰی لِاَنَّ سَائِرَھَا مُضَافٌ اِلَیْہِ (فتح المبدی، ص ۳، ج ۱)۔ ترجمہ: اور اسم جلالت (لفظ اللہ) وہی اسم اعظم ہے کیونکہ وہ اسماء حسنیٰ میں اصل ہے اس لئے کہ تمام اسماء حسنیٰ اسی اسم جلالت کی طرف منسوب ہیں کیونکہ وہ سب کا جامع ہے۔

علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری فرماتے ہیں اِعْلَمْ اَنَّہُ تَحَیَّرَ الْعُلَمَاءُ فِیْ تَدْقِیْقِ اِسْمِ اللّٰہِ کَمَا تَحَیَّرَ الْعُرَفَاءُ فِیْ تَحْقِیْقِ مُسَمَّاہُ۔ سُبْحَانَہٗ مَنْ تَحَیَّرَ فِیْ ذَاتِہٖ (مرقاۃ، ج ۱، ص ۵) ترجمہ: جان لیجئے کہ علماء اللہ کے نام کی باریکیوں میں حیران ہیں جیسے عارفین اس مسمی (نام والے) کی تحقیق میں حیران ہیں۔ پاک ہے وہ جس کی ذات میں عقلیں حیران ہیں۔

حضرت شیخ سعدی فرماتے ہیں

اے برتر از قیاس و خیال و گمان و وھم — وز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر — ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

(گلستان)

ترجمہ: اے وہ ذات جو خیال، قیاس، گمان اور وہم سے بالاتر ہے اور اس سے بھی جو لوگوں نے کہا ہے اور ہم نے سنا اور پڑھا ہے۔ دفتر تمام ہو گیا اور عمر آخر ہوئی اور ہم اسی طرح تیری ابتدائی تعریف میں لگے ہوئے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اسم جلالت کے خواص

تفسیر کبیر شریف میں بسم اللہ کی تفسیر میں فرمایا کہ لفظ اللہ میں چند خصوصیتیں ہیں۔ ایک یہ کہ لفظ اللہ رب کی ذات پر دلالت کرنے میں حرفوں کا محتاج نہیں۔ الف کو گرادو تو لِلّٰہ رہتا ہے وہ بھی ذات کو بتا رہا ہے۔

حق تعالیٰ فرماتا ہے وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورۃ فتح: ۴،۷)۔ ترجمہ: اور اللہ ہی کے لئے لشکر ہیں آسمانوں اور زمینوں میں۔

اگر اس کا پہلا لام بھی گرادو تو لَهٗ کی شکل میں رہتا ہے۔ یہ بھی ذات کو بتا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ (سورۃ تغابن: ۱)۔ ترجمہ: اسی کے لئے بادشاہی اور اسی کے لئے تعریف ہے۔

اگر دوسرا لام بھی گرادیں تو فقط ہُ باقی رہتا ہے اور وہ بھی ذات کو بتا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (سورہ حشر)۔ ترجمہ: وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ هُوَ میں واو زائد ہے کیونکہ تثنیہ جمع میں گر جاتی ہے جیسے هُمَا هُمْ۔ تو یہ خاصیت لفظ اللہ میں موجود ہے۔ دوسرے تمام اسموں میں نہیں ہے۔ جس طرح کہ اس کا نام حروف کا محتاج نہیں ایسے ہی اس کی ذات کسی کی محتاج نہیں۔

دوسری خاصیت یہ ہے کہ خدا کے دوسرے اسماء خاص خاص صفتوں پر دلالت کرتے ہیں لیکن لفظ اللہ ساری صفتوں پر۔ جس نے اللہ کہہ کر پکار لیا اس نے گویا ساری صفتوں سے پکارا کیونکہ لفظ اللہ ہی ہے جس میں ساری صفتیں موجود ہیں۔

تیسری خصوصیت یہ ہے کہ کلمہ طیبہ میں لفظ اللہ ہی داخل ہے جس کو پڑھ کر کافر مومن بنتا ہے۔

اگر کوئی لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الرَّحْمٰنُ کہہ دے یا اس کے دیگر سارے اسموں سے کلمہ پڑھ لے تو مومن نہ ہوگا مگر لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے ہی دولت ایمان سے مالا مال ہو جاتا ہے (تفسیر نعیمی)

اس اسم پاک کے بے شمار فیوض و برکات ہیں۔ یہی نام سکون قلبی کا موجب اور یہی نام باعث برکت اور ذریعہ نجات ہے۔ یہی اسم پاک دردوں کی دوا ہے اور زخموں کا علاج ہے۔

یا الٰہ العالمین اپنے اسم شریف کی برکت سے میری دنیا و آخرت بہتر فرما۔ یا رب العالمین میرے ظاہری و باطنی گناہ معاف فرما۔ یا اللہ میری دینی و دنیاوی سب حاجتیں پوری فرما، مشکلیں آسان فرما۔ یا رب العالمین میری ظاہری و باطنی بیماریوں کو دور فرما، غموم و ھموم سے نجات فرما۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِىْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَّنْفَعُنِىْ حُبُّهٗ عِنْدَكَ۔ اے اللہ مجھے اپنی محبت نصیب فرما اور اس شخص کی محبت عطا فرما جس کی محبت تیرے نزدیک مجھے نفع دے (آمین)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

ملٰٓئِكَتُهٗ (اور اس کے فرشتے)

اس آیت کریمہ میں مَلٰٓئِكَتُهٗ ذکر کیا گیا ہے کہ اس کے فرشتے بھی درود بھیجتے ہیں۔

مَلٰٓئِكَةٌ، مَلَكٌ کی جمع ہے اور مَلَكٌ، اُلُوْكَةٌ سے ماخوذ و مشتق ہے جس کا معنی پیغام رسانی ہے اور مَلَكٌ کا لفظی معنی فرشتہ یا فرستادہ کے ہیں۔ اور ان کو ملائکہ اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا کام خالق کا پیغام مخلوق تک لانا ہے۔

لِاَنَّهُمْ وَسَائِطُ بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَ النَّاسِ وَهُمْ رُسُلُ اللّٰهِ اِلَيْهِمْ اَوْ كَالرُّسُلِ کیونکہ وہ اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ (وسائط) ہیں اور وہ اللہ کے قاصد ہیں بندوں کی

طرف یا قاصدوں کی طرح ہیں۔

فرشتے نہ نر ہیں اور نہ مادہ کیونکہ اس پر کوئی دلیل وارد نہیں ہوئی اور نہ عقل اس پر شہادت دیتی ہے۔اور جو بت پرستوں نے کہا ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں یہ امر باطل ومحال ہے اور حد سے بڑھنا ہے۔فرشتے انسانی شکل میں ظاہر ہوسکتے ہیں جیسے حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما الصلاۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کئی مرتبہ انسانی شکل میں حاضر ہوئے۔

امام نجم الدین ابوحفص عمر نسفی (متوفی ۵۳۷ھ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَالْمَلٰئِکَۃُ عِبَادُ اللہِ تَعَالٰی اَلْعَامِلُوْنَ بِاَمْرِہٖ وَلَا یُوْصَفُوْنَ بِذُکُوْرَۃٍ وَلَا اُنُوْثَۃٍ (العقائد نسفیہ)۔ترجمہ:اور فرشتے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے کام کرتے ہیں اور ان کی مذکر (نر) اور مونث (مادہ) ہونے کے ساتھ تعریف وتوصیف نہیں کی جائے گی۔

خیال رہے کہ فرشتے نہ مذکر ہیں اور نہ مونث۔جن سورتوں میں مونث کے صیغے استعمال ہوئے ہیں وہاں فرشتوں کی جماعتیں مراد ہیں اور لفظ جماعت مونث ہے نہ کہ فرشتے مونث ہیں۔ اور قرآن مجید اہل عرب کے محاورہ میں نازل ہوا ہے اور اہل عرب فرشتوں کے لئے مونث کے صیغے استعمال کرتے تھے۔

فرشتے اجسام نوری ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں۔ کبھی وہ انسان کی شکل میں ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں۔وہ ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک ہیں۔

عقیدہ کسی فرشتہ کے ساتھ ادنیٰ سی گستاخی کرنا کفر ہے۔جاہل لوگ اپنے کسی دشمن یا مبغوض کو

دیکھ کر کہتے ہیں کہ ملک الموت (یا عزرائیل) آ گیا۔یہ کلمہ قریب کفر ہے۔اسی طرح فرشتوں کے وجود کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے خُلِقَتِ الْمَلَائِکَۃُ مِنْ نُوْرٍ وَّخُلِقَ الْجَآنُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَخُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَکُمْ (مسلم)۔ترجمہ:فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور جنات خالص آگ سے پیدا کئے گئے اور آدم اس سے پیدا کئے گئے جو تمہیں بیان کیا گیا (یعنی بجنے والی مٹی سے پیدا کیا گیا)۔

ان کی تعداد کو اللہ ہی جانتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ (سورہ مدثر:۳۱)۔ترجمہ:اور نہیں جانتا آپ کے رب کے لشکروں کو مگر وہی (رب جانتا ہے)۔

سب سے زیادہ مشہور فرشتے چار ہیں:

(۱) حضرت جبریل علیہ السلام (۲) حضرت میکائیل علیہ السلام

(۳) حضرت اسرافیل علیہ السلام (۴) حضرت عزرائیل علیہ السلام (ملک الموت)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

فرشتوں کی صفتیں

قرآن مجید میں فرشتوں کے متعدد اوصاف مذکور ہیں:

(۱) نبیوں اور رسولوں کے درمیان وحی لانا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَللہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰئِکَۃِ رُسُلًا (سورۃ الحج:۷۵)۔ترجمہ:اللہ (ہی کا کام ہے کہ وہ) چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسولوں کو (جو نبیوں اور رسولوں کی طرف اللہ تعالیٰ کا پیغام اور وحی لاتے ہیں)۔

(۲) منہیات سے دور رہنا اور اوامر پر عمل کرنا۔

فرمان الٰہی ہے لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ (سورۃ التحریم:۶) ترجمہ: وہ اللہ کا کوئی حکم نہیں ٹالتے اور وہی کام کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ہو۔

(۳) وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا یَسْتَحْسِرُوْنَ ۔ یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ (سورۃ الانبیاء:۱۹،۲۰)۔ترجمہ: وہ اس کی عبادت سے سرکشی نہیں کرتے اور نہ وہ تھکتے ہیں۔ رات اور دن اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور (ذرا) سستی نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ (سورۃ الانبیاء:۲۷)۔ ترجمہ: کسی بات میں اس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے ہیں۔

فرمان الٰہی ہے وَهُمْ مِّنْ خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ (سورۃ الانبیاء:۲۸)۔ترجمہ: اور وہ اس کے رعب وجلال سے ڈرتے ہیں۔

(۵) ان کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑا اقرب اور بلند مرتبہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ (سورۃ الانبیاء:۲۶)۔ترجمہ: بلکہ (سب فرشتے) اس کے بندے ہیں عزت والے۔

(۶) فرشتے نہ تو مرد ہیں اور نہ عورت یعنی ان کو مذکر ومونث ہونے کی صفتوں سے متصف

نہیں کیا جا سکتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِیْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ۔ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ (سورۃ زخرف:۱۹)۔ترجمہ: اور انہوں نے فرشتوں کو جو رحمٰن تعالیٰ کے بندے ہیں (اس کی) بیٹیاں قرار دیا۔ کیا یہ ان کی پیدائش کے وقت حاضر تھے؟ چونکہ کفار فرشتوں کو اناث (عورتیں) کہتے تھے تو حق تعالیٰ نے ان کے عقائد کا انکار کیا ہے۔ وہ جب عورتیں نہیں ہیں تو ان میں مرد بھی نہیں لہذا ان کو ان سے موصوف نہیں کیا جاتا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

فرشتوں کے کام

فرشتوں کے سپرد بہت سے کام ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) وہ فرشتے جو عرش کو اٹھانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَیَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ یَوْمَىٕذٍ ثَمٰنِیَةٌ (سورۃ الحاقہ:۱۷)۔ ترجمہ: اور آپ کے رب کے عرش کو اس دن اپنے اوپر آٹھ فرشتے اٹھائیں گے۔

(۲) وہ فرشتے جو عرش کے اردگرد طواف کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّیْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ (سورۃ الزمر:۷۵)۔ترجمہ: اور (اے حبیب) آپ فرشتوں کو دیکھیں گے عرش الٰہی کے آس پاس حلقہ باندھے اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے ہوں گے۔

(۳) اکابر فرشتوں میں حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ اور حضرت عزرائیل اور حضرت اسرافیل کا ذکر حدیث نبوی میں ہے (علیہم الصلاۃ والسلام)

(۴) وہ فرشتے جو اللہ کے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور ان کے دشمنوں کو دفع کرتے ہیں جیسا کہ غزوہ بدر وغیرہ میں مسلمانوں کی مدد کی۔

فرمان الٰہی ہے اِذۡ تَقُوۡلُ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَلَنۡ یَّکۡفِیَکُمۡ اَنۡ یُّمِدَّکُمۡ رَبُّکُمۡ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِکَةِ مُنۡزَلِیۡنَ (سورۃ آل عمران: ۱۲۴)۔ ترجمہ: جب آپ فرما رہے تھے مومنوں سے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہاری مدد فرمائے تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتوں سے جو اتارے گئے ہیں۔ اور ان کا ذکر سورہ انفال میں بھی آیا ہے۔

(۵) وہ فرشتے جو جنت پر مقرر کئے گئے کہ ایمان والوں پر ہر دروازہ سے داخل ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالۡمَلٰٓئِکَةُ یَدۡخُلُوۡنَ عَلَیۡهِمۡ مِّنۡ کُلِّ بَابٍ (سورۃ الرعد: ۲۳)۔

ترجمہ: اور فرشتے ان پر ہر دروازے سے داخل ہوں گے۔

(۶) وہ فرشتے جو دوزخ پر مقرر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَلَیۡهَا تِسۡعَةَ عَشَرَ (سورۃ المدثر: ۳۰)۔ ترجمہ: اس پر انیس (فرشتے) مقرر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سَنَدۡعُ الزَّبَانِیَةَ (سورۃ العلق: ۱۸)۔ ترجمہ: ہم (بھی) دوزخ پر مقرر کئے ہوئے طاقتور فرشتوں کو ابھی بلالیں گے۔

(۷) وہ فرشتے جو بنی آدم پر مقرر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا یَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَیۡهِ رَقِیۡبٌ عَتِیۡدٌ (سورہ قٓ: ۱۸)۔ ترجمہ: وہ زبان سے کوئی بات نہیں کہتا مگر اس کے پاس (اس کا) نگہبان لکھنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔

(۸) فرشتے جو بنی آدم کے اعمال لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنَّ عَلَیۡکُمۡ لَحٰفِظِیۡنَ کِرَامًا کَاتِبِیۡنَ۔ یَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ (سورۃ الانفطار: ۱۰، ۱۱، ۱۲)۔ ترجمہ: اور بیشک تم پر ضرور نگہبان (مقرر) ہیں۔ معزز (فرشتے) لکھنے والے۔ وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔ یہ چار فرشتے ہیں جو دن رات میں آتے جاتے ہیں۔

(۹) وہ فرشتے جو قبر میں مردوں سے سوال کرتے ہیں جیسے حدیث شریف میں آیا ہے یعنی منکر اور نکیر۔

(۱۰) وہ فرشتے جو شکم مادر میں چار باتیں لکھتے ہیں یعنی رزق، عمل، نیک بختی یا بدبختی وغیرہ۔

(۱۱) وہ فرشتے جو روح قبض کرنے میں حضرت ملک الموت کے ساتھ ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوۡ تَرٰۤی اِذۡ یَتَوَفَّی الَّذِیۡنَ کَفَرُوا الۡمَلٰٓئِکَةُ یَضۡرِبُوۡنَ وُجُوۡهَهُمۡ وَاَدۡبَارَهُمۡ وَذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِیۡقِ (سورۃ الانفال: ۵۰)۔ ترجمہ: اور (اے مخاطب) اگر تو دیکھے جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں، مارتے ہیں ان کے چہروں اور ان کی پیٹھوں پر اور (کہتے ہیں) چکھو آگ کا عذاب۔

(۱۲) وہ فرشتے جو مجالس ذکر تلاش کرتے ہیں اور اس میں حاضر ہوتے ہیں (مسلم)

(۱۳) وہ فرشتے جو انسان کو آفتوں اور بلاؤں سے حفاظت کرنے پر مامور کئے گئے ہیں یعنی بچوں، بوڑھوں اور کمزوروں پر اور جن کے متعلق اللہ کا حکم ہوتا ہے ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ ان کو حفظہ کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَیُرۡسِلُ عَلَیۡکُمۡ حَفَظَةً (سورۃ الانعام: ۶۱)۔ ترجمہ: اور بھیجتا ہے تم

پرنگہبان (فرشتے)۔ تفسیر عزیزی میں ہے کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے وُكِّلَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِائَةٌ وَّسِتُّوْنَ مَلَكًا۔ کہ ایمانداروں پر ایک سو نوے فرشتے مقرر کئے گئے ہیں۔ اور فرشتے ایمانداروں کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور ان کی حفاظت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ (سورۃ الطارق: ۴)۔ ترجمہ: ہر جان پر ایک محافظ مقرر ہے۔

غرضیکہ فرشتوں کو مختلف خدمتیں سپرد ہوتی ہیں۔ بعض کے ذمہ حضرات انبیاء کرام کی خدمت میں وحی لانا، کسی کے متعلق پانی برسانا، کسی کے متعلق بدن انسانی کے اندر تصرف کرنا، کسی کے متعلق ذاکرین کا مجمع تلاش کر کے اس میں حاضر ہونا، کسی کا کام نامہ اعمال لکھنا، بہتوں کا دربار رسالت میں حاضر ہونا، کسی کے متعلق سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام پہنچانا، بعضوں کے ذمہ مردوں سے سوال کرنا، قبض روح، بعضوں کے ذمہ عذاب کرنا اور کسی کے ذمہ صور پھونکنا۔

ان کے علاوہ بہت سے ایسے کام ہیں جو ملائکہ انجام دیتے ہیں۔ قرآن کریم میں فرشتوں کی قسمیں کھا کر ان کی مختلف صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ دیکھئے سورۃ صافات، سورہ ذاریات اور سورہ نازعات وغیرہ۔

آیت صلاتیہ میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے رہتے ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ اہل ایمان کا درود وسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بطور تحفہ پیش کرتے ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

يُصَلُّوْنَ کی ضمیر میں اختلاف ہے

يُصَلُّوْنَ فعل مضارع ہے جو حال اور استقبال کا معنی دیتا ہے اور دوام واستمرار کے لئے بھی آتا ہے۔ يُصَلُّوْنَ میں ھم ضمیر کے مرجع میں اختلاف ہے۔ اللہ اور فرشتوں کی طرف راجع ہے یا صرف ایک کی طرف راجع ہے۔

امام احمد ابن حجر قسطلانی لکھتے ہیں فقيل هو خبر عن الله وملائكته بناء على جواز الاشتراك فى الضمير او على ان المراد من صلاة القدر المشترك بين الرحمة والاستغفار وهو العناية بحال المصلىٰ عليه وتعظيمه وتوقيره۔ وقيل خبر عن الملائكة فقط وخبر الجلالة محذوف بناء على تغاير معنى الصلاتين لان صلاته تعالىٰ غير صلاتهم فلا يجوز الاشتراك فى الضمير۔ والتقدير اِنَّ اللّٰهَ يُصَلِّي وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ (مسالک الحنفاء الی مشارع الصلاۃ علی المصطفیٰ ص ۵۷)۔

ترجمہ: تو کہا گیا ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتوں کی طرف سے خبر ہے ضمیر میں اشتراک کی بناء پر کہ اللہ اور فرشتوں کا درود (بھیجنا) یا اس بناء پر کہ بیشک مراد یہ ہے کہ صلاۃ مشترک ہے رحمتوں اور استغفار کے درمیان۔ اور یہ جس پر درود بھیجا جاتا ہے اس کے حال کے مرتبہ کے مطابق اور اس کی تعظیم وتوقیر کرنا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ فرشتوں کی طرف سے صرف خبر ہے اور اسم جلالت کی خبر محذوف ہے اس بناء پر کہ صلوٰۃ کے معنی میں تغیر (فرق) ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی جو صلاۃ ہے وہ فرشتوں کی صلاۃ کے علاوہ ہے۔ تو جائز نہیں ہے ضمیر میں اشتراک ہونا کہ ایک ہی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہو (اور فرشتوں کی جانب بھی راجع)۔ اور اصل یوں ہے اِنَّ اللّٰهَ يُصَلِّي وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ۔ بیشک اللہ درود

بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی درود بھیجتے ہیں۔

حضرت امام قاضی عیاض لکھتے ہیں وقد اختلف المفسرون واصحاب المعانی فی قوله تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ (سورہ احزاب:۵۶) ھل یصلون راجعة علی الله وملائکته جمیعا ام لا واجازه بعضهم ومنع اخرون لعلة التشریك وخصوا الضمیر بالملائکة وقدروا ان الله یصلی وملائکته یصلون (الشفا، ج۱، ص۴۵)

علامہ علی قاری لکھتے ہیں والمحققون یجعلون من باب عموم المجاز ویقولون الله وملائکته یعظمون النبی ﷺ کل بما یناسبه من انواع التعظیم و الاتصاف بالتکریم والاولی عندی ان یقال الضمیر راجع الی الکل (شرح الشفا، ج۱، ص۵۷) کہ عموم مجاز کے طور پر ضمیر سب کی طرف راجع ہے۔

يُصَلُّوْنَ کی ضمیر ھم دونوں کی طرف راجع ہے جس طرح درج ذیل دو آیتوں میں آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (سورہ توبہ ۷۴)۔ ترجمہ: اور ان منافقوں کو صرف یہ ناگوار ہوا کہ ان کو اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ اس آیت میں مِنْ فَضْلِهٖ کی ضمیر واحد مذکر ہے جو اللہ اور رسول دونوں کی طرف راجع ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ (سورہ توبہ)۔ ترجمہ: اللہ اور اس کا رسول اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کو راضی کیا جائے۔ اس آیت شریفہ میں یرضوہ کی ضمیر واحد اللہ اور اس کے رسول دونوں کی طرف راجع ہے۔ اسی طرح اور بھی مثالیں ہیں۔

صلوٰۃ کے معانی

ارشاد باری تعالیٰ ہے یُصَلُّوْنَ۔ وہ درود بھیجتے ہیں۔ یہ صلوٰۃ سے بنا ہے اور صلوٰۃ کے متعدد معانی بیان کئے گئے ہیں: (۱) عظیم (عظمت والا)۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ۔ اے اللہ نبی ﷺ کی شان بلند فرما، عظمت میں اضافہ فرما (۲) دعا (۳) ذکر (۴) نماز (۵) مسجد عبادت گاہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ (سورہ حج:۴۰) (شفاء القلوب، ۸۸ مختصرا)۔

(۱) عبادت (۲) مسئلہ (۳) استغفار (۴) قرات (۵) تبریک (۶) رحمة (۷) مغفرت (مسالک الحنفا) (۸) تعریف کرنا (۹) تعظیم وتکریم کرنا۔

علامہ عبدالعزیز پرھاروی صلوٰۃ کے معانی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس میں چند قول ہیں: (۱) دعا اور رحمت کے درمیان مشترک ہے۔ بندہ کی طرف سے دعا اور اللہ کی جانب سے رحمت (۲) الثناء الکامل (مکمل تعریف) جیسے شرح تاویلات ماتریدیہ میں ہے (۴) دنیا میں تعظیم اور آخرت میں درجات کی بلندی (منصب شفاعت پانا) (نبراس، ص ۷)۔ غرضیکہ صلوۃ ایک جامع لفظ ہے جو مختلف مواقع پر مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

علامہ مجد الدین فروز آبادی اس کا معنی یوں بیان فرماتے ہیں اَللّٰهُمَّ عَظِّمْ مُحَمَّدًا فِي الدُّنْيَا بِاِعْلَاءِ ذكره واظهارِ دَعْوَته وابقاء شريعته وفي الاخرة بتشفيعه في امته واجزال اجره ومثوبته واظهار فضله للاولين والاخرين بالمقام المحمود وتقديمه على جميع المقدمين والشهود (الصلاۃ والبشر، ص ۶۵)

امام ابوالعالیہ رفیع بن مہران ریاحی مصری (متوفی ۹۰ھ) فرماتے ہیں صَلٰوۃُ اللّٰہِ ثَنَاؤُہٗ وَصَلٰوۃُ الْمَلٰئِکَۃِ الدُّعَاءُ (بخاری کتاب التفسیر، ج دوم، ص۷۰۷)۔ ترجمہ: اللہ کی صلوۃ کا معنی ہے اللہ عزوجل کا فرشتوں کے سامنے آپ ﷺ کی ثناء کرنا اور تعریف کرنا۔ اور فرشتوں کی صلاۃ دعا ہے۔

حضرت امام قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں اَبَانَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَضْلَ نَبِیِّہٖ ﷺ بِصَلَاتِہٖ عَلَیْہِ، ثُمَّ بِصَلَاۃِ مَلَائِکَتِہٖ، وَاَمَرَ عِبَادَہٗ بِالصَّلَاۃِ وَالتَّسْلِیْمِ عَلَیْہِ۔ وقد حکی ابوبکر بن فورک ان بعض العلماء اول قولہ علیہ السلام وجعلت قرۃ عینی فی الصلاۃ علی ھذا ای فی صلاۃ اللہ تعالیٰ علیہ وملائکتہ وامرہ الامۃ بذلک یوم القیامۃ۔ والصلاۃ من الملائکۃ استغفار، ومنا لہ دعاء، ومن اللہ عزوجل رحمۃ (شفاء، ج۱، ص۶۸)۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صلوٰۃ کے ساتھ اپنے حبیب کی فضیلت خاصہ کا اظہار فرمایا ہے اور اس کے ساتھ ہی اپنے بندوں کو آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا مطلق حکم دیا ہے۔ ابوبکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے بعض علماء سے حکایۃً بیان کیا ہے کہ فرمان رسالت جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ (میرے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے) سے مراد اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اور امت محمدیہ کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ قیامت تک فخر دوعالم ﷺ کی بارگاہ عالی میں درود وسلام کے گلدستے سجا کر پیش کرتے رہا کریں۔ فرشتوں کی اور ہماری صلوٰۃ ایک قسم کی دعا ہے اور اللہ تعالیٰ کا صلوٰۃ بھیجنا اپنے حبیب پر خاص بارانِ رحمت کا نزول فرمانا ہے (کتاب الشفاء، ص۱۰۴)

صاحب تفسیر منیر لکھتے ہیں وَھِیَ مِنَ اللّٰہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَانُ وَمِنَ الْمَلٰئِکَۃِ الدُّعَاءُ

وَالْاِسْتِغْفَارُ۔ وَمِنَ الْاُمَّۃِ دُعَاءٌ وَتَعْظِیْمٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (تفسیر منیر، ج۲۲)۔ کہ اللہ کی طرف سے صلوۃ سے مراد خصوصی رحمت اور خشنودی ہے اور فرشتوں کی طرف سے دعا اور استغفار کرنا ہے۔ اور امت کی طرف سے دعا کرنا اور نبی ﷺ کی تعظیم وتکریم کرنا ہے۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

صلوۃ اللہ کی قسمیں

جب لفظ صلوۃ کی نسبت اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب کی جائے تو اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) صلوۃ عامہ (۲) اور صلوۃ خاصہ

صلوۃ عامہ وہ ہے جس کا نزول اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے مومن بندوں پر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ۔ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا (سورہ احزاب: ۴۳)۔ ترجمہ: وہی اللہ ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو (کفر کی) اندھیریوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لائے اور وہ ایمان والوں پر بڑا مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ (سورہ بقرہ: ۱۵۷)۔ ترجمہ: ان پر درود ہے ان کے رب کی طرف سے اور رحمت۔

اسی طرح اگر نبی اکرم ﷺ نے کسی بندہ مؤمن کے لئے صلوۃ کی دعا کی تو وہ بھی اسی قبیل سے ہے جیسے آپ ﷺ کا یہ ارشاد پاک ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰٓی اَبِیْ اَوْفٰی (بخاری کتاب الزکوۃ)۔ ترجمہ: اے اللہ ابی اوفی پر رحمت نازل فرما۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلِّ عَلَیَّ وَعَلٰی زَوْجِیْ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكِ وَعَلٰی زَوْجِكِ (فضل الصلوۃ علی النبی، ص ۶۹، حدیث ۷۷)۔ ترجمہ: اے اللہ کے رسول آپ ﷺ مجھ پر اور میرے شوہر پر درود پڑھیں (ہمارے لئے دعا کریں)۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكِ وَعَلٰی زَوْجِكِ۔ اللہ تجھ پر اور تیرے شوہر پر رحم کرے۔ اس حدیث سے صلی اللہ علیہ کہنا ثابت ہوتا ہے اور یہ حدیث ابوداود میں ہے (ابوداؤد، حدیث: ۱۵۳۳)۔

صلوۃ خاصہ وہ ہے جس کا نزول اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے نبیوں اور رسولوں پر بالخصوص خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد ﷺ پر ہوتا ہے (حقوق النبی)۔ صلاۃ خاصہ سے مراد رحمت ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور رسولوں کی تعریف فرماتا ہے اور عظمت بیان کرتا ہے۔

والنوع الثانی صلاتہ تعالیٰ الخاصۃ علی انبیائہ ورسلہ خصوصا علی خاتمھم وسیدھم نبینا محمد ﷺ (مسالک الحنفاء، ص ۴۴)۔ اور دوسری قسم اللہ تعالیٰ کی وہ صلاۃ خاصہ جو اپنے نبیوں اور رسولوں پر بھیجتا ہے خاص کر نبیوں کے خاتم وسردار ہمارے نبی محمد ﷺ پر بھیجتا ہے۔

بہرحال لفظ صلوٰۃ مشترک المعنی ہے۔ اس کے معانی مختلف موقع پر ذکر کئے جاتے ہیں۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
ہر دم از ما صد درود و صد سلام بر رسول و آل و اصحابش تمام

صلوۃ بمعنی تعظیم

صلوۃ سے مراد نبی کریم ﷺ کی تعظیم کرنا ہے۔

امام ابوعبداللہ محمد انصاری قرطبی فرماتے ہیں وَهِيَ مِنَّا دُعَاءٌ وَمِنَ اللّٰهِ رَحْمَةٌ وَمِنَ الْمَلٰئِكَةِ ثَنَاءٌ وَقَدْ قِيْلَ اِنَّ صَلٰوةَ اللّٰهِ عَلٰى نَبِيِّهٖ ثَنَاءٌ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلٰئِكَةِ (تفسیر قرطبی)۔ ترجمہ: اور درود ہماری طرف سے دعا ہے اور اللہ کی طرف سے خصوصی رحمت اور فرشتوں کی طرف سے تعریف کرنا ہے۔ اور بلا شبہ کہا گیا ہے کہ اللہ کی صلوٰۃ فرشتوں کے پاس اپنے نبی کی تعریف کرنا ہے۔

علامہ علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَآئِكَتَهٗ يُعَظِّمُوْنَ النَّبِيَّ ﷺ بِكُلِّ مَا يُنَاسِبُهٗ مِنْ اَنْوَاعِ التَّعْظِيْمِ وَاَصْنَافِ التَّكْرِيْمِ (شرح شفا، ج۱، ص ۵۷) کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ کی تعظیم کرتے ہیں ہر ان صفتوں کے ساتھ جو ان کی شان کے لائق ہیں تعظیم کی قسموں اور تکریم کے اقسام سے۔

ملا علی قاری علیہ الرحمہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ کے ماتحت فرماتے ہیں **ای یعظمونہ بالثناء علیہ** (شرح شفاء، ج۲، ص ۱۰۵)۔ یعنی اللہ اور اس کے فرشتے رسول اللہ ﷺ کی تعریف کے ساتھ تعظیم کرتے ہیں۔

قاضی عیاض نے ابوبکر القشیری سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوۃ علی النبی سے مراد نبی کریم ﷺ کے احترام میں زیادتی اور اضافہ کرنا ہے اور نبی ﷺ کے علاوہ کسی اور انسان پر صلاۃ اللہ سے مراد رحمت ہے۔

اس سے نبی اور باقی مومنوں کے درمیان فرق واضح ہوجاتا ہے جیسا کہ سورہ احزاب میں

رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیّ کہ بے شک اللہ اور اسکے فرشتے نبی پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اور اسی سورت میں اس سے کچھ پہلے یہ آیت مذکور ہے ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ۔ وہی ہے جو رحمت بھیجتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے۔ اور ظاہر ہے کہ اس لفظ صلوٰۃ کا جو مفہوم نبی ﷺ کے لئے موزوں ہے وہ اس سے کہیں اعلیٰ و ارفع ہے جو دوسروں کے لئے موزوں ہے۔

امام ابو عبداللہ محمد انصاری قرطبی (متوفی ۶۷۱ھ) فرماتے ہیں والصلوۃ من اللہ رحمتہ ورضوانہ ومن الملائکۃ الدعا والاستغفار ومن الامۃ الدعا والتعظیم لامرہ (تفسیر قرطبی، ج ۱۴، ص ۱۴۹)

ملا علی قاری علیہ الرحمہ نبی ﷺ پر درود بھیجنے کا معنی بیان کرتے ہیں اَللّٰھُمَّ عَظِّمْ شَانَہٗ وَتَمِّمْ بُرْھَانَہٗ وَاَکْثِرْ اُمَّتَہٗ وَاَظْھِرْ مِلَّتَہٗ وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ (شرح شفاء، ج ۲، ص ۱۰۵)۔ نیز النھایہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں اَیْ عَظِّمْہُ فِی الدُّنْیَا بِاَعْلَاءِ ذِکْرِہٖ وَاِظْھَارِ دَعْوَتِہٖ وَاِبْقَاءِ شَرِیْعَتِہٖ وَفِی الْاٰخِرَۃِ تَشْفِیْعِہٖ فِیْ اُمَّتِہٖ وَتَضْعِیْفِ اٰجْرِہٖ وَمَثُوْبَتِہٖ (مرقاۃ، ج ۳، ص ۶)۔ اے اللہ اپنے رسول اللہ ﷺ کی شان کو بڑھا کر ذکر کو بلند فرما اس کے دین کو غلبہ عطا کرنے اور ان کی شریعت کو باقی رکھنے سے اس دنیا میں، اور آخرت میں ان کی امت کے حق میں شفاعت کے ساتھ اور ان کے ثواب و اجر کو زیادہ کرنے سے۔

شیخ احمد مالکی صاوی (متوفی ۱۲۴۱ھ) لکھتے ہیں والصلاۃ من اللہ رحمتہ المقرونۃ

بالتعظیم، ومن غیرہ التضرع والدعاء ولو من الملائکۃ لقولہ تعالیٰ اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَہٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَۃً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِھِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ (سورہ مؤمن: ۷) الآیہ الی قولہ وَقِھِمُ السَّیِّاٰتِ۔ ولا یجوز الدعاء للنبی علیہ الصلاۃ والسلام بغیر الوارد (کرحمہ اللہ) بل المناسب واللائق فی حق الانبیاء الدعاء بالصلاۃ والسلام (شرح الصاوی علی جوھرۃ التوحید، ص ۵۶)

ترجمہ: صلوٰۃ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی رحمت ہے جو ملی ہوتی ہے تعظیم کے ساتھ اور دوسرے کی طرف سے عاجزی اور دعا کرنا ہے اگرچہ فرشتوں سے ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں عرش کو اور وہ جو عرش کے ارد گرد (حلق زن) ہیں۔ وہ تسبیح کرتے ہیں حمد کے ساتھ اپنے رب کی اور ایمان رکھتے ہیں اس پر اور استغفار کیا کرتے ہیں ایمان والوں کے لئے۔ اے ہمارے رب تو گھیرے ہوئے عرش کو (اپنی رحمت اور علم سے) پس بخش دے انہیں جنہوں نے کفر سے توبہ کی اور پیروی کی تیرے راستہ کی۔ اور بچا لے انہیں عذاب جہنم سے (سورۃ الغافر، المؤمن: ۷)۔ اور نہیں ہے جائز دعا کرنا نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے غیر وارد دعاؤں کے ساتھ جیسے رحمہ اللہ بلکہ مناسب اور زیادہ لائق انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے حق میں صلوٰۃ اور سلام کی صورت میں دعا کرنا ہے۔

نبی علیہ السلام پر درود وسلام پڑھنا صرف دعا ہی نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کی تعظیم اور توقیر

کرنا ہے اور حقوق مصطفیٰ ﷺ میں سے ایک حق ادا کرنا ہے اور صلوٰۃ وسلام پیش کرنا آپ ﷺ کی تعظیم وتکریم اور بزرگی کا اظہار کرنا ہے اور صلوٰۃ وسلام پڑھنے میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اَلنَّبِیُّ ﷺ

اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام اسم جلالت (اللہ) ذکر کیا گیا ہے اور صفاتی ناموں میں سے کسی نام کا ذکر نہیں کیا گیا اور اسی طرح نبی کریم ﷺ کے ذاتی ناموں میں سے محمد اور احمد ذکر نہیں کیا۔ بلکہ علی النبی فرمایا ہے جو آپ ﷺ کے صفاتی ناموں میں سے ایک بڑی شان والا نام ہے۔ اور آپ ﷺ کے مشہور ترین صفاتی ناموں میں سے النَّبِیُّ ہے۔ یہ اسم مبارک قرآن مجید کی تقریباً گیارہ سورتوں میں ۴۵ مرتبہ آیا ہے۔ اور بعض مقام پر بڑے پیارے انداز سے ندا فرمائی ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (سورۃ الاحزاب:۶)۔ ترجمہ: یہ نبی ایمانداروں کے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا (سورۃ الاحزاب:۴۵)۔ ترجمہ: اے نبی بے شک ہم نے آپ کو گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ (سورہ انفال: ۶۵)۔ ترجمہ: اے نبی ایمانداروں کو جہاد کی ترغیب دو۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (سورہ انفال: ۶۴)۔ ترجمہ: اے نبی کافی ہے آپ کو اللہ اور جو آپ کے فرمابردار ہیں ایمانداروں سے۔

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ (سورہ التحریم:۹)۔ ترجمہ: اے نبی کافروں سے جہاد کیجئے۔

علامہ محمد یوسف نبہانی تحفۃ الاخیار فی الصلوٰۃ علی النبی المختار کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ کے بہت سارے اسمائے مبارکہ اور صفات عالیہ ہیں مگر یہاں النبی فرمایا، الرسول وغیرہ نہیں فرمایا۔ اس میں یہ راز مضمر ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کی سب سے عام صفت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مشرف فرمایا اور دیگر اپنے نبیوں کو آپ کے ساتھ شریک کیا اور بجز انبیائے کرام کے دوسرے کسی کو عطا نہیں فرمائی۔ وہ ہے اللہ تعالیٰ کا آپ کو اپنے غیب پر مطلع اور باخبر کرنا اور اپنے اسرار ورموز سے آپ کو آگاہ کرنا۔ مولیٰ تعالیٰ نے آپ کو اس بارے میں اتنا کچھ عطا فرمایا جو کسی اور کے حصے میں نہیں آیا۔ علم وعقل اور فہم وادراک اس کا اندازہ کرنے سے قاصر ہے۔ گویا رب العزت اس حقیقت کی طرف اشارہ فرما رہا ہے کہ جس طرح اس نے آنجناب کو علوم لدنیہ اور عطائے ربانیہ سے مخصوص فرمایا کہ آپ کا شرف مقام ظاہر ہوا اسی طرح اس نے آپ کو درود شریف کے ساتھ مختص فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ اس کی بارگاہ میں حضور علیہ السلام کا کیا مرتبہ ومقام ہے۔ اس میں ایک اور اشارہ بھی ہے اور وہ یہ کہ جیسے رب تعالیٰ نے آپ پر اپنے اسم ذاتی (اللہ) کے ذریعہ درود بھیجا تاکہ تمام اسماء وصفات اس میں شامل ہو جائیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے

آپ کے اس اسم کا ذکر فرمایا جو سب کو عام، سب پر مشتمل اور جامع ہے۔ گویا فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی پر درود بھیجتا ہے، اپنے رسول پر درود بھیجتا ہے، بیشک اللہ کریم ذات پر درود بھیجتا ہے اور بیشک اللہ رؤف ورحیم پر صلوٰت بھیجتا ہے کیونکہ صفات لفظ نبی پر اسی طرح جاری ہوتی ہیں جیسے اللہ کی صفات اسم جلالت (اللہ) پر جاری ہیں۔ تحفہ الرصاع کی عبارت ختم (سعادت الدارین عربی ص ۱۷، اردو ص ۱۷۵)۔

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں **وعبر بالنبی دون اسمہ ﷺ علی خلاف الغالب فی حکایتہ تعالیٰ من انبیائہ علیہم السلام اشعار بما اختص بہ ﷺ من مزید الفخامۃ والکرامۃ وعلو القدر** (روح المعانی ص ۲۲)

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اَلنَّبِیُّ کا معنی کیا ہے

امام قاضی ابوالفضل عیاض (متوفی ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں فَالنُّبُوَّةُ فِیْ لُغَةِ مَنْ هَمَزَ مَاخُوْذَةٌ مِنَ النَّبَاۤءِ وَهُوَ الْخَبَرُ وَقَدْ لَا یُهْمَزُ عَلٰی هٰذَا التَّاوِیْلُ تَسْهِیْلًا وَالْمَعْنٰی اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَطْلَعَهٗ عَلٰی غَیْبِهٖ وَاَعْلَمَهٗ اَنَّهٗ نَبِیُّهٗ فَیَكُوْنُ نَبِیٌّ مُنَبَّاٌ فَعِیْلٌ بِمَعْنٰی مَفْعُوْلٍ اَوْ یَكُوْنَ مُخْبِرًا عَمَّا بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهٖ وَمُنَبِّاً بِمَا اَطْلَعَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ فَعِیْلٌ بِمَعْنٰی فَاعِلٍ وَیَكُوْنُ عِنْدَ مَنْ لَمْ یَهْمِزْهُ مِنَ النُّبُوَّةِ وَهُوَ مَا ارْتَفَعَ مِنَ الْاَرْضِ مَعْنَاهُ اَنَّ لَهٗ رُتْبَةً شَرِیْفَةً وَمَكَانَةً نَبِیْهَةً عِنْدَ مَوْلَاهُ مُنِیْفَةً فَالْوَصْفَانِ فِیْ حَقِّهٖ مُؤْتَلِفَانِ (شفاء، ص ۱۵۷، ج ۱)

نبوت اس لغت کے اعتبار سے ہمزہ سے پڑھے نباء سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی خبر کے ہیں اور کبھی اس اعتبار رو تاویل میں تخفیف وسہولت کیلئے ہمزہ نہیں دیا جاتا۔ اس صورت میں نبوت کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے غیوب پر مطلع کیا اور ان کو بتادیا کہ آپ ﷺ اس کے نبی ہیں۔ نبی کے معنی یا تو خبر دیئے ہوئے بصیغہ مفعول ہوگا یا مخبر خبر دینے والے (بصیغہ اسم فاعل) ان چیزوں کی جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے اور ان چیزوں کی اطلاع دینا جن پر آپ ﷺ کو مطلع کیا گیا ہے۔ اس وقت نبی بروزن فعیل بمعنی فاعل ہوگا۔ اور نبوت اس لغت کے اعتبار سے جو بغیر ہمزہ (مادہ) کے پڑھتے ہیں نبوۃ سے ماخوذ ہوگا جس کے معنی ہیں: زمین کا بلند ارفع حصہ۔ تو اب نبوت کے (اصطلاحی) معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں آپ ﷺ کا مرتبہ آپ کی شرافت ومنزلت بلند ہے۔ یہ دونوں (خبر رفعت) وصف آپ ﷺ کے حق میں صحیح و درست ہیں۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ نبی کو نبی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ان باتوں کی خبر دیتا ہے جن پر عقول سلیمہ مطمئن ہوتی ہیں (مفردات)

صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تو ایمانداروں کو خطاب فرمایا کہ وہ بھی درود اور سلام بھیجا کریں۔ یہ التفات کا طریقہ ہے اور اس میں خطاب کی لذت سے کلفت اور تکلیف کو دور کرنا مقصد ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (سورہ احزاب:

۵۶)۔ترجمہ: اے ایمان والوتم درود بھیجوان پر اور خوب سلام بھیجو۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اے ایمان والو کہہ کر ندا فرماتا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایماندار اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں۔ اور ندا کے بعد درود پڑھنے اور سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ اور یہ حکم اسی امت محمدیہ علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔

علامہ محمود آلوسی بغدادی (متوفی ۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں و فی نداء المؤمنین بھذا الاسلوب من حثھم علیٰ امتثال الامر ما لا یخفی و الامر بالصلوۃ و التسلیم من خواص ھذہ الامۃ فلم تؤمر امۃ غیرھا بالصلاۃ و التسلیم علیٰ نبیھا (تفسیر روح المعانی، ج۲۱،ص ۳۵۶)۔ترجمہ: ایمانداروں کو اس طریقہ سے ندا کرنا ان کو رغبت دینا ہے اس حکم کو ماننے کا جو پوشیدہ نہیں ہے۔ اور درود وسلام کا حکم دینا اس امت کے خصوصیات میں سے ہے۔ اس امت کے سوا کسی اور امت کو اپنے نبی پر درود وسلام پڑھنے کا حکم نہیں دیا گیا۔

اس آیت پر عمل کرتے مثلاً یوں کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ یا یوں کہا جائے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کہا جائے یا یوں کہا جائے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ۔

امام ابن ہمام فرماتے ہیں کہ یہاں پر امر کا صیغہ استعمال ہوا ہے جو تکرار کو نہیں چاہتا۔ اس وجہ سے امام ابوحنیفہ اور امام مالک فرماتے ہیں کہ زندگی میں اگر ایک مرتبہ بھی درود پڑھ لیا جائے تو آیت پر عمل ہوجائے گا۔ ہاں یہ بات الگ ہے کہ جب بھی آپ کا نام مبارک آئے ہر مرتبہ درود پڑھنا اچھا عمل ہوگا (روضۃ الصالحین)

اس آیت میں لفظ سلام میں تاکید کے لئے مصدر کا کلمہ استعمال کیا گیا ہے لیکن صلوۃ میں مصدر کا ذکر نہیں استعمال کیا گیا کیونکہ صلاۃ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ (اللہ تعالیٰ اور فرشتوں) سے مؤکد تھی۔ اس لئے مصدر سے مؤکد نہیں کیا گیا۔

اور طریقہ سلام وہی ہے جو تشہد میں سکھا دیا گیا ہے یعنی کہ تم یوں عرض کرو اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہ آپ پر سلام ہو اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ اس میں تین چیزیں ذکر کی گئی ہیں: سلام، رحمت اور برکت۔

شیخ عبدالحق محدث دھلوی فرماتے ہیں واضح رہنا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ پر درود وسلام عرض کرنے کے وجوب کے ضمن میں یہ آیت کریمہ اس کی اصل و بنیاد ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (سورہ احزاب:۵۶)۔ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی ان پر خوب درود وسلام بھیجو۔ آگاہ رہنا چاہیے کہ اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ نے صلوۃ کی نسبت اپنی ذات کریمہ اور اپنے فرشتوں کی طرف فرمائی ہے اور مسلمانوں کو حضور ﷺ پر صلوۃ وسلام عرض کرنے کا حکم دیا ہے (مدارج النبوت)

تفسیر مواھب الرحمٰن میں ہے کہ اُن (حضرت) ﷺ پر درود بھیجنا ایسا افضل وظیفہ ہے کہ سوائے ذکر اللہ عزوجل کے کوئی اس کے مثل معلوم نہیں ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے ذکر کا حکم دیا ہے۔ اللہ برتر کا فرمان ہے اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا الآیۃ (تم اللہ کا بہت ذکر کیا کرو)۔ اور درود شریف کا حکم دیا۔ اللہ برتر کا فرمان ہے صَلُّوْا

عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ۔ پس تیسرا کوئی وظیفہ معلوم نہیں ہوتا جس کے واسطے ایسی شان ہو۔یعنی درود شریف ایک اعلیٰ وظیفہ ہے جس کے بے شمار فضائل وفوائد اور ثمرات ہیں۔

امت کو درود وسلام کا حکم کیوں؟

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان چاہے جن ہو یا انس سب کو درود شریف کا حکم اس لئے فرمایا کہ اہل ایمان آپ پر درود شریف بھیجنے کے محتاج ہیں۔وہ اس لیے کہ حضور علیہ السلام نے اہل ایمان کو دعوت حق دی تو اس کا حق ادا کرنا ضروری تھا۔اس کی ادائیگی درود شریف سے ہوئی۔دوسری وجہ یہ کہ حضور سرور عالم ﷺ جملہ اہل ایمان کے روحانی باپ ہیں۔آپ نے اہل ایمان کی بہترین تربیت فرمائی اور احسن طریق سے انہیں تبلیغ وارشاد فرمایا بلکہ بہت زیادہ شفقت ورحمت فرمائی۔اس معنی پر ضروری ہوا کہ امت آپ ﷺ پر درود شریف بھیجے کیونکہ قاعدہ ہے کہ شاگرد پر استاد کی تعریف واجب ہے۔ایسے ہی بیٹے پر باپ کا شکر ضروری۔

میان باغ جہان از زلال فیض حبیب　　نہال جان مرا صد ہزار نشو ونما ست

ترجمہ: جہان کے باغ میں فیض حبیب کے پانی سے میری جان کو ہزار بار نشو نما نصیب ہوتی ہے۔

حضور سرور عالم ﷺ پر درود شریف بھیجنے میں اشارہ ہے کہ اہل ایمان پر ضروری ہے کہ وہ اللہ کا شکر کریں کہ انہیں افضل المرسلین نبی کریم ﷺ کا امتی بنایا گیا اور ان کے طفیل انہیں افضل الامم کا خطاب نصیب ہوا۔نیز درود شریف سے اہل ایمان کی حق شفاعت کی ادائیگی بھی ہوئی اس لیے کہ درود شریف گویا شفاعت کا ثمن (قیمت) ہے۔اب دنیا میں جب ثمن

ادا کریں گے تو کل قیامت میں اس کا ثمر (پھل) حاصل کریں گے

بضاعت بچند انکہ آری بری　　اگر مفلسی مشد مساری بری

ترجمہ: جتنی پونجی لاؤ گے اتنا سامان پاؤ گے۔اگر تم مفلس ہو تو شرمسار ہوگے۔

اَلَا اَيُّهَا الۡاِخۡوَانُ صَلُّوۡا وَسَلِّمُوۡا　　عَلَى الۡمُصۡطَفٰى فِيۡ كُلِّ وَقۡتٍ وَّسَاعَةٍ
فَاِنَّ صَلَاةَ الۡهَاشِمِيِّ مُحَمَّدٍ　　تُنۡجِيۡ مِنَ الۡاَهۡوَالِ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ

ترجمہ: اے بھائیو! صلوٰۃ وسلام پڑھو، مصطفیٰ علیہ السلام پر ہر وقت اور ہر گھڑی۔اس لیے کہ ہاشمی محمد ﷺ کا درود قیامت کی ہولناکیوں سے نجات بخشتا ہے (فیوض الرحمٰن، پارہ ۲۲ ص ۶۳۸)

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيۡبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَسَلَّمَ

اللہ سے صلوۃ وسلام بھیجنے کی درخواست کرنے کی حکمت

ہم پر نبی ﷺ کے بے شمار حقوق اور احسانات ہیں۔ہم ہرگز کما حقہ ان کا بدلہ نہیں دے سکتے۔لہٰذا بعض حقوق واحسان کی ادائگی کے لئے آپ ﷺ پر صلوۃ وسلام پڑھنے کا حکم ہمیں دیا گیا ہے۔اور ہم کہتے ہیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰى مُحَمَّدٍ (ﷺ) الخ۔اے اللہ محمد ﷺ پر درود اور سلام بھیج حالانکہ اس کے بجائے ہم خود ہدیہ درود پیش کرتے ہیں۔

اس کے متعلق محشی نبراس لکھتے ہیں وكان حق الامتثال ان نقول صلينا على النبي وسلمنا فما النكتة في ذلك۔قلت فيه نكتة شريفة كأننا نقول يا ربنا امرتنا بالصلوة عليه وليس في وسعنا ان نصلي صلوة تليق بجنابه لانا لا نقدر قدر ما انت عالم بقدره ﷺ فانت تقدر ان تصلي

علیہ صلوۃ تلیق بجنابہ (حاشیہ نبراس، ص ۸ بحوالہ شرح منہاج)۔

اور حکم ماننے کا حق یہ تھا کہ ہم یہ کہتے ہم نے نبی پر درود پڑھا اور ہم نے سلام بھیجا۔ تو اس میں کیا نکتہ ہے (ہم اللہ کی بارگاہ میں سلام بھیجنے کے لئے عرض کرتے ہیں)۔ میں کہتا ہوں اس میں ایک شریف نکتہ ہے گویا کہ ہم کہتے ہیں اے ہمارے رب تو نے ہمیں آپ ﷺ پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اور ہماری طاقت اور قدرت میں نہیں یہ کہ ہم جناب کی شان کے لائق درود بھیجیں اس لئے کہ ہم نہیں طاقت رکھتے ان کی شان کے مطابق۔ تو ہی آپ ﷺ کی قدر و شان کو جانتا ہے۔ تو تو ہی طاقت رکھتا ہے یہ کہ تو درود بھیجے ان پر جو آپ ﷺ کی جناب کے لائق ہو (اسی لئے ہم اللہ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ)۔

حدیث شریف میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تم اس بات سے عاجز ہو کہ میری شان و مقام کے مطابق میری تعظیم کر سکو۔ لہٰذا تم اللہ تعالیٰ عزوجل سے ہی درخواست کرو (کہ وہ آپ ﷺ پر آپ ﷺ کی شان کے مطابق صلوۃ و رحمت بھیجے)۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جو شخص اللہ عزوجل سے آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کی درخواست کرتا ہے درحقیقت وہ آپ ﷺ کی انتہائی درجہ کی تعظیم بجالاتا ہے کیونکہ اس نے آپ ﷺ کی عظمت کے لائق تعظیم سے اپنے عجز کا اظہار کیا ہے (احکام القرآن، ج ۲، ص ۳۹۸)

امام ابو منصور محمد ماتریدی السمرقندی لکھتے ہیں لما امروا بالصلاۃ علیہ وھی الغایۃ من الثناء علیہ لم یر فی وسعھم وطاقتھم القیام بغایۃ ما امروا بہ من الثناء علیہ۔ امرھم ان یکلوا ذلک الی اللہ یفوضوا الیہ وان

یسألوہ لیتولی ذلک ھو دونھم لما لم یر فی وسعھم القیام بغایۃ الثناء علیہ والا لیس فی ظاھر الایۃ سوال الرب ان یصلی ھو علیہ، ولکن فیھا الامر ان صلوا انتم علیہ۔ واللہ اعلم (تاویلات القرآن، ج ۱۱، ص ۳۸۱)۔

امام نیشاپوری نے کہا ہے کہ صَلَّيْتُ عَلٰى مُحَمَّدٍ (میں نے محمد پر صلاۃ بھیجی) کافی نہیں کیونکہ بندے کا مرتبہ اس سے قاصر ہے بلکہ اسے اللہ سے سوال کرنا چاہیے کہ آپ ﷺ پر صلوٰۃ نازل فرمائے۔ پس اس وقت حقیقتاً صلاۃ بھیجنے والا اللہ تعالیٰ ہوگا اور بندے کو صلوٰۃ بھیجنے والا کہنا مجاز ہوگا اور صلوٰۃ کی نسبت بندے کی طرف محض اس لئے ہوگی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے آپ پر صلوٰۃ بھیجنے کا سوال کر رہا ہے۔ صلی اللہ علیہ وعلیٰ وآلہ وصحبہ وسلم (سعادت الدارین)

خلاصہ یہ ہوا کہ اہل ایمان وہ صلوۃ و سلام بطور ہدیہ وتحفہ بارگاہ رسالت میں شان مصطفیٰ ﷺ کے مطابق نہیں بھیج سکتے۔ اس لئے یہ تعلیم دی گئی کہ ہم اہل ایمان اللہ کی بارگاہ میں عرض کریں اے اللہ اپنے نبی کریم ﷺ پر وہ درود بھیج جو ان کے شان رفعت کے لائق ہو۔ اور جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی حمد خود فرماتا ہے کہ اس نے اپنی حمد کے لئے فرمایا قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ (سورۃ النمل: ۵۹)۔ ترجمہ: کہہ دو کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اسی طرح ہمیں حکم ملا ہے کہ ہم آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجیں۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے لئے اذان کے بعد دعاء وسیلہ کرنے کا حکم دیا اور درود اور سلام پڑھنے کی ترغیب اور فضیلت بیان کی ہے جس پر امت کا عمل ہے۔ اور اسی طرح آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرہ کرنے کے لئے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ ہمیں اپنی دعا میں شریک کرنا۔ معلوم ہوا کہ بڑے چھوٹوں سے دعا کے لئے کہہ سکتے ہیں تو اسی طرح چھوٹے بڑوں سے بدرجہ اولیٰ دعا کی درخواست کرسکتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

سلام کا معنی

علامہ مجدالدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۳ھ) لکھتے ہیں فی السلام علی النبی ﷺ المشهور من اقوال المفسرين ان التسليم فی الاية هو ما يقال فی التشهد السلام عليك ايها النبی ورحمة الله وبركاته (الصلات والبُشر فی الصلاۃ علی خیر البشر، ص ۱۰۰)۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجنے کے بارہ میں مفسرین کی اقوال میں سے مشہور قول ہے کہ تسلیم (سلام بھیجنا) اس آیت میں وہی ہے جو تشہد میں کہا جاتا ہے: سلام ہو آپ پر اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کرنے کے سلسلہ میں تین وجوہ بیان کی گئی ہیں:

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس اور آپ کے رفقاء پر سلامتی ہو۔ اس معنی کو اگر مراد لیا جائے تو سلامت مصدر متصور ہوگا جیسے لذاذ اور لذاذۃ۔

(۲) سلام کا معنی یہ ہوگا کہ سلام آپ کی حفاظت اور رعایت پر ہے اور وہی متولی اور کفیل ہے۔ اس معنی کے مطابق سلام سے مراد ذات باری ہوگی کیونکہ سلام اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات میں سے ہے۔

(۳) سلام انقیاد کے معنی میں مستعمل ہے۔ اس وقت معنی اطاعت وفرمانبرداری کے ہونگے۔ آیت کریمہ شاہد ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (سورہ نساء: ۶۵)۔

ترجمہ: اے محبوب آپ کے رب کی قسم وہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوں گے جب تک کہ آپ کو اپنے جھگڑوں میں حاکم نہ بنادیں۔ پھر آپ کے حکم کے مطابق اپنے دلوں میں کوئی خیال نہ لائیں اور صدق دل سے تعمیل ارشاد کریں (الشفاء)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

سلام کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہ کرنے کی حکمت

سلام کی نسبت اللہ کی طرف نہ کرنے میں کیا حکمت ہے؟ صلوۃ کی اضافت (نسبت) اللہ جل شانہ اور فرشتوں کی طرف کی ہے اور سلام کی اضافت نہیں کی حالانکہ اہل ایمان کو صلوۃ وسلام دونوں کا حکم ہوا۔ اس کا جواب اس طرح دیا جاسکتا ہے کہ لفظ سلام دو معنوں پر مشتمل ہے: (۱) سلام تحیہ (دعا) اور (۲) دوسرا سلام انقیاد (صلح کرنا، فرمابرداری کرنا)۔

ایمانداروں کو اس کا حکم اس لئے ہوا کہ ان سے اس کا صدور صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کے لئے یہ انقیاد جائز نہیں۔ لہٰذا اس وہم کو دور کرنے کے لئے اس کی طرف اضافت نہیں کی گئی (القول البدیع، الدر المنضود، ص ۴۱)

السلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے (سلامتی عطا فرمانے والا)۔ تو اس معنی میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر سلامتی نازل فرماتا ہے۔

الله تعالیٰ فرماتا ہے سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی (سورہ نمل:۵۹)۔ترجمہ: سلام نازل ہو اللہ کے برگزیدہ بندوں پر جن کو اللہ نے چن لیا۔

الله تعالیٰ فرماتا ہے سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ (سورۃ الصافات:۷۹)۔ترجمہ: جہانوں میں نوح علیہ السلام پر سلامتی ہو۔

الله تعالیٰ فرماتا ہے وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ (سورۃ الصافات:۱۸۱)۔ترجمہ: اور سلام ہو رسولوں پر۔

الله تعالیٰ فرماتا ہے سَلٰمٌ عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ (سورۃ الصافات:۱۸۱)۔ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام پر سلام ہو۔

الله تعالیٰ فرماتا ہے سَلٰمٌ عَلٰی اِلْ یَاسِیْنَ (سورۃ الصافات:۱۳۰)۔ترجمہ: الیاس علیہ السلام پر سلامتی ہو۔

الله تعالیٰ فرماتا ہے سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ (سورہ یس:۵۸)۔ترجمہ: مہربان رب کا سلام کہنا۔

اور اللہ تعالیٰ جنت کو دارالسلام فرماتا ہے لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِیُّهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (سورۃ الانعام:۱۲۷)۔ترجمہ: ان کے لئے سلامتی کا گھر ہے ان کے رب کے نزدیک۔اور وہی ان کا دوست ہے ان نیک اعمال کی وجہ سے جو وہ کرتے۔

الله تعالیٰ فرماتا ہے وَاللّٰهُ یَدْعُوْۤا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (سورہ یونس:۲۵)۔ترجمہ: اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف راہنمائی فرما دیتا ہے۔

فرشتے جنت میں اہل ایمان پر ہر دروازے سے داخل ہوتے ہوئے کہیں گے سلام علیکم تم پر سلام ہو۔

پتھروں اور درختوں کا آپ کو سلام کرنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس رات مجھے مبعوث کیا گیا تو میں جس درخت اور پتھر سے گزرتا وہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (آپ پر سلام ہو اے اللہ کے رسول) کہتا۔

اور حدیث یعلی ابن مرۃ الثقفی میں ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں چل رہے تھے۔ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا۔حضور نبی کریم ﷺ محو استراحت ہو گئے۔ایک درخت زمین کو چیرتے ہوئے آیا اور آپ ﷺ پر سایہ فگن ہو گیا۔پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنی جگہ واپس چلا گیا۔جب رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو میں نے درخت کا پورا ماجرا عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ ایسا درخت تھا جس نے اللہ تعالیٰ سے مجھ پر سلام عرض کرنے کی اجازت طلب کی۔اجازت ملی (تو اس نے ایسا کیا)۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِنَّ بِمَكَّةَ حَجَرًا یُسَلِّمُ عَلَیَّ لَیَالِیَ بُعِثْتُ اِنِّیْ لَاَعْرِفُهُ الْاٰنَ (جامع ترمذی ابواب المناقب، باب علامات نبوت)۔ترجمہ: مکہ میں ایک پتھر ہے جو مجھے بعثت کی راتوں میں سلام کیا کرتا تھا۔میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں میں مکہ مکرمہ میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھا۔ہم بعض اطراف کی طرف چلے تو جو پہاڑ اور پتھر آپ ﷺ

کے سامنے آتا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہِ (اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سلام ہو) کہتا (جامع ترمذی)

درختوں اور پتھروں کا آپ کو سلام کرنا آپ کی نبوت کے سچا ہونے کی دلیل تھی۔ پھر آپ کو صحابہ بھی سلام کرتے تھے۔ نماز میں بھی اور باہر بھی اور قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اہل ایمان سلام بھیجتے رہیں گے۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

گلدستہ صلوٰۃ وسلام پیش کرو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (تم ان پر درود پڑھو اور ان پر خوب سلام بھیجو)۔ امام ابوالحسن علی واحدی لکھتے ہیں یوں عرض کرو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔ اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت بھیج۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ (تفسیر وسیط، ج ۳، ص ۴۸۱) آپ پر سلام ہو اے نبی۔

امام جلال الدین محلی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اَیْ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ (جلالین)۔ یعنی تم یوں کہو اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت اور سلامتی نازل فرما۔

علامہ قاضی ناصر الدین بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ اس آیت کے ماتحت فرماتے ہیں وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا وَقُوْلُوْا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ (تفسیر بیضاوی، ج ۲، ص ۴۶) کہ تم کہو سلام ہو آپ پر اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یا اس طرح پڑھنا چاہیے اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ۔ اے اللہ درود وسلام اور رحمت بھیج ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

سب سے افضل درود کون سا ہے؟

اس میں دس قول ہیں کہ کون سا درود سب سے افضل ہے (جذب القلوب)

جو درود کا صیغہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے اس کے مثل بلکہ مشابہ مناسب بھی کسی دوسرے کا بنایا ہوا نہیں ہوسکتا ہے۔ اگرچہ وہ بھی جائز وثواب ہو (تفسیر مواھب الرحمن)۔ درود منقول کی مثل درود غیر منقول نہیں ہوسکتا۔

شیخ عبدالحق محدث دھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ درود شریف کے وہ الفاظ جو احادیث میں آئے ہیں کوئی شک نہیں ہے کہ ان کا پڑھنا اس اعتبار سے کہ وہ لفظ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ہیں افضل ہے۔ بعض علما نے کہا ہے کہ تمام درودوں میں افضل وہ درود ہے جو التحیات (تشھد) کے بعد نماز میں پڑھی جاتی ہے اور وہ درود صحیح حدیثوں میں مخصوص کیفیتوں کے ساتھ آئی ہے جس کا ذکر کیا جائے گا۔ ہر ایک حصولِ مقصد کے لئے کافی ہے۔

سب سے مشہور یہ درود شریف یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

علامہ سبکی جو علمائے شافعیہ سے ہیں فرماتے ہیں کہ جو شخص التحیات کے بعد والے درود شریف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھے بے شک اس نے اس طریقہ پر درود پڑھا جیسا کہ حکم کیا گیا ہے۔ اور یقیناً اس نے وہ ثواب حاصل کر لیا جس کا اس درود شریف پر وعدہ کیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہترین درود پڑھوں گا تو

وہ اس قسم سے نماز والے درود شریف پڑھ دینے سے بری ہوسکتا ہے۔

مجموعہ دورد شریف

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درود پڑھنے والے کو چاہیے کہ احادیث صحیحہ میں کیفیات مخصوصہ جتنی آئی ہیں سب کو جمع کرے اور پڑھے تا کہ تمام الفاظ ماثورہ اور جملہ صیغہائے درود کا ثواب حاصل ہو اور وہ مجموعہ یہ ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَكَمَا يَلِيْقُ بِعُظْمِ شَرَفِهٖ وَكَمَالِهٖ وَرِضَاكَ عَنْهُ وَكَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهٗ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ وَرِضَا نَفْسِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ اَفْضَلَ صَلٰوةٍ وَّاَكْمَلَهَا وَاَتَمَّهَا كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُوْنَ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَذٰلِكَ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ ۔ (جذب القلوب ص ۲۶۲ مطبوعہ ھند الدر المنضود ص ۶۰)

اور شیخ کمال الدین بن ہمام حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تمام کیفیات جو حدیث میں وارد ہیں وہ اس درود میں موجود ہیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ اَبَدًا اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا وَّزِدْهُ تَشْرِيْفًا

وَتَكْرِيْمًا وَاَنْزِلْهُ الْمَنْزِلَةَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔

علامہ ابن قیم جوزی حنبلی نیز بعضے علمائے شافعیہ کہتے ہیں کہ بہتر یہ ہے جتنے لفظ آئے ہیں جدا جدا ہر ایک کو خاص وقت میں پڑھے تا کہ جن لفظوں سے وہ حدیث آئی ہے سب کا عامل ہو جائے اور سب کو یکجا کر لینا اپنی مجموعی صورت کے اعتبار سے ایک نئے درود کو ایجاد کرنے کو مستلزم ہے جو کسی حدیث میں وارد نہیں، انتہیٰ (جزب القلوب فارسی ص ۲۶۲، جزب القلوب اردو، ص ۲۷۸)۔ بہتر یہ ہے کہ اس کے بعد سلام بھی پڑھے کیونکہ قرآن مجید میں صلاۃ وسلام دونوں کا حکم دیا ہے

درود، دعا اور ذکر میں اضافہ نہیں کرنا چاہیے

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جب تم بستر پر آؤ پھر تم ایسا وضو کرو جیسا نماز کے لئے وضو کرتے ہو، پھر تم دائیں کروٹ پر لیٹ جاؤ اور کہو اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَهْبَةً وَّرَغْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ ۔

ترجمہ: اے اللہ میں نے اپنی جان تیرے سپرد کر دی اور میں اپنا معاملہ تجھے سونپ دیا اور میں نے اپنی پشت تیری پناہ میں دے دی تجھ سے ڈرتے ہوئے اور تیری طرف رغبت کرتے ہوئے۔ نہ کوئی ٹھکانا ہے اور نہ کوئی نجات کی جگہ ہے مگر تیری ہی طرف۔ میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جس کو تو نے نازل فرمایا اور تیرے اس نبی پر ایمان لایا جس کو تو نے بھیجا۔ فَاِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ ۔ فَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ فَقُلْتُ

اَسۡتَذۡكِرُهُنَّ وَبِرَسُوۡلِكَ الَّذِىۡ اَرۡسَلۡتَ قَالَ لَا وَبِنَبِيِّكَ الَّذِىۡ اَرۡسَلۡتَ ۔

ترجمہ: پس اگر تم مرجاؤ تو فطرت پر مروگے اور اپنے ان دعائیہ کلمات کو اخیر میں کہنا۔ پس میں نے کہا اور میں ان کلمات کو اس طرح یاد کرنے والا تھا اور میں اس رسول پر ایمان لایا جس کو تو نے بھیجا۔ تو آپ نے فرمایا نہیں وہی کہو میں اس نبی پر ایمان لایا جس کو تو نے بھیجا (بخاری کتاب الدعوات ۲۳۱۱)

اس دعا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ کو وَبِرَسُوۡلِكَ الَّذِىۡ اَرۡسَلۡتَ (اور میں اس رسول پر ایمان لایا جس کو تو نے بھیجا) پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِىۡ اَرۡسَلۡتَ (اور تیرے اس نبی پر ایمان لایا جس کو تو نے بھیجا) پڑھنے کی تعلیم دی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو درود وسلام اور دعاؤں کے کلمات بتائے گئے ہیں انہیں ہی پڑھنا چاہیے اور الفاظ کا اضافہ کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ درود اور اذکار وغیرہ میں ماثور و منقول الفاظ پر اکتفاء ہی کرنا لازم ہے۔

دعائیہ الفاظ جو حدیث میں وارد ہیں ان کے پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے فرمایا الفاظ الاذکار توقیفیۃ فی تعیین اللفظ و تقدیر الثواب فربما کان فی اللفظ سرّ لیس فی الآخر و لو کان یرادفہ فی الظاهر (عمدۃ السالک فی المناسک ،ص ۱۲۳، بحوالہ فتح الباری، ج ۱۱ص ۳۵۸)۔ اذکار کے الفاظ تعیینِ لفظ اور ثواب کے پانے میں توقیفی (شریعت کے مقرر کردہ) ہیں۔ بسا اوقات (دعائیہ) لفظ میں راز ہوتا ہے جو اس کی جگہ دوسرے الفاظ میں نہیں ہوتا اگرچہ بظاہر اس کا ہم معنیٰ ہو۔

نیز فرماتے ہیں الفاظ الاذکار توقیفیۃ و لها خصائص و اسرار لا یدخلها

القیاس ۔ فتجب المحافظۃ علی اللفظ الذی وردت بہ (عمدۃ السالک فی المناسک ،ص ۱۲۴، بحوالہ فتح الباری، ج ۱۱ص ۱۱۲)۔ اذکار کے الفاظ توقیفی (شریعت کے مقرر کردہ) ہیں اور ان کے لئے خصائص و اسرار ہیں۔ ان میں قیاس کو کوئی دخل نہیں ہے۔ اسی لئے (دعا و اذکار کے) لفظ کی حفاظت ضروری ہے جو اس بارے میں وارد ہوا ہے۔

اس لئے وہ اذکار اور دعائیں جو قرآن و حدیث میں ہیں انہی سے استفادہ و التجاء کرنا چاہئے اور اپنی طرف سے الفاظ کو بڑھا اور ملا کر نہیں پڑھنا چاہئے کہ جو اللہ اور اس کے رسول نے اذکار و دعائیں سکھائیں ان میں کوئی کمی نہیں رہ گئی جس کو اختراعی الفاظوں سے پورا کیا جائے۔

امام محمد بن محمد جزری شافعی (متوفی ۸۳۳ھ) نے حصن الحصین میں دعا کے آداب چالیس بیان کئے ہیں۔ ان میں سے ادب نمبر ۲۵ یہ لکھتے ہیں و اختیار الادعیۃ الصحیحۃ الماثورۃ عن النبی ﷺ فانہ لم یترك حاجۃ الی غیرہ (ص ۵۹)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی (بتائی ہوئی) دعائیں کرنا جو صحیح سندوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں کیونکہ آپ نے اس (کے بارے) میں کسی دوسرے کی طرف ضرورت نہیں چھوڑی (آپ نے سب کچھ سکھا دیا ہے)۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِكۡ عَلٰى مُحَمَّدٍ

غیر منقول و مسنون درود وسلام کے پڑھنے کا جواز

بعض لوگ درود ابراہیم پڑھنے پر زیادہ زور دیتے ہیں کیونکہ اس کی فضیلت زیادہ ہے کہ نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ اس کی فضیلت میں تو کوئی شک نہیں مگر نماز سے باہر اگر پڑھا جائے تو

نامکمل ہے کیونکہ اس میں سلام کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ نماز میں تو درود سے پہلے تشہد میں سلام کا ذکر آ گیا ہے لہٰذا نماز سے خارج پڑھے تو سلام کا صیغہ ملا کر پڑھے تو پھر درست ہے۔

تمام محدثین، مفسرین اور مؤلفین آپ ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ درود ابراہیمی نہ لکھتے ہیں اور نہ پڑھتے ہیں بلکہ اختصار کے پیش نظر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو بھی درود وسلام کے صیغے پڑھے جائیں وہ جائز ہیں۔ اس لئے درود وسلام کے غیر منقول ومسنون صیغے پڑھنے بھی جائز ہیں جیسے صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَ سَلَّمَ ۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَ سَلَّمَ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں و در کلام اکثر عاجم نسبت بآں (حضرت) علیہ السلام بسیار واقع است و اولی علیہ الصلوٰۃ والسلام و لفظ صلی اللہ علیہ والہ وسلم در غایت ایجاز وسلامت واقع شدہ است (مدارج النبوت، ج۱، ص ۳۳۲)۔ ترجمہ: اکثر عجمیوں کے کلام میں حضور ﷺ کے نام کے ساتھ علیہ السلام بہت واقع ہے لیکن اولیٰ علیہ الصلوۃ والسلام ہے اور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ نہایت مختصر اور درست وسلامت واقع ہوا ہے۔

خیال رہے کہ مدارج النبوت فارسی نسخہ میں صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مذکور ہے۔ اور مدارج النبوت اردو میں صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہے۔ لفظ وَاٰلِهٖ کا ذکر نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کاتب کی غلطی ہو۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الخ۔ اس درود غیر منقول کو بزرگان دین بطور وظیفہ پڑھتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی

۷۸۶ھ) اوراد فتحیہ میں لکھتے ہیں:

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
درود اور سلام آپ پر اے ہمارے سردار اے اللہ کے رسول ﷺ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
درود اور سلام آپ پر اے ہمارے سردار اے اللہ کے محبوب ﷺ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا خَلِيْلَ اللّٰهِ
درود اور سلام آپ پر اے ہمارے سردار اے اللہ کے دوست ﷺ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ
درود اور سلام آپ پر اے ہمارے سردار اے اللہ کے نبی ﷺ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا صَفِيَّ اللّٰهِ
درود اور سلام آپ پر اے ہمارے سردار اے اللہ کے چنے ہوئے ﷺ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ
درود اور سلام آپ پر اے ہمارے سردار اے اللہ کی خلقت میں سب سے بہتر ﷺ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا مَنِ اخْتَارَهُ اللّٰهُ
درود اور سلام آپ پر اے ہمارے سردار اے اللہ کے اختیار کیے ہوئے ﷺ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا مَنْ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ
درود اور سلام آپ پر اے ہمارے سردار اے اللہ کے بھیجے ہوئے ﷺ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا مَنْ زَيَّنَهُ اللّٰهُ
درود اور سلام آپ پر اے ہمارے سردار اے اللہ کے زینت دیئے ہوئے ﷺ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَاسَیِّدِیۡ	یَامَنۡ شَرَّفَهُ اللّٰهُ
درود اور سلام آپ پر اے ہمارے سردار	اے اللہ کے بزرگ کئے ہوئے ﷺ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَاسَیِّدِیۡ	یَامَنۡ کَرَّمَهُ اللّٰهُ
درود اور سلام آپ پر اے ہمارے سردار	اے اللہ کے معزز کئے ہوئے ﷺ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَاسَیِّدِیۡ	یَامَنۡ عَظَّمَهُ اللّٰهُ
درود اور سلام آپ پر اے ہمارے سردار	اے اللہ کے عظمت دیئے ہوئے ﷺ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَاسَیِّدِیۡ	یَاسَیِّدَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ
درود اور سلام آپ پر اے ہمارے سردار	اے رسولوں کے سردار ﷺ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَاسَیِّدِیۡ	یَااِمَامَ الۡمُتَّقِیۡنَ
درود اور سلام آپ پر اے ہمارے سردار	اے پرہیزگاروں کے امام ﷺ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَاسَیِّدِیۡ	یَاخَاتَمَ النَّبِیِّیۡنَ
درود اور سلام آپ پر اے ہمارے سردار	اے نبیوں کے ختم کرنے والے ﷺ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَاسَیِّدِیۡ	یَاشَفِیۡعَ الۡمُذۡنِبِیۡنَ
درود اور سلام آپ پر اے ہمارے سردار	اے گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَاسَیِّدِیۡ	یَارَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ
درود اور سلام آپ پر اے ہمارے سردار	اے دونوں جہانوں کیلئے رحمت ﷺ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَاسَیِّدِیۡ	یَارَسُوۡلَ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ
درود اور سلام آپ پر اے ہمارے سردار	اے دونوں جہانوں کے پروردگار کے بھیجے ہوئے ﷺ

صَلٰوۃُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَاَنۡبِیَآئِهٖ وَرُسُلِهٖ وَحَمَلَةِ عَرۡشِهٖ وَجَمِیۡعِ خَلۡقِهٖ عَلٰی

سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖۤ اَجۡمَعِیۡنَ عَلَیۡهِ وَعَلَیۡهِمُ السَّلَامُ وَرَحۡمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔ رحمتیں ہوں اللہ تعالیٰ کی اور اس کے فرشتوں کی اور اس کے نبیوں اور رسولوں کی اور عرش کے اٹھانے والے فرشتوں اور سب مخلوقات کی ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر اور آپ کی آل اور تمام اصحاب پر۔ آنحضرت پر اور ان سب پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں (اوراد فتحیہ، ص ۹۲) (تفسیر روح البیان، ج ۷، ص ۲۷۹)

حضرت حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کی زیارت کا طریقہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عشاء کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر، خوشبو لگا کر، ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے۔ اور خدا کی درگاہ میں جمال مبارک آنحضرت ﷺ کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت ﷺ کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے۔ اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَارَسُوۡلَ اللّٰهِ کی دائیں اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَانَبِیَّ اللّٰهِ کی بائیں اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَاحَبِیۡبَ اللّٰهِ کی ضرب دل پر لگائے۔ اور متواتر جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے۔ اس کے بعد طاق عدد میں جس قدر ہو سکے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرۡتَنَا اَنۡ نُصَلِّیَ عَلَیۡهِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا هُوَ اَهۡلُهٗ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرۡضَاهُ پڑھے۔

اور سوتے وقت اکیس بار سورۂ نصر پڑھ کر آپ ﷺ کے جمال مبارک کا تصور کرے اور درود شریف پڑھتے وقت سر قلب کی طرف اور منہ قبلہ کی طرف داہنی کروٹ سے سوئے اور الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ پڑھ کر داہنی ہتھیلی پر دم کرے اور سر کے

نیچے رکھ کر سوئے۔ یہ عمل شب جمعہ یا دوشنبہ کی رات کو کرے۔ اگر چند بار کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ مقصد حاصل ہوگا (ضیاء القلوب، ص ۵۱)

اور اسی طرح لکھا ہے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ الله۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاحَبِيْبَ اللهِ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَبِيَّ اللهِ (ضیاء القلوب، ص ۸)

نیز لکھتے ہیں کہ داہنی طرف یَااَحْمَدُ اور بائیں طرف یَامُحَمَّدُ اور دل پر یَارَسُوْلَ اللهِ ایک ہزار بار پڑھے۔ انشاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی (ضیاء القلوب، ص ۳۶)

شیخ الحدیث محمد زکریا مہاجر مدنی لکھتے ہیں اگر ہر جگہ درود وسلام دونوں کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ یعنی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ الله، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَبِيَّ الله کے بجائے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَبِيَّ الله اسی طرح آخر تک اَلسَّلَامُ کے ساتھ الصلوۃ کا لفظ بڑھا دے تو زیادہ اچھا ہے (فضائل درود شریف، ص ۴۰)۔

شیخ الحدیث سید حسین احمد مدنی لکھتے ہیں کہ وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفرتیں اس نداء اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے مقدس بزرگان دین اس صورت اور جملہ صورت درود شریف کو اگرچہ بصیغہ خطاب ونداء کیوں نہ ہوں مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں۔ اور اس تفصیل کو مختلف تصانیف وفتاویٰ میں ذکر فرمایا

ہے (الشہاب الثاقب، ص ۶۵)

علامہ محمد سرفراز خان صفدر صاحب لکھتے ہیں ہم اور ہمارے تمام اکابر اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ کو بطور درود شریف پڑھنے کے قائل ہیں کیونکہ یہ بھی جملہ اور مختصر طریقہ سے درود شریف کے الفاظ ہیں (درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ، ص ۷۵)

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے صلوٰۃ وسلام دونوں کو یوں جمع فرمایا ہے

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ — كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ — صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهٖ
اپنے کمال کی وجہ سے بلندی پر پہنچے — اپنے جمال سے تاریکیوں کو روشن کیا
ان کی سب ہی عادتیں بھلی ہیں — ان پر اور ان کی اولاد پر درود پڑھو
چہ نعت پسندیدہ گویم ترا — علیک السلام اے نبی الوریٰ
میں آپ کی پسندیدہ تعریف کیا کروں — اے ساری مخلوق کے نبی آپ پر سلام ہو
چہ وصفت کند سعدئ ناتمام — علیک الصلوۃ اے نبی والسلام
ناقص سعدی آپ کی کیا تعریف کرے — اے نبی آپ پر درود وسلام ہو
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

باب دوم: درود پڑھنے کے فضائل وفوائد

درود وسلام پڑھنے کے بے شمار فضائل وفوائد ہیں۔ یہاں چند فضائل بیان کئے جاتے ہیں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

ایک مرتبہ درود پڑھنے کے عوض دس رحمتوں کا نزول

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا (مسلم) کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ جل شانہ اس کے بدلہ میں اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اس حدیث میں ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے پر دس بار رحمتوں کے نزول کا ذکر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (سورہ انعام:۱۶۰)۔

ترجمہ: جو کوئی لائے گا ایک نیکی تو اس کے لئے وہ ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوگی۔ اس قاعدے کے مطابق کم از کم ثواب ایک نیکی کا دس نیکیوں کے قائم مقام ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس سے زیادہ بھی نیکیوں کا ثواب عطاء فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

ایک مرتبہ درود پڑھنے کے تین فائدے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً وَّاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوٰتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيَّاتٍ وَرُفِعَتْ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ (رواہ النسائی) کہ جو بندہ مجھ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا اور مٹ جائیں گے اس سے دس گناہ اور اس کے دس

درجے بلند کئے جائیں گے۔

حضرت شیخ حق محدث دہلوی اس کی شرح میں فرماتے ہیں ورفعت له عشر درجات فی الدنیا بتوفیق الطاعات وفی القیامة بتثقیل الحسنات وفی الجنة بزیادة البرکات والکرامات (لمعات التنقیح، ج۲، ص۶۱)۔ اور اس کے لئے دنیا میں دس درجے بلند کئے جائیں گے اطاعت اور فرمانبرداری کی توفیق سے۔ اور قیامت میں اس کی نیکیاں بھاری ہوں گی۔ اور جنت میں زیادہ برکات وکرامات حاصل ہوں گی۔

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ایک مرتبہ درود پڑھنے کے چار فائدے

حضرت ابو بردہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِنْ اُمَّتِيْ صَلَاةً مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَرَفَعَهٗ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَكَتَبَ لَهٗ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ۔ میری امت میں جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے اخلاص سے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے اور اس کے دس درجات بلند فرماتا ہے اور اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف فرماتا ہے (الصلوٰت والبشر فی الصلوٰۃ علی الخیر البشر، ص۲۸)۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ درود پڑھنے والا چار فائدے حاصل کرتا ہے۔ اول اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس مرتبہ درود، دوسرا درجات کی بلندی، تیسرا نیکیوں کی کتابت، چوتھا دس گناہ کی معافی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

درود پڑھنے والا قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوگا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَکْثَرُهُمْ عَلَیَّ صَلٰوةً (ترمذی)۔قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجے گا۔ای اقربهم منی فی القیامة قال فیه بیان ان اولاهم به ﷺ به اهل الحدیث اذ لیس من هذه الامة قوم اکثر صلاة علیه (الفتوحات الربانیه، ج ۳،ص ۳۰۸)۔ واعظین مؤلفین کو ﷺ بولنے لکھنے کا موقع ملتا ہے۔یہ بھی خوش نصیبی ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

درود وسلام دونوں کے پڑھنے کی فضیلت

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ صحابہ اکرام کے پاس تشریف لائے اور اس وقت آپ ﷺ کے چہرہ پر بشاشت تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے تھے۔وہ کہتے تھے اِنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ اَمَا يُرْضِيْكَ يَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا يُصَلِّيْ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِكَ اِلَّا صَلَّيْتُ عَشْرًا وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِكَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا (رواه النسائی والدارمی)۔کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محمد ﷺ کیا آپ اس بات سے راضی نہیں ہیں کہ آپ کی امت میں سے جو کوئی آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں گا۔اور کوئی آپ کی امت میں سے آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں گا۔

معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ درود پڑھنے والے پر دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔اور اسی طرح ایک مرتبہ سلام عرض کرنے والے پر دس مرتبہ سلامتی نازل ہوتی ہے۔لہٰذا درود وسلام دونوں کا ورد کرنا چاہیے(مشکوٰۃ بحوالہ نسائی دارمی)

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز گھر سے نکلے اور کھجوروں کے باغ میں داخل ہوئے۔بہت طویل سجدہ کیا حتی کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں اللہ نے آپ ﷺ کی روح قبض نہ کرلی ہو۔عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی طرف ہی دیکھ رہا تھا کہ آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور فرمایا کیا بات ہے میں نے بتائی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِيْ اَلَا اُبَشِّرُكَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ لَكَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ صَلَاةً صَلَّيْتُ عَلَيْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ رواه احمد (فضل الصلاة علی النبی ،حدیث ۷)۔بیشک جبریل نے مجھ سے کہا اے محمد ﷺ کیا میں آپ کو ایک بشارت نہ دوں۔اللہ کریم فرماتا ہے جو شخص آپ پر درود بھیجے میں اس پر رحمت نازل کروں گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا میں بھی اس پر سلام بھیجوں گا۔اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو حضور نبی کریم ﷺ پر درود وسلام بھیجتے ہوئے یہ کہے بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔اللہ کے نام کے ساتھ اور درود وسلام ہوں رسول اللہ ﷺ پر،اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

اور جب مسجد سے باہر نکلے تو کہے بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ۔ اللہ کے نام کے ساتھ اور درود وسلام ہوں رسول اللہ ﷺ پر، اے اللہ میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں (مشکوۃ باب المساجد، سنن ابی داؤد، ج ا، کتاب الصلوۃ) (درود شریف سے مشکلات کا حل، ص ۵۶)

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ

درود شریف مغفرت، بخشش اور تمام دکھوں اور غموں سے نجات کا ذریعہ ہے

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْٓ اُکْثِرُ الصَّلٰوۃَ عَلَیْکَ فَکَمْ اَجْعَلُ لَکَ مِنْ صَلَاتِیْ فَقَالَ مَا شِئْتَ، قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ، قُلْتُ فَالثُّلُثَیْنِ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ، قُلْتُ اَجْعَلُ لَکَ صَلٰوتِیْ کُلَّھَا۔ اِذًا تُکْفٰی ھَمُّکَ وَیُکَفِّرُ لَکَ ذَنْبُکَ (مشکوۃ بحوالہ ترمذی)

ترجمہ: یارسول اللہ میں آپ ﷺ پر درود پڑھتا ہوں تو کتنا ورد مقرر کروں۔ فرمایا جتنا چاہو۔ میں نے کہا چہارم (چوتھا حصہ)؟ فرمایا جتنا چاہو، اگر درود بڑھا دو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے کہا نصف؟ فرمایا جتنا چاہو لیکن اگر درود بڑھا دو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے کہا دو تہائی؟ فرمایا جتنا چاہو لیکن اگر درود بڑھا دو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے کہا میں سارا وقت درود ہی پڑھوں گا۔ آپ نے فرمایا تب تو تمہارے غموں کو کافی ہو گا اور تمہارے گناہ مٹ جائیں گے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم سارا وقت

مجھ پر درود شریف میں صَرف کرو گے تو تمہارے لئے کفایت ہوگی۔ اور تمہارے سب ظاہری باطنی اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے (اشعۃ)۔

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ایک میرا وقت متعین ہے جس میں میں اپنے لئے دعا مانگتا ہوں۔ پس اس وقت سے کتنا وقت میں آپ ﷺ پر درود پڑھنے میں صرف کروں تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی کوئی حد متعین نہ فرمائی تاکہ زیادتی کا دروازہ بند نہ ہو جائے۔ اسی لئے درود شریف بھیجنے کی کوئی حد نہیں ہے۔ جتنا ہو سکے درود پڑھے۔

علامہ شرف الدین الحسین الطیبی (متوفی ۷۴۳ھ) رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں لان الصلاۃ علیہ مشتملۃ علی ذکر اللہ تعالیٰ وتعظیم الرسول علیہ الصلاۃ والسلام، والاشتغال باداء حقہ عن مقاصد نفسہ وایثارہ بالدعاء علی نفسہ، وما اعظمھا من خلال جلیلۃ الاخطار، واعمال کریمۃ الآثار (شرح الطیبی علی مشکوۃ المصابیح، ج ۲، ص ۴۳۸)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تمہاری تمام دینی اور دنیاوی اہم کاموں میں تمہاری کفایت کی جائے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے میں ایک تو ذکر الٰہی ہے اور اس کے بعد اپنے ذاتی مفادات ومقاصد کو ترک کر کے حقوق مصطفیٰ ﷺ کی ادائیگی میں مشغول ہونا ہے اور اپنے لئے دعا کرنے پر نبی ﷺ کے لئے درود پڑھنے کو ترجیح دینا ہے۔

حضرت حبان بن منقذ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَجْعَلُ ثُلُثَ صَلَاتِیْ عَلَیْکَ قَالَ نَعَمْ اِنْ شِئْتَ قَالَ

فَالثُّلُثَيْنِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَصَلَاتِيْ كُلَّهَا قَالَ إِذًا يَكْفِيكَ اللّٰهُ مَا أَهَمَّكَ مِنْ أَمْرِ دُنْيَاكَ وَآخِرَتِكَ (الخیر الکثیر ،حدیث ۱۳) ۔ یارسول اللہ ﷺ میں اپنے درود کا تہائی حصہ آپ پر درود پڑھوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اگر تو چاہے۔ اس شخص نے عرض کیا پس دو تہائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کیا پورا وقت ہی آپ پر درود پڑھتا رہوں۔ آپ نے فرمایا تب تجھے اللہ تعالیٰ کافی ہوگا اس میں جو تجھے غم میں ڈالے تیرے دنیا و آخرت کے معاملوں سے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ

صبح وشام بیس مرتبہ درود بھیجنے والا مستحق شفاعت ہوگا

حضرت ابو درداء کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح اور شام دس دس مرتبہ درود پڑھے گا اس کو میری شفاعت مل جائے گی (رواہ الطبرانی فی الکبیر بسند حسن)

حضرت ابو بکر صدیق کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا۔ ایک آدمی نے آکر سلام کیا۔ حضور ﷺ نے اس کو سلام کا جواب دیا اور کشادہ روئی کے ساتھ اس کو اپنے پہلو میں بٹھالیا۔ جب وہ شخص اپنا کام پورا کر کے اٹھ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابو بکر! روزانہ اس شخص کا عمل باشندگان زمین کے (سارے) اعمال کے برابر اٹھایا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا ایسا کیوں ہے؟ فرمایا جب صبح ہوتی ہے تو یہ شخص دس بار مجھ پر درود پڑھتا ہے اور اس کا یہ درود ایسا ہوتا ہے جیسے ساری مخلوق کا درود۔ میں نے عرض کیا وہ کیا درود ہے۔ فرمایا وہ کہتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ عَدَدَ مَنْ صَلّٰى مِنْ خَلْقِكَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا يَنْبَغِيْ لَنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

النَّبِيِّ كَمَا أَمَرْتَنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْهِ۔ اے اللہ محمد نبی پر درود بھیج اس کی تعداد کے مطابق جتنا تیری مخلوق میں سے کسی نے درود بھیجا اور درود بھیج محمد پر جیسا لائق ہے ہمارے لئے یہ کہ ہم بھیجیں درود ان پر اور درود بھیج محمد نبی پر جیسا تو نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ان پر درود بھیجیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

درود شریف کی برکت سے گناہ مٹادئے جاتے ہیں

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ پر درود پاک پڑھنا پانی کے آگ کو بجھانے کی نسبت زیادہ گناہوں کو مٹادیتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ پر سلام پیش کرنا غلام آزاد کرنے سے زیادہ افضل ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنا اللہ کی راہ میں جان قربان کرنے سے افضل ہے۔ یا فرمایا اللہ کی راہ میں شمشیر زنی سے زیادہ افضل ہے (از مفسر قدس سرہٗ) (تفسیر مظہری مع حاشیہ)

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ

حضرت شیخ عبد الوھاب متقی علیہ الرحمہ کا ارشاد

شیخ عبد الحق محدث دھلوی لکھتے ہیں قطب الوقت عبد الوہاب متقی رحمہ اللہ ونفعنا ببرکاتہ فرماتے ہیں کہ درود شریف پڑھتے وقت یہ جاننا چاہیے کہ دریائے فضل ورحمت کے کون کون سے دریاؤں میں شناوری کر رہا ہے اور کہاں کہاں غوطہ زن ہے۔ اَللّٰهُمَّ جب کہتے ہیں تو دریائے رحمت الٰہی میں داخل ہوجاتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بندہ جب اَللّٰهُمَّ کہتا ہے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء الٰہی کو یاد کر لیتا

ہے اور جب صل علی سیدنا محمد کہتا ہے تو وہ سید عالم ﷺ کے دریائے فضل و کرم میں غوطہ زن ہوجاتا ہے۔ اور جب اس کے ساتھ و علی آلہ و اصحابہ کہتا ہے تو ان کے فضائل و کمالات میں غرق ہوجاتا ہے۔ اور جب بندہ ان لامتناہی دریاؤں میں شناوری کرتا اور غوطہ زن ہوتا ہے تو پھر محروم و مایوس نکلنے کی کیا صورت ہے۔ جس وقت اس فقیر کو (یعنی شیخ محقق شاہ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ کو) حضرت شیخ اجل عبدالوہاب متقی رحمہ اللہ نے مدینہ منورہ کے سفر کیلئے رخصت فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ تم یاد رکھو کہ اس سفر میں بعد ادائے فرائض نبی کریم ﷺ کے حضور پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے سے بلند تر کوئی عبادت نہیں ہے۔ جب اس سے اس کی تعداد دریافت کی گئی تو فرمایا یہاں کوئی تعداد معین نہیں ہے۔ جتنا ہو سکے پڑھو۔ اسی سے رطب اللسان رہو اور اسی کے رنگ میں رنگ جاؤ (مدارج النبوت اردو ص ۴۲۱، جذب القلوب فارسی، ص ۲۷۵)

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

ایک مرتبہ درود پڑھنے کے ستر فوائد

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مَنْ صَلَّی عَلَی النَّبِیِّ ﷺ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَمَلَائِکَتُہٗ سَبْعِیْنَ صَلَاۃً (مشکوۃ بحوالہ مسند احمد)۔ جو آدمی رسول اللہ ﷺ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر مرتبہ صلوۃ بھیجتے ہیں۔

علامہ علی قاری لکھتے ہیں اس حدیث میں ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے پر اللہ اور فرشتوں کی طرف سے ستر مرتبہ رحمتوں کے جس نزول کا تذکرہ کیا گیا ہے عین ممکن ہے کہ یہ حکم جمعہ کے

دن کے ساتھ خاص ہو کیونکہ مسند احمد کی ایک روایت میں آتا ہے کہ جمعہ کے دن اعمال کا ثواب ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اگر یوم عرفہ جمعہ کو واقع ہو تو وہ اپنے اندر ستر مرتبہ حج کرنے کا ثواب رکھتا ہے (مرقاۃ شرح مشکوۃ اردو، ج ۳، ص ۴۵، کتاب الصلاۃ)۔

سبعین سے تعداد معین مراد نہیں ہے بلکہ کثرت ہے کہ اللہ تعالیٰ درود پڑھنے والے پر رحمتیں نازل فرماتا ہے اور فرشتے اس کے لئے دعائیں مانگتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (سورۃ الاحزاب: ۴۳)۔ ترجمہ: وہی تو ہے جو اپنے فرشتوں کے ہمراہ تم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے تا کہ تم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

شیخ مجد الدین فیروز آبادی ان کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ اقلنسی نے بیان کیا ہے کہ ایک دن شبلی ابوبکر کے پاس آئے۔ ابوبکر ان کی تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور معانقہ کیا۔ پیشانی پر بوسہ دیا۔ میں نے عرض کیا کہ اے میرے آقا آپ شبلی سے ایسا معاملہ کرتے ہیں حالانکہ آپ اور باشندگانِ بغداد ان کو مجنوں کہتے ہیں۔ کہا کہ میں نے از خود نہیں کیا مگر جس طرح سے پیغمبر ﷺ کو خواب میں دیکھا میں نے تو اس طرح کیا۔

میں نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ شبلی آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کو گود میں لے لیا۔ پھر شبلی کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے شبلی کے ساتھ ایسا کیوں کیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ نماز کے بعد

یہ آیت پڑھتا ہے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (سورہ توبہ:۱۲۸)۔ ترجمہ: بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول تم میں سے، گراں گزرتا ہے اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا، بہت ہی خواہش مند ہے تمہاری بھلائی کا، مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا، بہت رحم فرمانے والا ہے۔ اس کے بعد مجھ پر درود بھیجتا ہے (جذب القلوب، مصباح الظلام، انوار الاثار ص ۵۲، مسالک الحنفا ۱۶۴)

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ

قبر شریف کو عید نہ بناؤ کا مطلب

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول ﷺ کو فرماتے سنا لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَّلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا وَصَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ (مشکوٰۃ المصابیح باب الصلوٰۃ علی النبی بحوالہ نسائی)۔ کہ تم اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور میری قبر کو میلا گاہ نہ بنانا اور مجھ پر درود بھیجتے رہنا بلاشبہ تمہارا درود مجھ تک پہنچے گا جہاں کہیں بھی تم ہو۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرمایا کہ جب مسجد میں داخل ہوا کرو نبی ﷺ پر سلام بھیجا کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لَا تَتَّخِذُوْا بَيْتِيْ عِيْدًا وَّلَا تَتَّخِذُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَّصَلُّوْا عَلَيَّ حَيْثُ كُنْتُمْ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ سَتَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ (الشفاء)۔ کہ میرے گھر (مزار) مبارک کو عید نہ بناؤ اور نہ اپنے گھروں کو قبریں بناؤ۔ تم جہاں کہیں ہو میرے اوپر (مجھ پر) درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا

درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے جہاں بھی تم ہو۔

اس حدیث میں تین باتیں بیان کئے ہیں: میری قبر کو عید مت بناؤ، اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، مجھ پر درود جہاں بھی بھیجو گے وہ تمہارا درود مجھے پہنچ جائے گا۔ لہٰذا تمہیں زیادہ مشقت نہیں پڑے گی۔ اور اس حدیث کے مفہوم میں متعدد احتمالات ہیں۔

(۱) ایک احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد نبی کریم ﷺ کی قبر کی کثرت سے زیارت پر برانگیختہ کرنا، ترغیب دینا اور امادہ کرنا ہے کہ تم میری قبر کی زیادہ زیارت کیا کرو اور اس زیارت کو عید کی طرح مت بناؤ کہ تم میری قبر کی زیارت سال میں دوبار کرو یا عمر میں دوبار کرو۔ بوجہ ان دلائل کے جو احادیث کثیرہ میں وارد ہیں کہ زیارت کی رغبت دی گئی ہے۔ اور حدیث میں بھی یہ آیا ہے کہ جو میری قبر کی زیارت کے لئے آیا اس کی شفاعت ضروری ہوگی۔

(۲) اور یا یہ کہ مہربانی اور شفقت کی بنا پر فرمایا تا کہ میری امت زیادہ مشقت میں نہ پڑے۔ اور اس کی تائید اس ارشاد سے ہوتی ہے کہ تم درود پڑھو۔ جہاں کہیں ہو تمہارا درود پہنچتا ہے۔

(۳) یا اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ کہیں قبر کی تعظیم کرنے میں حد سے نہ بڑھ جائیں جیسے کہ سجدہ کرنے لگیں وغیرہ (شرح شفاء ملا علی قاری، ج ۲ ص ۱۴۴)۔ اور اس کی تائید اس حدیث شریف سے ہوتی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدًا۔ اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاری پر جنہوں نے بنایا اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں کہ ان کی طرف نماز پڑھتے تھے۔

(۴) بعض ائمہ نے یہ معنی بیان کیا ہے کہ زیارت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت سوء ادب سے ممانعت ہے یعنی وہاں لہو ولہب میں مشغول نہ ہو جاؤ جس طرح عیدوں میں کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا تَتَّخِذُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا۔ اور نہ اپنے گھروں کو قبریں بناؤ۔ اس کے متعدد معانی بیان کئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص اپنے گھر میں نماز نہ پڑھے اس نے اپنے آپ کو مردہ اور اپنے گھر کو قبر بنالیا۔ اس کی تائید یہ حدیث بھی کرتی ہے مَثَلُ الْمَيِّتِ الَّذِيْ يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيْهِ وَالْبَيْتُ الَّذِيْ لَا يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيْهِ كَمَثَلِ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ۔ ترجمہ: جس گھر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اس کی اور جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا جائے اس کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ چونکہ بظاہر قبروں میں کوئی ذکر و عبادت نہیں کی جاتی اس لئے جس گھر میں اللہ کی عبادت و ذکر نہ کیا جائے گویا کہ وہ قبرستان کی طرح ہے۔ اس میں اپنے گھروں کو اللہ کی عبادت اور اس کی یاد سے آباد رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اور دوسرا اس کا معنی یہ بھی بیان کیا ہے کہ اپنے مردوں کو گھروں میں دفن نہ کرو۔ عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرو۔

محدث شہیر علامہ علی قاری امام خطابی کے حوالہ سے لکھتے ہیں لَا تَجْعَلُوْهَا وَطَنًا لِلنَّوْمِ فَقَطْ لَا تُصَلُّوْنَ فِيْهَا فَاِنَّ النَّوْمَ اَخُو الْمَوْتِ وَالْمَيِّتُ لَا يُصَلِّيْ اَوْ لَا تَجْعَلُوْهَا قُبُوْرًا لِمَوْتَاكُمْ تَدْفِنُوْنَهُمْ فِيْهَا قَالَ الْخَطَّابِيْ وَلَيْسَ بِشَيْءٍ فَقَدْ دُفِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْتِهٖ وَدُفِعَ بِاَنَّ هٰذَا مِنْ خَصُوْصِيَّاتِ الْاَنْبِيَاءِ بِدَلِيْلِ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ يَجِبُ

اَنْ يُّدْفَنَ فِيْهِ كما رواه الترمذی عن ابی بکر (شرح الشفاء، ج ۲، ص ۱۴۵) اور مت بناؤ گھروں کو صرف سونے کے لئے جگہ، ان میں تم نماز نہ پڑھو۔ بیشک نیند موت کی بہن ہے۔ اور (عام) مردہ نماز نہیں پڑھتا۔ یا یہ کہ نہ بناؤ اپنے گھروں کو قبرستان اپنے مردوں کے لئے کہ تم دفن کرو ان کو گھروں میں۔ امام خطابی نے کہا یہ کوئی وزنی بات نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے حجرہ ہی میں دفن کیا گیا۔ اور اس کا جواب دیا گیا کہ یہ نبیوں کی خصوصیات میں سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ارشاد سے دلیل پکڑتے ہوئے کہ نہیں اللہ نے کسی نبی کو موت عطاء فرمائی مگر اسی جگہ میں کہ ضروری ہے کہ ان کو اسی میں دفن کیا جائے جیسا کہ امام ترمذی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

وَصَلُّوْا عَلَيَّ حَيْثُ كُنْتُمْ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ رواه الطبرانی و ابو یعلی بسند حسن (شرح الشفاء، ص ۱۴۵)۔ اور تم مجھ پر جہاں بھی درود پڑھو بیشک تمہارا درود پہنچتا ہے جہاں بھی ہو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سلام کا جواب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ (مشکوۃ بحوالہ ابوداؤد) مجھ پر کوئی شخص سلام نہیں بھیجتا مگر اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح (توجہ مبذول) لوٹا دیتا ہے حتی کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

منکرین حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث سے یہ غلط نتیجہ نکالا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر

شریف (عالم برزخ) میں ہمیشہ زندہ نہیں ہیں۔ چنانچہ عبدالعزیز بن باز سلفی نجدی لکھتے ہیں لا شك ان النبی ﷺ بعد وفاته حی حیاة برزخیة اکمل من حیاة الشهداء ولکنها لیست من جنس حیاته قبل الموت ولا من جنس حیاته یوم القیامة بل حیاة لا یعلم حقیقتها و کیفیتها الا الله سبحانه ... تقدم فی الحدیث الشریف قوله علیه السلام: ما من احد یسلم علی الا رد الله علی روحی حتی ارد علیه السلام۔ فدل ذلك علی انه میت وعلی ان روحه قد فارقت جسده لکنها ترد علیها عند السلام والنصوص الدالة علی موته ﷺ من القرآن والسنة معلومة، وهو امر متفق علیه بین اهل العلم ولکن ذلك لا یمنع حیاتهم البرزخیة المذکورة فی قوله تعالیٰ: ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون (سورہ آل عمران:۱۶۹) (التحقیق والایضاح ص۹۹)۔

ترجمہ: اس میں شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر میں برزخی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں جو شہداء کی زندگی سے زیادہ کامل ہے لیکن وہ ایسی زندگی نہیں جیسی موت کے قبل تھی اور نہ قیامت کے دن کی زندگی ہے بلکہ قبر کی زندگی ایسی ہے جس کی حقیقت وکیفیت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور حدیث شریف میں آپ کا یہ ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ پر سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھ میں میری روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دے دیتا ہوں۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (میت) مردہ ہیں

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم سے جدا ہو چکی ہے۔ بس صرف سلام کا جواب دینے کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر روح لوٹائی جاتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کے دلائل قرآن وسنت سے بہت معروف ہیں۔ اہل علم کے نزدیک یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے لیکن یہ موت ان کی حیات برزخی کے لئے مانع نہیں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (سورہ آل عمران)۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں۔ ان کو رزق بھی ملتا ہے۔

اس حدیث مذکورہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (معاذ اللہ) مردہ قرار دینا غلط ہے اور یہ کہنا کہ بس صرف سلام کے وقت (روح) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لوٹائی جاتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو روح پاک کا بدن شریف میں بار بار داخل ہونا اور بار بار خارج ہونا لازم آتا ہے اور یہ اذیت کا سبب ہے جو درست نہیں۔ نیز بہت سی زندگیاں اور بہت موتیں ماننی پڑیں گی اور یہ کہنا درست اس لئے بھی نہیں کہ ہر وقت ہر گھڑی اور لمحہ آپ کو سلام عرض کیا جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کو سلام کا جواب فرماتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدن شریف کسی وقت بھی روح سے خالی نہیں ہوتا ہے۔ اسی لئے حضرت شیخ عبدالحق محدث دھلوی اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ روح کے لوٹانے سے مراد یہ نہیں کہ روح بدن سے الگ ہو چکی ہوتی ہے اور بدن شریف میں لوٹایا جاتا ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عالم کی طرف توجہ مبذول کرتے ہیں اور اس کے لئے افاقہ پاتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کا صلوۃ وسلام سنتے ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم برزخ میں حالات ملکوت میں مشغول اور رب

العزت کے مشاہدہ میں مستغرق رہتے ہیں جس طرح دنیا میں حالت وحی کے وقت آپ ﷺ کی کیفیت ہوتی تھی۔ تو اس مشاہدہ واستغراق سے افاقہ پانے اور باہر آنے کو روح لوٹانے سے تعبیر کیا گیا (اشعۃ اللمعات، لمعات التنقیح)

علامہ علی قاری لکھتے ہیں وظاہرہ الاطلاق الشامل لکل مکان وزمان ومن خص الرد بوقت الزیارۃ وعلیہ البیان والمعنی ان اللہ سبحانہ یرد روحہ الشریف عن استغراقہ المنیف یرد علی مسلمہ جبرا لخاطرہ الضعیف (شرح الشفا، ج۲، ص۱۴۳)

علامہ نورالدین علی سمھودی (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں اور پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرنا دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک وہ سلام ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ آپ ﷺ پر سلام بھیجے خواہ ہم غائب کا لفظ بولیں یا حاضر کا جیسے ہم یوں کہیں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ خواہ یہ الفاظ آپ ﷺ کے ہاں سے کوئی غائب شخص کہے یا آپ ﷺ کے پاس کھڑا ہو کر عرض کرے۔ اور یہی وہ بات ہے جسے امت کی طرف سے آپ ﷺ کے ساتھ خصوصیت حاصل ہے۔ کسی اور پر سلام پڑھا جائے تو وہ عبث ہوگا۔ لہٰذا یوں نہ کہا جا سکے گا فُلَانٌ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ اور آپ ﷺ پر سلام پیش کرنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں سلام کا نذرانہ پیش کرے جیسے کوئی زیارت کرنے والا آپ کی قبر انور پر پہنچ کر سلام پیش کرتا ہے (وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ، الباب الثامن فی زیارتہ ﷺ، ج۵، ص۳۱)۔

اور اسی طرح دوسرے انبیاء اور رسل علیہم الصلاۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَلْاَنْبِیَآءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ (حیات الانبیاء للامام البیہقی، ص۷۸، حدیث ۳۴۲۵، سنن امام بیہقی)۔ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَا مِنْ اَحَدٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ نہیں ہے کوئی جو مجھے سلام کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ میری روح کو اپنی جناب سے مجھ پر لوٹا دیتا ہے سلام کا جواب دینے کے لئے یہاں تک کہ میں سلام کا جواب دیتا ہوں۔

علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری لکھتے ہیں کہ صاحب ازہار نے کہا ہے الحدیث یدل علی بقاء الارواح بعد الموت، وعلی بقاء ابدان الانبیاء، وعلی ان الانبیاء اموات فی قبورھم، والصحیح خلافہ للاحادیث الصحیحۃ فیہ۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے مرنے کے بعد روحوں کے زندہ ہونے اور باقی ہونے پر اور انبیاء کے بدن کے باقی رہنے پر بھی اور اس پر کہ انبیاء اپنے قبروں میں اموات ہیں۔ اور صحیح بات اس کے خلاف ہے اس میں صحیح حدیثوں کی وجہ سے یعنی بہت سی صریح صحیح حدیث میں وارد ہیں کہ انبیاء قبروں میں زندہ ہیں اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہیں (الحرز الثمین للحصن حصین، ج۳، ص۱۵۶۵)

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

بارگاہ رسالت ﷺ میں فرشتے درود وسلام پہنچاتے ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِی السَّلَامَ (مشکوۃ بحوالہ نسائی دارمی) کہ اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین پر سیر وسیاحت کرتے ہیں، میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

دوسری روایت میں آیا ہے کہ فرشتے اس بندے اور اس کے باپ کا نام لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں یارسول اللہ فلاں بن فلاں آپ کی خدمت میں درود وسلام عرض کرتا ہے (اشعۃ اللمعات)

یعنی ان اللہ تعالی ارسل ملائکۃ علی وجہ الارض حتی یخبرونی عمن صلی اوسلم علی (الفاتیح فی شرح المصابیح، ج ۲، ص ۱۶۳)۔یعنی بیشک اللہ تعالیٰ روح زمین پر فرشتے بھیجتا ہے یہاں تاکہ وہ مجھے خبر دیتے ہیں اس کے بارے میں جس نے درود پڑھا یا اس نے مجھ پر سلام بھیجا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فَلَا یُصَلِّیْ عَلَیَّ اَحَدٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اِلَّا بَلَغَنِیْ بِاِسْمِہٖ وَاِسْمِ اَبِیْہِ ھٰذَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَدْ صَلّٰی عَلَیْکَ (ضیاء الصلوٰۃ والسلام علی سیدنا خیر الانام)۔نہیں کوئی درود بھیجتا مجھ پر قیامت کے دن تک مگر وہ درود پہنچتا ہے مجھے بھیجنے والے کے نام کے ساتھ اور بھیجنے والے کے باپ کے نام کے ساتھ کہ یہ فلاں بیٹا فلاں کا ہے۔اس نے آپ ﷺ پر درود بھیجا ہے۔

اس میں بڑی خوشخبری ہے کہ درود بھیجنے والا مرد ہو یا عورت اس کا ہدیہ درود وسلام رسول اللہ

ﷺ کی بارگاہ میں پہنچتا ہے۔اور دوسرا بھیجنے والے کا نام اور اس کے باپ کا نام بھی لیا جاتا ہے۔سبحان اللہ! ہدیہ درود شریف کے وسیلہ سے ایک امتی کا ذکر بارگاہ رسالت میں فرشتہ کرتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا وَّلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَّصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ (مشکوۃ بحوالہ نسائی) کہ اپنے گھر کو قبور نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجا کرو کہ تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے صَلُّوْا عَلَیَّ وَسَلِّمُوْا فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ مَا کُنْتُمْ (جامع صغیر، ص ۴۵) کہ ایمان والو مجھ پر درود وسلام پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود وسلام مجھے پہنچتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔

در راہ عشق مرحلہ قرب وبعد نیست ☆ می بینمت عیاں ودعائے فرستمت

ترجمہ: راہ عشق میں دور ونزدیک کا مرحلہ نہیں۔میں تجھے بالکل ظاہر دیکھتا ہوں اور دعاؤں کے تحفے بھیجتا ہوں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ وَتَسْلِیْمَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُمَا کُنْتُمْ (کتاب الصلوۃ علی النبی ﷺ لابن ابی عاصم، ص ۱۹)۔میری خدمت میں درود پڑھا کرو۔بیشک تمہارا درود اور سلام مجھے پہنچتا ہے تم جہاں بھی ہو۔

بشیر القاری بشرح البخاری کے ص ۱۰ پر بارگاہ رسالت میں درود شریف کی پیشی کے پانچ طریقے بیان کئے گئے ہیں۔اختصار کے پیش نظر ان کونہیں نقل کیا گیا۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔۔۔ عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

ہر دم از ما صد درود وسلام ☆ بر رسول و آل واصحابش تمام (شیخ عطار)

فرشتوں کی قوت سماعت

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے اوپر بکثرت درود بھیجا کرو اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری قبر کے پاس ایک فرشتہ کو متعین کر دیا ہے۔چنانچہ جب میری امت کا کوئی فرد مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ مجھ سے کہتا ہے کہ اے محمد ﷺ فلاں بن فلاں نے اس وقت تمہارے لئے درود بھیجا ہے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کا ایک فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوقات کی باتیں سننے کی طاقت عطا کر رکھی ہے۔یہ میری قبر پر قائم ہے۔جب تک مجھ پر وفات آئے گی قیامت تک میری امت سے کوئی بھی ایسا نہیں جو مجھ پر درود پیش کرے مگر یہ فرشتہ اس کا اور اس کے باپ کا نام لیکر کہتا ہے۔اے محمد! آپ پر فلاں بن فلاں نے درود بھیجا ہے (جلاء الافھام، القول البدیع)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

مشاہدہ اعمال امت

امت کے اعمال رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں۔چنانچہ حضرت بکر

بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ، تُحَدِّثُوْنَ وَیُحَدِّثُ لَکُمْ. فَاِذَا اَنَا مِتُّ کَانَتْ وَفَاتِیْ خَیْرًا لَّکُمْ، تُعْرَضُ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ. فَاِنْ رَاَیْتُ خَیْرًا حَمِدْتُ اللّٰهَ وَاِنْ رَاَیْتُ غَیْرَ ذٰلِكَ اِسْتَغْفَرْتُ اللّٰهَ لَکُمْ (فضل الصلاۃ علی النبی، ص ۳۶)۔میری زندگی بہتر ہے تمہارے لئے تم بیان کرتے ہو (مسائل پوچھتے ہو) اور (اللہ کا نبی) تم سے بیان کرتا ہے۔پس اگر میں وفات پا جاؤں تو میری وفات تمہارے لئے بہتر ہو گی۔تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جائیں گے۔پس اگر میں بھلائی دیکھوں گا اللہ کی تعریف کروں گا اور اگر میں بھلائی کے سوا دیکھوں گا تو تمہارے لئے استغفار کروں گا۔

حضرت بکر سے ایک روایت یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ، وَوَفَاتِیْ لَکُمْ خَیْرٌ، تُحَدِّثُوْنَ فَیُحَدِّثُ لَکُمْ. فَاِذَا اَنَا مِتُّ عُرِضَتْ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ فَاِنْ رَاَیْتُ خَیْرًا حَمِدْتُ اللّٰهَ وَاِنْ رَاَیْتُ شَرًّا اِسْتَغْفَرْتُ اللّٰهَ لَکُمْ (فضل الصلاۃ علی النبی، ص ۳۷)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ تُحَدِّثُوْنَ وَیُحدثُ لَکُمْ فَاِذَا اَنَا مِتُّ کَانَتْ وَفَاتِیْ خَیْرًا لَّکُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ فَاِنْ رَاَیْتُ خَیْرًا حَمِدْتُّ اللّٰهَ وَاِنْ رَأَیْتُ غَیْرَ ذَالِكَ اِسْتَغْفَرْتُ لَکُمْ (الشفاء، ج ا ص ۴۰، القول البدیع، وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری زندگی تمہارے لیے بہتر ہے (تین مرتبہ) اور میری وفات تمہارے لئے بہتر ہے (تین

مرتبہ)۔قوم خاموش رہی تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ یہ کس طرح ؟ ۔تو آپ ﷺ نے فرمایا حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ یُنْزَلُ عَلَیَّ الْوَحْیُ مِنَ السَّمَآءِ فَاُخْبِرُکُمْ بِمَا یُحِلُّ لَکُمْ وَمَا یُحَرَّمَ عَلَیْکُمْ، وَمَوْتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تُعْرَضُ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ کُلَّ خَمِیْسٍ فَمَا کَانَ مِنْ حَسَنٍ حَمِدْتُ اللّٰہَ عَلَیْہِ وَمَا کَانَ مِنْ ذَنْبٍ اِسْتَوْھَبْتُ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ (رفع المنار)۔میری زندگی تمہارے لیے بہتر ہے کہ مجھ پر آسمانوں سے وحی نازل ہوتی ہے تو میں تمہیں خبر دیتا ہوں جو تمہارے لیے حلال ہے اور جو تم پر حرام ہے اور میری موت تمہارے لیے بہتر ہے(تین مرتبہ) کہ مجھ پر تمہارے اعمال ہر جمعرات کو پیش کئے جائیں گے۔پس جو نیکی ہوئی اس پر میں اللہ کی تعریف کروں گا اور جو گناہ ہوا تو تمہارے گناہوں کی تمہارے لیے بخشش مانگوں گا۔(رفع المنارۃ لتخریج احادیث توسل وزیارۃ میں محققانہ طریقہ پر ان احادیث کی توثیق کی گئی اور منکرین کا رد بھی کیا گیا ہے)۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں(امام) بزاز صحیح لوگوں سے نقل کرتے ہوئے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ تُحَدِّثُوْنَ وَاُحَدِّثُ لَکُمْ وَوَفَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ فَمَا رَاَیْتُ مِنْ خَیْرٍ حَمِدْتُ اللّٰہَ عَلَیْہِ وَمَا رَاَیْتُ مِنْ شَرٍّ اَسْتَغْفِرْتُ اللّٰہَ لَکُمْ میری زندگی تمہارے حق میں بہتر ہے۔تم مجھ سے (حلال وحرام) پوچھتے ہو۔میں تمہیں (بذریعہ وحی) احکام سناتا ہوں۔اور میری وفات بھی تمہارے حق میں بہتر ہے۔تمہارے اعمال میرے سامنے پیش ہوا کرینگے۔میں اچھے عملوں کو دیکھ کر اللہ کا شکر کروں گا اور برے

عملوں کو دیکھ کر تمہارے واسطے مغفرت کی دعا کیا کروں گا۔

استاد منصور بغدادی کہتے ہیں محققین علمائے متکلمین قائل ہیں کہ رسول خدا ﷺ وفات کے بعد زندہ ہیں۔آپ ﷺ اپنی امت کی اطاعت سے خوش ہوتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے جسم قبر کے اندر بوسیدہ نہیں ہوتے (جذب القلوب اردو،ص ۲۱۲)

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

رسول اللہ ﷺ کی حیات وسماعت

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَکْثِرُوا الصَّلَاۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ یَوْمٌ مَشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلٰئِکَۃُ لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ۔ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ؟ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِیْ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ (جلاء الافہام غیر محقق ص ۵۶، حدیث نمبر ۱۰۸، جلاء الافہام محقق، ص ۱۲۶، رواہ بن ماجہ حدیث ۱۶۳۷)

ترجمہ: جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو۔اس لئے کہ یہ حاضری کا دن ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔کوئی ایسا بندہ نہیں جو مجھ پر درود پڑھے مگر اس کی آواز مجھ کو پہنچ جاتی ہے وہ جہاں بھی ہو۔ہم نے عرض کیا آپ کی وفات کے بعد ایسا ہی ہوگا۔فرمایا ہاں میری وفات کے بعد بھی ایسا ہی ہوگا۔اللہ نے زمین پر اجساد انبیاء کا کھانا حرام قرار دیا ہے۔اس حدیث میں بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ (مجھے اس کی آواز پہنچتی ہے) کی بجائے بعض نے بَلَغَنِیْ صَلَاتُہٗ لکھا ہے کہ مجھے درود پڑھنے والے کا درود پہنچتا ہے۔واللہ اعلم۔

اور ایک روایت میں فرمایا اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ

فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ (ابن ماجہ) کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے نبی (قبر مبارک میں) زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں۔

علامہ محمد ھاشم تتوی سندھی (متوفی ۱۱۷۴ھ) رحمہ اللہ نبیوں کے حیات کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں نَعْتَقِدُ اَنَّ الْاَنْبِيَآءَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اَحْيَاءٌ فِي الْقُبُوْرِ يُصَلُّوْنَ وَيَصُوْمُوْنَ وَيَحُجُّوْنَ وَيُلَبُّوْنَ. فَاِنَّ حَيَاتَهُمْ حِسِّيَّةٌ كَحَيَاتِهِمْ فِي الدُّنْيَا اِلَّا اَنَّهُمْ مُخْتَفُوْنَ عَنْ اَبْصَارِنَا لِاِنْتِقَالِهِمْ عَنْ عَالَمِ الشَّهَادَةِ اِلٰى عَالِمِ الْغَيْبِ كَاخْتِفَاءِ الْمَلَائِكَةِ الْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ وَغَيْرَهُمْ وَالْاَرْوَاحِ عَنْ اَبْصَارِنَا (بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ، ص ۱۱۵)

ہم یقین رکھتے ہیں کہ بیشک انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، حج کرتے ہیں، تلبیہ پڑھتے ہیں۔ بلاشبہ ان کی حیات حسی (دنیاوی جسم کے ساتھ) ہے جیسا کہ ان کی حیات دنیا میں جسم کے ساتھ تھی۔ مگر وہ ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہیں ان کے منتقل ہونے کی وجہ سے عالم شہادت (دنیا) سے عالم غیب کی طرف جیسا کہ معزز اعمال لکھنے والے فرشتے اور ان کے سوا اور روحیں ہماری آنکھوں سے مخفی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ نَائِبًا اُبْلِغْتُهُ (مشکوٰۃ بحوالہ شعب الایمان) جو بندہ مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے میں اسے سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر

درود پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ وَتَسْلِيْمَكُمْ يَبْلُغُنِيْ حَيْثُمَا كُنْتُمْ (کتاب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لابن ابی عاصم، ص ۱۹)۔ میری خدمت میں درود پڑھا کرو۔ یہ تمہارا درود وسلام مجھے پہنچتا ہے تم جہاں بھی ہو۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا کہ درود زیارت قبر شریف کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ جہاں بھی پڑھا جائے اس کو پیش کیا جاتا ہے۔ دور و نزدیک کا کوئی فرق نہیں ہے۔

ملا علی قاری اس کی شرح میں لکھتے ہیں بُلِّغْتُهُ (مجھے وہ پہنچایا جاتا ہے) بِصِيْغَةِ الْمَجْهُوْلِ مُشَدَّدًا بَلَّغَنِيْهِ الْمَلَائِكَةُ وَفِيْ رِوَايَةٍ اُبْلِغْتُهُ (شرح الشفاج ۲، ص ۱۴۳)۔

بعض نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں گھڑی گئی ہے۔ لَيْسَ لَهٗ اَصْلٌ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے ابو صالح اور اعمش نے یہ حدیث نہیں بیان کی۔ اور سند میں جو محمد بن مروان سدی ہیں ان پر جھوٹ بھولنے اور روایت گھڑنے کا الزام لگا ہوا ہے۔ متهم بالكذب والوضع (حاشیہ خلاصۃ الوفا، ج ۱ ص ۳۴۷)۔ اور خلاصۃ الوفاء میں ہے کہ میرے خیال میں محمد بن سدی کے بارے میں اعتراض ہے (خلاصۃ الوفاء)۔ اور یہ راوی متهم بالکذب ہے (تقریب التہذیب، ج ۱ ص ۳۲۵)، (میزان الاعتدال، ج ۶ ص ۳۶۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِنْ بَعِيْدٍ اُعْلِمْتُهُ (القول البدیع

ص۱۴۹)۔ترجمہ: جو میری قبر کے پاس آ کر مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھتا ہے وہ مجھے بتایا جاتا ہے۔امام شمس الدین سخاوی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں **وسندہ جید** کہ اس کی سند جید ہے (القول البدیع)

علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں **اذا صلی وسلم عند قبرہ سمعہ سماعا حقیقیا ویرد علیہ من غیر واسطۃ وان صلی وسلم من بعید لا یسمعہ الا لواسطۃ. یدل علیہ احادیث کثیرۃ** (شرح ھمزیہ،ص۴۹۵)

ترجمہ: جب کوئی درود وسلام آپ ﷺ کی قبر کے پاس پڑھتا ہے تو آپ اسے حقیقی طور پر سنتے ہیں اور سلام کا جواب براہ راست دیتے ہیں اور اگر درود وسلام دور سے پڑھے تو آپ اسے نہیں سنتے مگر (فرشتوں کے) واسطہ سے۔اس پر بہت سی احادیث دلالت کرتی ہیں۔

اور الجواہر المنظم میں لکھتے ہیں **انہ صلی اللہ علیہ وسلم یبلغہ الصلوٰۃ و السلام اذا صدر من بعید ویسمعھا اذا کان عند قبرہ الشریف بلا واسطۃ** (الجواھر المنظم، ص۳۲)۔ترجمہ: بے شک حضور ﷺ کو درود وسلام پہنچایا جاتا ہے جب وہ دور سے آئے اور آپ اُسے خود بلا واسطہ سنتے ہیں جب پڑھنے والا آپ ﷺ کی قبر شریف کے پاس ہو۔

امام شیخ محمد بن سلیمان جزولی (متوفی ۸۷۰ھ) لکھتے ہیں **وَ قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَرَاَیْتَ صَلَاۃَ الْمُصَلِّیْنَ عَلَیْکَ مِمَّنْ غَابَ عَنْکَ وَ مَنْ یَّاْتِیْ بَعْدَکَ مَا حَالُھَا عِنْدَکَ؟ فقال اَسْمَعُ صَلَاۃَ اَھْلِ مَحَبَّتِیْ وَاَعْرِفُھُمْ وَتُعْرَضُ عَلَیَّ صَلٰوۃُ غَیْرِھِمْ عَرْضًا** (مطالع المسرات بجلاء دلائل الخیرات، ص۸۲)۔ترجمہ: اور رسول

اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ کی بارگاہ سے جو غائب ہیں اور جو آپ کے بعد آئیں گے ان کے درود شریف کے متعلق فرمائیے۔آپ کے نزدیک ان کا کیا حال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں اپنی محبت والوں کا درود سنتا ہوں اور دوسروں کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

خیال رہے کہ دلائل الخیرات کے حوالہ سے جو روایت نقل کی گئی ہے اس کی کسی نے تخریج نہیں کی اور قیل کے ساتھ بیان کیا ہے جو ضعف کی علامت ہے۔اور جو حدیث صحیح سند سے ثابت نہ ہو اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔اس لئے روایات کو بیان کرنے میں احتیاط کرنا لازمی ہے۔اور دلائل الخیرات وظائف کی کتاب ہے نہ کہ عقائد کی۔واللہ اعلم بالصواب۔بہرحال یہ یقینی بات ہے کہ درود وسلام پڑھنے والوں کا ھدیہ صلوٰۃ وسلام بارگاہ رسالت ﷺ میں پہنچتا ہے۔اور آپ ﷺ اس کو خود سماعت بھی فرماتے ہیں۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

فوائد درود وسلام

درود وسلام پڑھنے کے بے شمار فوائد وثمرات ہیں جو جلاء الافہام، القول البدیع، جذب القلوب اور سعادت الدارین وغیرہ کتب میں مذکور ہیں۔یہاں صرف چند فوائد حصول برکت کی خاطر تحریر کئے جاتے ہیں (وباللہ التوفیق):

(۱) اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنا

(۲) اللہ تعالیٰ کے ساتھ صلوۃ میں موافقت کرنا اگرچہ دونوں کے مفہوم میں فرق ہے۔

ہماری صلوۃ آپ ﷺ پر دعا اور سوال ہے۔ اور اللہ کی آپ پر صلوۃ ثناء وتشریف (تعظیم) ہے

(۳) اس میں اللہ کے فرشتوں کی موافقت

(۴) ایک مرتبہ پڑھنے والے پر اللہ کے فرشتوں کی دس رحمتوں کا نزول ہوتا ہے

(۵) بندہ کے درجات میں دس گنا اضافہ کر دیا جانا

(۶) نامہ ءاعمال میں دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں

(۷) دس برائیاں مٹا دی جاتی ہیں

(۸) جب دعا سے پہلے درود شریف پڑھے تو دعا قبول ہوتی ہے اور سی طرح دعا کے آخر میں درود شریف پڑھنا چاہیے

(۹) درود پڑھنا بھی آپ کی شفاعت کا حقدار بناتا ہے

(۱۰) گناہوں کی معافی کا سبب ہے

(۱۱) درود پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندوں کے تفکرات اور ان کی پریشانیوں کو دور فرما دیتا ہے

(۱۲) قیامت کے دن آپ ﷺ کی قربت کا مستحق بناتا ہے

(۱۳) تنگ دستوں کے لئے درود کا پڑھنا صدقہ وخیرات کے قائم مقام ہے

(۱۴) ضرورتوں کی تکمیل کا سبب ہے

(۱۵) فقر ومحتاجی سے نجات کا سبب ہے

(۱۶) رسول اللہ ﷺ کی محبتِ دائمی کا سبب ہے اور نبی ﷺ کی محبت جان وایمان ہے

(۱۷) درود پڑھنے والے کا نام رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جو بڑی سعادت وخوش نصیبی کی بات ہے۔

جان مید ہم در آرزوائے قاصد آخر باز گو ☆ در مجلس آن نازنین حرفے کہ از مامیرود

ترجمہ: میں جان دیتا ہوں اس آرزو میں کہ اے قاصد محبوب کے حضور میں کوئی بات کہہ دئے جو میری طرف سے ہے یعنی اے قاصد میں آرزو میں جان دینے کو تیار ہوں۔ آخر تجھے وہ باتیں بتانی چاہئیں جو اس نازنین (محبوب) کی مجلس میں ہمارے متعلق ہوتی ہیں۔

(۱۸) نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجنا آپ ﷺ کے حقوق میں سے حق ادا کرنا ہے اور احسانات کا بدلہ دینا ہے اس لئے کہ آپ ﷺ کے بے شمار حقوق واحسانات امت پر ہیں جن کو ادا کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے درود وسلام کے تحفے اور نظرانے پیش کرنے چاہیے

(۱۹) درود جس طرح رسول اللہ ﷺ کی محبت میں اضافہ کا سبب ہے اسی طرح درود پڑھنے والا اپنے اسی نیک عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ کی محبت کا بھی حقدار بن جاتا ہے۔

(۲۰) درود وسلام پڑھنے کے فوائد میں سے ایک عظیم فائدہ یہ ہے کہ جوابِ سلام کے حصول کا شرف حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ سنت مستمرہ بلکہ لازم کردہ غرض ہے۔ اس سے بڑی سعادت کون سی ہوگی کہ حضور اکرم ﷺ کی سلامتی وخیر کی دعا اس کے شامل حال ہوگی۔ اگر تمام عمر میں یہ سعادت ایک مرتبہ بھی ہاتھ آجائے تو ہزارہا کرامتوں کا موجب اور بے شمار برکتوں کا باعث ہے۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے:

بہر سلام مکن رنجہ در جواب آں لب ☆ کہ صد سلام مرا بس یکے جواب از تو

ہر مرتبہ میرے سلام عرض کرنے کے جواب میں ہونٹوں کو تکلیف نہ دیں کیونکہ میرے سو مرتبہ سلام کہنے میں آپ ﷺ کا ایک مرتبہ جواب دینا میری (نجات کے) لئے کافی ہے۔

حضرت شیخ عطار اپنی خوش اعتقادی اور محبت کا اظہار کرتے رہے۔ فرماتے ہیں:

ہر دم از ما صد درود و سلام ☆ بر رسول و آل و اصحابش تمام

ہر گھڑی ہماری طرف سے سینکڑوں درود اور سلام رسول اللہ ﷺ پر اور آپ کی آل اور تمام صحابہ پر ہو۔

درود ملک بر روان تو باد   بر اصحاب و بر پیروان تو باد (شیخ سعدی)

خدا کا درود آپ کی روح پر نازل ہو، آپ کے ساتھیوں اور پیرووں پر نازل ہو۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ

درود شریف مرشد کامل کا فائدہ دیتا ہے

درود شریف کے فضائل و فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ جس کو مرشد کامل نہ ملے وہ درود شریف بکثرت پڑھے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں بعض متاخرین مشائخ شاذلیہ قدست اسرارہم فرماتے ہیں کہ طریقِ سلوک، تحصیلِ معرفت اور قربِ الٰہی کے حصول کیلئے جس وقت کہ اولیائے کرام کا وجود مفقود ہو اور جس زمانہ میں وہ موجود نہ ہوں اس وقت ظاہر شریعت پر بالالتزام عمل کرنا اور نبی کریم ﷺ کے ذکر مبارک اور آپ پر کثرت درود کو ہمیشہ لازم کر لینا مرشد متصرف کا کام دے گا۔ کثرت درود سے باطن میں ایک نور پیدا ہو جاتا ہے جس سے منازلِ سلوک طے پا جاتے ہیں۔ اور براہِ راست حضور

اکرم ﷺ کی بارگاہ سے فیضان و اعانت اور امداد حاصل ہو جاتی ہے (مدارج نبوت ص ۴۲۱)

بر محمدی رسانم صد سلام   آں شفیع مجرماں یوم القیام

ہر کہ باشد عامل صلوا مدام   آتش دوزخ شود بروے حرام

ہر کہ سازد ورد جان صلی علی   حاجت دارین اوگردد روا

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

باب سوم: درود و سلام کے صیغے

درود شریف کے صیغوں کی تعداد

علامہ اسماعیل حقی (متوفی ۱۱۳۷ھ) رحمہ اللہ لکھتے ہے **واعلم ان الصلوات متنوعة الى اربعة آلاف وفى رواية الى اثنى عشر الفا على مانقل من الشيخ سعد الدين محمد الحموى** (روح البیان، ج ۷، ص ۲۷۶)۔ درود شریف کے متعدد صیغے بیان کئے گئے ہیں جن کی تعداد بعض نے چار ہزار بتائی ہے۔ اور بعض نے بارہ ہزار صیغے بتائے ہیں۔ غالباً اس تعداد سے مراد درود شریف کے مسنون اور غیر مسنون صیغے ہوں گے اس لئے کہ حدیثوں میں جو درود شریف کے الفاظ اور صیغے منقول ہیں بعض نے ان کی تعداد گیارہ بیان کی (کتاب الصلاۃ علی النبی)۔ اور جزب القلوب میں درود مسنون کے تیرہ صیغے بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب خزینہ درود شریف میں تقریباً پچیس صیغے درود مسنون کے مذکور ہیں۔ اور علامہ محمد یوسف نبہانی نے مسنون درود شریف کے چالیس صیغے مع حوالہ بیان کئے ہیں (سعادت الدارین، ص ۲۳۳)۔ بعض علماء نے درود مسنون کے پچیس صیغے

اور سلام کے مسنون پندرہ صیغے (کل چالیس) تحریر کئے ہیں۔ یہاں حصول ثواب اور اختصار اور آسانی کی خاطر صلوۃ سلام کے بتیس (۳۲) صیغے درج کئے گئے ہیں۔

درود شریف کے مسنون صیغے

● حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ملے تو بولے کہ کیا میں تمہیں وہ ہدیہ (تحفہ) نہ دوں جو میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے۔

میں نے کہا جی ہاں وہ ھدیہ (تحفہ) مجھے ضرور عنایت کریں۔ فرمایا ایک مرتبہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے (نماز میں التحیات کے ذریعہ) آپ ﷺ پر سلام بھیجنا ہمیں سکھادیا ہے۔ اب فرمائیے کہ ہم آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی اہل بیت پر (نماز میں) درود کس طرح بھیجا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یوں کہو

(۱) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (بخاری کتاب الانبیاء حدیث نمبر ۳۳۷۰)۔ ترجمہ: اے اللہ! حضرت محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر رحمتیں بھیج جیسے تو نے حضرت ابراھیم علیہ السلام اور آل ابراھیم علیہ السلام پر رحمتیں بھیجیں۔ بے شک تو حمد و بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! تو برکت نازل فرما محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر جیسے تو نے رحمت نازل کی حضرت ابراھیم علیہ السلام پر اور آل ابراھیم علیہ السلام پر۔ بیشک تو ہی

لائق تعریف و بزرگی والا۔

جب آیت کریمہ نازل ہوئی اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو) تو اس وقت صحابہ کرام نے عرض کیا آپ ﷺ پر نماز میں سلام عرض کرنے کا علم ہے۔ بتائیے آپ پر درود کیسے پڑھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا یوں درود پڑھا کرو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الخ (مرقاۃ وغیرہ)

روایت میں ہے اَلَا اُھْدِیْ لَكَ ھَدِیَّۃً سَمِعْتُھَا مِنَ النَّبِیِّ کیا میں تمہیں وہ ھدیہ نہ دوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ یعنی وہ کلام پیش کروں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ جو چیز احترام و اکرام کے طور پر کسی کو دی جاتی ہے اس کو ھدیہ و تحفہ کہا جاتا ہے خواہ وہ کوئی چیز ہو یا کوئی کلام ہو۔ اسی لئے درود و سلام کو ہدیہ و تحفہ بھی کہا جاتا ہے اور فقراء کو جو چیز رحم و قربانی کے طور پر دی جائے وہ صدقہ ہوتا ہے (مراۃ)۔ اور بہترین ھدیہ و تحفہ کتابیں ہیں جن سے دینی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ رسول کریم ﷺ خود بھی اپنے اوپر درود شریف نماز میں اور نماز سے باہر بھیجتے تھے (احکام القرآن)

● حضرت ابوحمید ساعدی سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یوں کہو

(۲) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ

مجیدٌ (بخاری کتاب احادیث الانبیاء، حدیث نمبر ۳۳۲۹)

ترجمہ: اے اللہ! حضرت محمد ﷺ اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر رحمتیں بھیج جیسی رحمتیں حضرت ابراھیم علیہ السلام پر نازل کیں۔ اور حضرت محمد ﷺ اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر ویسی برکتیں نازل کر جیسی برکتیں حضرت ابراھیم علیہ السلام پر نازل کیں۔ بیشک تو لائق حمد و بزرگی والا ہے۔

● حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یوں کہا کرو

(۳) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ (بخاری کتاب الدعوات، حدیث نمبر ۱۲۵۸)

ترجمہ: اے اللہ! حضرت محمد ﷺ پر درود نازل فرما جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں جیسے تو نے ابراہیم پر درود نازل فرمایا اور حضرت محمد ﷺ پر اور آل محمد ﷺ پر برکت نازل فرما جیسے تو نے حضرت ابراہیم اور آل ابرہیم پر برکت نازل فرمائی۔

(۴) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (مسالک الحنفا الی مشارع الصلاۃ علی المصطفیٰ ۳۵۹)

ترجمہ: اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد ﷺ پر اور آل حضرت محمد ﷺ پر جیسا تو نے درود بھیجا ابراھیم علیہ السلام پر۔ بیشک تو ہی بزرگی والا لائق تعریف ہے۔ اے! اللہ برکت

بھیج محمد ﷺ پر اور آل محمد ﷺ پر جیسا کہ تو نے برکت دی ابراھیم علیہ السلام پر۔ بیشک تو تعریف کے لائق بزرگی والا ہے۔

● حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے یہ پسند ہو کہ اسے پورا ثواب ملے تو کہے

(۵) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ وَاُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (رواہ ابوداود)

ترجمہ: اے اللہ! نبی محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی بیویوں اور مسلمان ماؤں پر اور ان کی اولاد پر رحمت بھیج جیسے تو نے رحمت بھیجی ہے حضرت ابراھیم علیہ السلام پر۔ بیشک تو حمد و بزرگی والا ہے۔

● حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی کے دریافت کرنے پر آپ ﷺ نے یہ درود پڑھنے کا حکم دیا

(۶) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (فضائل درود ۲۸ بحوالہ فضل الصلوۃ علی النبی)

ترجمہ: یا اللہ! امی نبی حضرت محمد ﷺ اور آل حضرت محمد ﷺ پر اس طرح رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراھیم علیہ السلام اور آل ابراھیم علیہ السلام پر رحمت نازل فرمائی اور امی نبی حضرت محمد ﷺ اور آل حضرت محمد ﷺ پر اسی طرح برکت نازل فرما جس طرح

تو نے ابراھیم علیہ السلام اور آل ابراھیم علیہ السلام پر برکت نازل فرمائی۔ یقینا تو اپنی ذات میں محمود و بزرگ ہے۔

(۷) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (مسلم، جذب القلوب)۔

ترجمہ: اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد ﷺ پر اور آل حضرت محمد ﷺ پر جیسا درود بھیجا ابراھیم علیہ السلام اور آل ابراھیم پر اور برکتیں نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور آل حضرت محمد ﷺ پر جیسا کہ برکتیں نازل کیں ابراھیم علیہ السلام پر اور آل ابراھیم علیہ السلام پر تمام جہانوں میں۔ بیشک تو لائق تعریف بزرگی والا ہے۔

● عبدالرحمن بن لیلی حضرت کعب بن عجرہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم نے یہ جان لیا کہ آپ ﷺ پر کیسے سلام عرض کریں تو بتایئے ہم اب آپ ﷺ پر درود کیسے پڑھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا یوں کہو

(۸) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَآلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ (الاعلام بفضل الصلوۃ علی النبی علیہ السلام، ص ۲۴)۔ ترجمہ: اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد ﷺ پر اور آل حضرت محمد ﷺ پر جیسا تو نے درود بھیجا ابراھیم علیہ السلام پر اور برکت نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور آل حضرت محمد ﷺ پر جیسے تو نے برکت نازل کی ابراھیم علیہ السلام پر اور

آل ابراھیم علیہ السلام پر۔ بیشک تو تعریف کے لائق بزرگی والا ہے۔ اور سلام ہو آپ ﷺ پر اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں۔ اس صیغہ درود میں صلوٰۃ و سلام دونوں کی تعلیم دی گئی ہے۔

● حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ پر کیسے درود بھیجیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یوں کہو

(۹) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ ثُمَّ یُسَلِّمُوْنَ عَلَیَّ (قول البدیع)۔ ترجمہ: اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد ﷺ پر اور آل حضرت محمد ﷺ پر جس طرح تو نے درود بھیجا ابراھیم علیہ السلام پر اور برکتیں نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور آل حضرت محمد ﷺ پر جیسے تو نے برکتیں نازل کیں ابراھیم علیہ السلام پر۔ پھر مجھ پر سلام پڑھو۔ (آیت شریفہ میں درود و سلام پڑھنے کی ترتیب بھی اسی طرح ہے)۔

● حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ مؤمن حضرت محمد ﷺ پر درود یوں عرض کرتا ہے

(۱۰) اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ ترجمہ: اے اللہ انہیں قیامت کے دن اپنے قریب ٹھکانے میں اتار۔ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ۔ تو اس کے لئے میری شفاعت ثابت و ضروری ہو گی (مشکوۃ بحوالہ احمد)

● حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا درود یوں پڑھو

(۱۱) اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ اِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ۔ اَللّٰھُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَّغْبِطُهٗ فِيْهِ الْاَوَّلُوْنَ وَ الْاٰخِرُوْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاھِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاھِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاھِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ ترجمہ: اے اللہ! نازل کر درود اپنا اور رحمت اپنی اور برکتیں اپنی رسولوں کے سردار اور پرہیزگاروں کے امام اور نبیوں کے ختم کرنے والے حضرت محمد ﷺ پر جو آپ کے بندہ اور آپ کے رسول ہیں اور بھلائی کے امام اور خیر کے قائد ہیں اور رسول رحمت ہیں۔ اے اللہ! مبعوث فرما ان کو مقام محمود پر کہ رشک کریں اس پر پہلے اور پچھلے۔

● حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو حوض مصطفی ﷺ سے پورا اعلی ذائقہ دار پیالا پینا چاہے (تو وہ ہمیشہ بکثرت قلب صافی کے ساتھ) یوں کہے

(۱۲) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَمُحِبِّيْهِ وَاُمَّتِهٖ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ (شرح شفاء، ج ۲، ص ۱۳۲)۔ ترجمہ: اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر اور ان کے صحابہ پر اور ان کی اولاد اور ان کی بیویوں اور ان کی ذُریت اور ان کے گھر والوں اور ان کی سسرال والوں اور ان کے مددگاروں (مہاجرین وانصار) اور ان کی پیروی کرنیوالوں اور ان کے محبت کرنیوالوں (علماء اخیار و

صلحاء ابرار) اور ان کی امت (نیک و بد ایماندار) پر اور ان کے ساتھ ہم پر اے سب مہربانی کرنیوالوں سے زیادہ مہربانی کرنیوالا۔

● امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

(۱۳) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاھِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاھِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(۱۴) اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاھِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاھِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاھِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(۱۵) اَللّٰھُمَّ وَتَرَحَّمْ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاھِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاھِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ وَتَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى اِبْرَاھِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاھِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(۱۶) اَللّٰھُمَّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاھِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاھِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ (الشفاء، ج ۲)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا محمد ﷺ اور آل سیدنا محمد ﷺ پر درود نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراھیم اور حضرت ابراھیم کی اولاد پر درود نازل فرمایا۔ بیشک تو ہی قابل تعریف بزرگ ہے۔ اے اللہ! سیدنا محمد ﷺ اور سیدنا محمد ﷺ کی اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے سیدنا ابراہیم اور سیدنا ابراھیم کی اولاد پر برکت نازل فرمائی۔ بیشک تو لائق تعریف بزرگ ہے۔ اے اللہ! رحمت بھیج سیدنا محمد ﷺ اور سیدنا محمد ﷺ

کی اولاد جس طرح تو نے رحمت بھیجی حضرت ابراہیم اور حضرت ابراہیم کی اولاد پر۔ اے اللہ محبت آمیز شفقت محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور حضرت ابراہیم کی اولاد پر محبت آمیز شفقت فرمائی۔ بیشک تو قابل تعریف بزرگ ہے۔ اے اللہ! سلام بھیج سیدنا محمد ﷺ اور سیدنا محمد ﷺ کی اولاد پر جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور حضرت ابراہیم کی اولاد پر سلام بھیجا۔ بیشک تو قابل تعریف بزرگ ہے۔

(۱۷) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا محمد ﷺ پر صلوٰۃ نازل فرما اور آل سیدنا محمد ﷺ پر جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر صلوٰۃ نازل فرمائی۔ بے شک تو حمد کیا ہوا بزرگ ہے۔ اے اللہ! سیدنا محمد ﷺ پر برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک تو حمد کیا بزرگ ہے۔

● حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ (اس وقت) ہم سعد بن عبادہ کی مجلس میں تھے۔ بشیر بن سعد نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود شریف بھیجنے کا حکم دیا (تو بتائیے) ہم آپ پر کس طرح درود شریف بھیجیں۔ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ کچھ دیر خاموش رہے حتی کہ ہم نے خیال کیا انہوں نے آپ سے پوچھا ہی نہیں۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اس طرح کہو

(۱۸) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (جامع ترمذی ابواب وتفسیر، سورۃ الاحزاب)۔ ترجمہ: اے اللہ! حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر اس طرح رحمت بھیج جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر رحمت نازل فرمائی۔ اور برکت نازل فرما محمد ﷺ اور ان کی آل پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم پر جہانوں میں۔ بیشک تو تعریف والا بزرگ و برتر ہے۔ اور سلام اسی طرح پڑھو جس طرح تمہیں سکھایا گیا۔

(۱۹) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ (باب الصلوٰۃ علی النبی کتاب الدعوات صحیح البخاری)۔ ترجمہ: اے اللہ! سیدنا محمد ﷺ پر صلوٰۃ نازل فرما جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں جیسے تو نے ابراہیم علیہ السلام پر صلوٰۃ نازل فرمائی اور سیدنا محمد ﷺ پر برکت نازل فرما اور آل سیدنا محمد ﷺ پر برکت نازل فرما جیسے تو نے حضرت ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی۔

● ابومحمد بن ابی زید رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے جو درود نقل کیا ہے وہ یہ ہے

(۲۰) اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدًا کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ (شفاء)۔

ترجمہ: اے اللہ! رحم فرما حضرت محمد ﷺ پر اور آل حضرت محمد ﷺ پر جیسے تو نے رحمت فرمائی حضرت ابراھیم پر اور حضرت ابراھیم کی آل پر۔

(۲۱) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ

حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ صَلٰوةُ اللّٰهِ وَصَلٰوةُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ (جزب القلوب بحوالہ دارقطنی)۔ ترجمہ: اے اللہ! محمد ﷺ اور ان کے گھر والوں پر رحمت نازل فرما جیسا تو نے ابراہیم علیہ السلام پر رحمت نازل فرمائی۔ بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! ہم پر ان کے ساتھ رحمت نازل فرما۔ اے اللہ! برکت نازل فرما محمد ﷺ اور ان کے گھر والوں پر جیسا برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر۔ بیشک تو تعریف کیا بزرگی کے لائق ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما ہم پر ان کے ساتھ۔ اللہ کی رحمت ایمانداروں کا درود نبی امی محمد پر ہو۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ وَاَصْحَابِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ (ﷺ)

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔۔۔ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

سلام کے مسنون صیغے

حکم خداوندی کے مطابق درود شریف کی طرح سلام پڑھنے کا بھی حکم دیا گیا ہے اور اس کے بھی متعدد صیغے ہیں جو مختلف الفاظوں سے مروی ہیں۔ چند صیغے یہاں لکھے جاتے ہیں

● حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جب نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تو کہتے اللہ کے بندوں کی طرف سے اللہ پر سلام ہو، جبریل

پر سلام ہو، میکائیل پر سلام ہو۔ جب نبی ﷺ پھرے (آپ نے سلام پھیرا) تو اپنے چہرے پاک سے ہماری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ نہ کہو کہ اللہ پر سلام ہو کیونکہ اللہ تو خود سلام (نقائص سے پاک سلامتی دینے والا) ہے۔ جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو یوں کہے

(۱) اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (بخاری کتاب الصلوۃ باب التشہد)

ترجمہ: اللہ ہی کے لئے ہیں تمام قولی عبادتیں اور بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں۔ اے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اسی تشہد کو امام اعظم ابوحنیفہ اور امام احمد نے ترجیح دی ہے۔ اس کو تشہد عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں اور یہی نماز میں پڑھا جاتا ہے۔

● حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں التحیات ایسے سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی سورت سکھاتے تھے اور فرماتے تھے

(۲) اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَةُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (بخاری ومسلم)۔

ترجمہ: اللہ ہی کے لئے ہیں تمام قولی عبادتیں، بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں۔ اے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اس تشہد کو امام شافعی نے اختیار کیا ہے۔

● حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں اس طرح تشہد پڑھتے تھے

(۳) بِسْمِ اللّٰهِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ شَهِدْتُّ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَشَهِدْتُّ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (مؤطا)۔ ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ ساری عبادات قولیہ اللہ کے لیے ہیں، ساری عبادات بدنیہ اللہ کے لئے ہیں، ساری پاکیزہ عبادات اللہ کے لئے ہیں۔ سلام ہو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں ہوں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں نے گواہی دی کہ بلا شک سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے اسی سلام کو اختیار کیا ہے۔ اور اس میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ کی بجائے اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ مذکور ہے۔

● حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نماز میں یہ تشہد پڑھا کرتی تھیں

(۴) اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ

الصَّالِحِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ (مؤطا)۔ ترجمہ: ساری عبادات قولیہ، مالیہ، اور عبادت بدنیہ اور ساری پاکیزگیاں اللہ کے لیے ہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

(۵) اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوٰتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ ۔ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔ سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (نسائی)۔

ترجمہ: ساری بابرکت عبادت قولیہ، عبادات مالیہ، عبادات بدنیہ، پاکیزگیاں اللہ کے لیے ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ بیشک سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

● حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے تھے جیسے ہمیں قران کی سورت سکھاتے

(۶) بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبٰتُ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ اَسْأَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ

وَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ (نسائی)۔ترجمہ:اللہ کے نام سے شروع اور اللہ سے۔تحیات اور نمازیں اور پاکیزگیاں اللہ کے لئے ہیں۔اے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو۔میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اللہ سے میں جنت مانگتا ہوں اور آگ سے رب کی پناہ مانگتا ہوں۔

امام نووی علیہ رحمہ نے اپنے اذکار میں فرمایا کہ بخاری ونسائی نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اَلتَّحِيَّاتُ میں بسم اللہ کا اضافہ صحت سے ثابت نہیں ہے (اشعۃ)

(۷) اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (نسائی)۔ترجمہ: ساری عبادات قولیہ،عبادت بدنیہ،عبادت مالیہ اللہ کے لئے ہیں۔آپ پر سلام اے نبی ﷺ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ﷺ ہیں۔

(۸) اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه۔ اَلسَّلَامُ عَلَينَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (نسائی) ترجمہ: تمام عبادات قولیہ،مالیہ،بدنیہ اللہ ہی کے لئے ہیں۔اے نبی ﷺ آپ پر سلام

اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور شہادت دیتا ہوں کہ سیّدنا محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ﷺ ہیں۔

(۹) اَلتَّحِيَّاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ (طحاوی)۔ترجمہ: تمام عبادات قولیہ،بدنیہ اللہ کے لئے ہیں۔سلام ہو آپ پر اے نبی ﷺ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

(۱۰) بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَاۤءِ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَاهْدِنِيْ (طبرانی)۔ترجمہ:اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ ہی کی توفیق سے جو سارے ناموں میں سب سے بہتر نام ہے۔ساری عبادات قولیہ،عبادات مالیہ،عبادات بدنیہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔اور گواہی دیتا ہوں کہ بلاشک سیّدنا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔آپ ﷺ کو حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا (فرمانبرداروں کے لئے) اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا (نافرمانوں کے لئے)۔اور میں اس بات کی گواہی بھی دیتا ہوں کہ قیامت آنے والی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے۔سلام ہو آپ پر اے نبی ﷺ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔اے اللہ میری مغفرت فرما اور مجھ کو ہدایت دے۔

(۱۱) بِسمِ اللهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِ اللهِ (مستدرک حاکم)۔ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور سلام ہو اللہ کے رسول ﷺ پر۔

خیال رہے کہ یہ درود و سلام کے صیغے جو تحریر کئے ہیں اگرچہ نماز کے متعلق ہیں مگر نماز سے باہر بھی ان کا پڑھنا جائز اور باعث ثواب ہے۔

علامہ علی قاری کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ کے ماتحت لکھتے ہیں وَھُوَ مُطْلَقٌ یَشْمِلُ حَالَ الصَّلٰوۃِ وَغَیْرِھَا (شرح شفا، ج۲،ص۱۲۲)۔یہ سلام مطلق نماز میں اور نماز سے خارج بھی پڑھنا جائز ہے۔

سلام کے صیغے اور کلمات اور بھی نقل کئے گئے مگر نماز میں پڑھنے کا جس سلام کا حکم دیا گیا ہے وہ ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ ۔اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللهِ الصّٰلِحِیْنَ (الشفاء)

سلام کے صیغوں میں معمولی سا لفظی اختلاف پایا جاتا ہے (۱) اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ (۲) اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَۃُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔اس کو امام مالک نے اپنی مؤطا میں روایت کیا ہے۔(۳) ایک اور روایت میں ہے سَلَامٌ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔اس کو نسائی نے روایت کیا اور اس میں السّلام کی بجائے سلام ہے۔

حضرت ابن عباس والے تشہد میں سلام کا ذکر بطور نکرہ آیا ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ الف لام سے سلام زیادہ فصیح و بلیغ ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں لام استغراق جنس کے لئے ہے۔علاوہ ازیں السلام کا یہ لفظ قرآن مجید کے بھی زیادہ مطابق ہے اس لئے کہ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی (سورہ طٰہٰ:۴۷)۔ترجمہ: اور جو ہدایت کی بات مانے اس کو سلام۔اور فرمان الٰہی ہے وَالسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا (سورہ مریم:۳۳)۔ترجمہ: اور سلام ہو مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا۔اور جس دن میں مروں اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں۔

اور درود و سلام کے صیغے جو احادیث مبارکہ میں منقول ہیں ان کو اسی طرح پڑھنا چاہیے۔ان میں کمی بیشی کرنا درست نہیں ہے۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

ہر فکر اور رنج کو دور کرنے کیلئے دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ ۔مَاضٍ فِیَّ حُکْمُکَ ۔عَدْلٌ فِیَّ قَضَاؤُکَ ۔اَسْئَلُکَ بِکُلِّ اِسْمٍ ھُوَ لَکَ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَکَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ کِتَابِکَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِنْ خَلْقِکَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ بَصَرِیْ وَجِلَآءَ حُزْنِیْ وَذَھَابَ ھَمِّیْ وَغَمِّیْ ۔صَلَّی اللهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ (حصن حصین وغیرہ)۔ترجمہ: اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں اور تیری بندی کا بیٹا ہوں۔اور میری پیشانی تیرے قبضہ قدرت میں

ہے۔ تیرا فیصلہ جو میرے بارے میں ہے وہ نافذ ہے۔ تیری قضا میرے بارے میں سراپا عدل ہے۔ تیرے ہر اس نام کے واسطہ سے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں جو اپنا نام تو نے خود رکھا، یا جو نام تو نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا، یا اپنی کسی مخلوق کو سکھایا، یا جسے تو نے اپنے علم غیب میں اپنے پاس محفوظ فرمایا۔ میں سوال کرتا ہوں کہ تو قرآن کو میرے دل کی بہار بنادے اور میری آنکھوں کا نور بنادے اور میرے رنج کے دور ہونے اور میری فکر وغم کے چلے جانے کا ذریعہ بنادے۔ اللہ رحمت نازل فرمائے ساری مخلوق سے بہتر ہمارے سردار محمد ﷺ پر اور ان کی آل وصحابہ پر اور سلام

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

کیا سلام کے بغیر درود پڑھنا مکروہ ہے

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اذا صلی علی النبی ﷺ فلیجمع بین الصلاۃ والتسلیم، فلا یقتصر علی احدھما۔ فلا یقول صلی اللہ علیہ فقط، ولا علیہ السلام فقط، وھذا الذی قالہ منتزع من ھذہ الآیۃ الکریمۃ، وھی قولہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا، فالاولی ان یقال صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما (تفسیر ابن کثیر، ج ۵)۔ کہ حضور ﷺ پر درود بھیجتے وقت صلوٰۃ سلام دونوں ایک ساتھ بھیجے جائیں۔ صرف ایک پر اکتفا کرتے ہوئے نہ صرف صلی اللہ علیہ کہنا چاہیے اور نہ صرف علیہ السلام۔ یہ قول اسی آیت صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (تم ان پر درود پڑھو اور خوب سلام بھیجو) سے ماخوذ ہے۔ بہتر یہی ہے کہ یوں کہا جائے صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا۔

اور درود کے صیغوں کے ساتھ سلام کے جملے ملا لینے چاہیے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دھلوی لکھتے ہیں جو درود سلام کے ذکر سے خالی ہے اس میں یہ کلمہ ملالے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ (سلام ہو آپ پر اے نبی کریم اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں) اس لئے کہ صلوۃ کا ذکر بغیر سلام کے اکثر علماء کے نزدیک مکروہ ہے۔ یہ مسئلہ ماخوذ ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (اے ایمان والو درود بھیجو ان پر اور خوب سلام بھیجو)۔ اگرچہ بعض علماء کو اس کی کراہت میں کلام ہے لیکن خلاف اولیٰ ہونا تو متفق علیہ ہے۔

آنحضرت ﷺ نے سلام کا تذکرہ جو بعض درودوں میں صلوۃ کے ساتھ نہیں فرمایا ہے وہ اس لئے ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اس بات کے جاننے والے تھے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ صحابہ کی ایک جماعت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے آپ ﷺ پر سلام بھیجنے کا طریقہ سیکھ لیا۔ اس سے مراد وہ سلام ہے جو تشہد میں پڑھتے ہیں۔ اب آپ ﷺ کے اوپر صلوۃ کس طرح بھیجیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پڑھو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ الحدیث۔ اور اسی طرح محض سلام پر بس کر دینا بھی مکروہ ہے یا خلاف اولیٰ ہوگا۔

اکثر عجمی مصنفوں کا قاعدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ذکر میں علیہ السلام پر اکتفا کرتے ہیں لیکن اہل عرب کی کتب میں یہ بات بہت کم ہے جو مصنفین متقدمین میں ہے۔ اور متاخرین کا اتفاق ہوگیا ہے کہ وہ ﷺ لکھتے ہیں۔ یہ نہایت ہی مختصر اور مقصود کا ادا کر دینے والا ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اختصار سے مراد وعلی الہ کا ذکر کرنا ہے اور اس کلمہ کو

بولنے میں اور لکھنے میں زائد کر دینا بہت اچھا اور اولیٰ ہے جیسا کہ بعض نسخوں میں لکھا ہوا دیکھا گیا ہے اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دعا کرنا تمام آل واصحاب اور جمیع مؤمنین کو شامل ہے (جذب القلوب)

بعض حدیثوں میں صرف صلوٰۃ پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ اور بعض حدیثوں میں سلام کا ذکر آیا ہے۔ تو کیا سلام کے بغیر درود یا درود کے بغیر سلام پڑھنا مکروہ ہے؟ اس بارے میں دو مسلک ہیں: (۱) ایک مسلک یہ ہے کہ صرف صلوٰۃ پڑھنا یا صرف سلام پڑھنا مکروہ ہے۔ دونوں کو ملا کر پڑھنا چاہیے۔ (۲) دوسرا مسلک یہ ہے کہ انفرادی طور پر پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ لیکن سب سے افضل، بہتر اور اکمل المکمل یہی ہے کہ صلوٰۃ وسلام ملا کر پڑھا جائے۔

ملا علی قاری لکھتے ہیں فدل علی انہما عبادتان مستقلتان لا یکرہ انفراد احداھما، وان کان الاولی والافضل جمعھما (مجموعہ رسائل ملا علی قاری، ج ۳، ص ۳۰۹)۔ دلائل اس بات پر ہیں کہ بیشک درود وسلام پڑھنا دونوں مستقل عبادتیں ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا پڑھنا انفرادی طور پر مکروہ نہیں ہے۔ بہتر اور افضل دونوں کو جمع کرنا ہے۔

شیخ برھان الدین ابراھیم القانی مالکی (متوفی سنہ ۱۰۴۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی صَلَاتِہٖ   ثُمَّ سَلَامُ اللّٰہِ مَعَ صَلَاتِہٖ

(جھرۃ التوحید)

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے اس کی بخشش اور نعمتوں کی عطا پر، پھر اللہ کی طرف سے سلام ہو اس کے درود کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

اس شعر میں صلوٰۃ وسلام دونوں کو جمع کیا ہے۔ سلام کا ذکر پہلے اور صلوٰۃ کا ذکر بعد میں لایا گیا ہے وزن شعری کی وجہ سے۔

شیخ عطار پندنامہ میں فرماتے ہیں:

ہر دم از ما صد درود صد سلام   بر رسول وآل واصحابش تمام

ترجمہ: ہماری طرف سے سینکڑوں درود اور سلام رسول اللہ پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ پر۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دعاء رحمت اور دعاء مغفرت کرنا جائز ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقولہ صلوٰۃ کے بعض صیغوں میں اَللّٰھُمَّ تَرَحَّمْ (اے اللہ بہت مہربانی فرما)، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ عَلَی مُحَمَّدٍ (اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحم فرما)، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ مُحَمَّدًا (اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحم فرما) کے دعائیہ کلمات مذکور ہیں۔ تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دعائے مغفرت اور دعائے رحمت کرنا چاہیے یا نہیں؟

حضرت قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کلمات کے علاوہ کسی مشہور مرفوع حدیث میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

امام ابو عمرو بن عبدالبر رحمہ اللہ وغیرہ کا مذھب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے دعائے رحمت نہیں مانگنی چاہیے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے صرف درود وبرکت کی دعا مانگنی چاہیے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خاص ہے۔ البتہ دوسروں کے لئے رحمت ومغفرت کی دعا مانگنی چاہیے (الشفاء)

بعض علماء کہتے ہیں رحمت ومغفرت کی دعا آپ کے لئے کرنا جائز ہے۔ایک تو اس کی ممانعت نہیں۔دوسرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت پر عمل کرتے ہوئے **وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ** (سورہ محمد) دن میں ستر سے زیادہ مرتبہ استغفار فرماتے تھے۔بعض روایات میں آتا ہے کہ سو مرتبہ استغفار فرماتے تھے(شرح الشفاء، ج ۲،ص ۱۳۴)

علامہ علی قاری لکھتے ہیں کہ میں نے شمائل ترمذی میں دیکھا **اَنَّ وَاحِدًا مِنَ الصَّحَابَةِ قال له علیه الصلوۃ والسلام غَفَرَ اللهُ لَكَ وَقَالَ وَلَكَ** (شرح الشفا، ج ۲، ص ۱۳۴) کہ بیشک کسی صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا اللہ آپ کو بخشے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا اور اللہ تمہیں بھی بخشے۔

نعم هذا هو الاولی ولکن لاجل النهی یحتاج الی دلیل مثبت للدعوی (شرح الشفاء، ج ۲،ص ۱۳۴)۔ہاں بہتر یہی ہے کہ آپ پر درود وسلام ہی پڑھا جائے، دعا بخشش نہ مانگی جائے لیکن عدم مغفرت ورحمت کی دعا کے متعلق مثبت دلیل کی حاجت ہے(جو نہیں پائی گئی)۔

علامہ علاء الدین ابوبکر الکاسانی (متوفی ۵۸۷ھ) لکھتے ہیں اکثر مشائخ کے نزدیک اس میں **وارحم محمد** (اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحم فرما) کہنا مکروہ نہیں جب کہ بعض نے اسے مکروہ بتلایا ہے۔ان کا یہ خیال ہے کہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں وہم ہو سکتا ہے کہ شاید (معاذ اللہ) آپ نے اطاعت خداوندی میں کوئی کوتاہی کی ہے اس لیے کہ جب کسی کی تقصیر کا ذکر آتا ہے تو کہتے ہیں اللہ اس پر رحم فرمائے۔

تاہم صحیح قول یہ ہے کہ مکروہ نہیں اس لیے کہ آدمی خواہ کتنا ہی بلند مرتبہ ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ

کی رحمت سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔لہذا یہ کہنا مکروہ نہیں جیسا کہ ایک روایت ہے کہ ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا کہ کوئی شخص محض اپنے عملوں کے ساتھ جنت میں نہیں جائے گا تاوقتیکہ اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل نہ ہو جائے۔پوچھا گیا کہ کیا آپ بھی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔فرمایا کہ ہاں میں بھی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے۔

اس کا مزید ثبوت یہ ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے یہ کہنا جائز ہے کہ اے اللہ تو حضرت محمد پر درود نازل فرما حالانکہ درود (صلاۃ) درحقیقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے نزول رحمت سے ہی عبارت ہے تو یہ کہنا بھی جائز ہوگا کہ اے اللہ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحم فرما (بدائع الصنائع کتاب الصلوۃ)۔

علامہ سید محمود آلوسی رقمطراز ہیں **وهو الذی امیل الیه، وان کان الدعاء بمغفرة لا یستلزم وجوب ذنب، بل قد یکون بزیادة درجات کما یشیر الیه استغفاره علیه الصلاة والسلام فی الیوم واللیلة مائة مرة، و کذا الدعاء بها للمیت الصغیرة فی صلاة الجنازة. ومثل ذلك فیما یظهر عفا الله تعالیٰ عنه وان وقع فی القرآن فان الله تعالیٰ له ان یخاطب عبده بما شاء** (روح المعانی، ج ۲۱،ص ۴۶۳) (واللہ اعلم)۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اصحاب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا

سوال: صلوۃ کے صیغوں میں آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل ابراھیم پر درود بھیجنے کا حکم دیا گیا مگر صحابہ پر درود بھیجنے کا ذکر نہیں یعنی **وعلی اصحاب محمد** نہیں آیا ہے۔صرف تبعاً ہی خارج از

صلوٰۃ درود پڑھا جاتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: آل کا لفظ اتنا جامع ہے کہ اس کا اطلاق آل اور صحابہ پر درست ہے اس لئے ایک معنی کے اعتبار سے ساری امت مسلمہ کو شامل ہے کیونکہ آل نبی وہ لوگ ہیں جو نبی ﷺ کی پیروی کرتے ہیں اور قرآن کریم میں لفظ آل اسی معنی میں آیا ہے۔ لہٰذا آل محمد ﷺ پر جب درود پڑھا گیا تو صحابہ پر بھی پڑھا گیا کیونکہ صحابہ آل میں داخل ہیں۔ اس لئے صحابہ کرام پر صراحتاً درود پڑھنے کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اور جب روافض نے صحابہ کرام کو صلوٰۃ سے خارج ماننا شروع کیا تو اہل سنت نے ان کی تردید کی خاطر صحابہ کرام کے لفظ کا صراحتاً اضافہ کر دیا۔ اسی لئے اہل سنت و جماعت یوں درود پڑھتے ہیں۔

ہر دم از ما صد درود و صد سلام ☆ بر رسول و آل و اصحابش تمام

علامہ عبدالعزیز پرھاروی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

اِنَّ الشِّیْعَةَ زَعَمُوْا اَنَّ ذِکْرَ الْاَصْحَابِ بِدْعَةٌ لَمْ یُنْقَلْ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ۔ وَالْجَوَابُ عِنْدِیْ بِوَجْهَیْنِ اَحَدُهُمَا اِنَّهُمْ مِنَ الْآلِ عَلَی الْمَذْهَبِ الْمُخْتَارِ وَلٰکِنْ لَمَّا شَاعَ فِی الْعَامَّةِ تَفْسِیْرُ الْآلِ بِاَهْلِ الْبَیْتِ وَالْاَوْلَادِ ظَهَرَ مِنَ الشِّیْعَةِ سَبُّ الصَّحَابَةِ۔ صَرَّحَ اَهْلُ السُّنَّةِ بِذِکْرِهِمْ عَلَی التَّخْصِیْصِ بَعْدَ التَّعْمِیْمِ اِظْهَارًا لِلْحَقِّ۔

الثَّانِیْ اِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَیْهِمْ مَاْثُوْرَةٌ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَکِّیْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَیْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَکَنٌ لَّهُمْ (سورۃ توبہ: ۱۰۳)۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا اَتَاهُ قَوْمٌ

بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی آلِ فُلَانٍ فَاَتَاهُ اَبِیْ بِصَدَقَةٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی (بخاری)۔ وَلٰکِنْ جَعَلْنَا الصَّلٰوةَ عَلَیْهِمْ تَبَعًا لِلصَّلٰوةِ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ لِمَا تَقَدَّمَ۔

بَقِیَ هُنَا بَحْثٌ وَهُوَ اِنَّ بَعْضَ الْفُضَلَاءِ ذکر فی نکتة تَصْلِیَّةِ اَنَّ الصَّلٰوةَ عَلَی الْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ وَسِیْلَةٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ وَالصَّلٰوةُ عَلَیْهِ وَسِیْلَةٌ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی وَاَوْرَدَ عَلَیْهِ اِنَّ الْوَسِیْلَةَ یَنْبَغِیْ اَنْ تَقَدَّمَ وَاُجِیْبَ بِاَنَّهَا مُقَدَّمَةٌ ذِهْنًا وَاِنْ لَمْ تَقَدَّمْ ذِکْرًا (نبراس، ص ۱۰)

ترجمہ: شیعہ کہتے ہیں کہ صلوٰۃ علی النبی ﷺ کے موقع پر اصحاب کا ذکر کرنا بدعت ہے اس لئے کہ نبی ﷺ سے اس موقع پر اصحاب کا ذکر ثابت نہیں ہے۔ ان کے اس قول کے دو جواب ہیں۔

جواب: (۱) مختار قول یہ ہے کہ صحابہ کرام بھی آل میں داخل ہیں اور آل پر درود بھیجنا حدیث سے ثابت ہے۔ اس پر سوال ہوگا کہ جب اصحاب آل میں داخل ہیں تو مصنفین آل کے بعد اصحاب کا ذکر دوبارہ کیوں کرتے ہیں؟ جواب اس کا یہ ہے کہ عام لوگوں میں اور اکثر لوگوں میں آل کی تفسیر اہل بیت اور اولاد کے ساتھ کرنا مشہور ہے اور پھر شیعہ کی طرف سے سَبِّ صحابہ (برا کہنا) کا ظہور ہوا تو اظہار حق کے لئے تخصیص بعد التعمیم کے طور پر اہل السنۃ والجماعۃ نے آل کے بعد اصحاب کے ذکر کی تصریح کی ہے۔

(۲) شیعہ کا یہ کہنا کہ صلوٰۃ علی اصحاب النبی ﷺ ثابت نہیں غلط ہے۔ قرآن اور احادیث میں صلوٰۃ علی الاصحاب منقول ہے۔ پارہ گیارہ (سورۃ توبہ) میں حق تعالیٰ کا قول

ہے کہ ان کے مالوں سے صدقہ لو جس کے ساتھ انہیں سُتھرا کرو اور انہیں پاک کرو اور ان پر صلوٰۃ پڑھو۔ بیشک آپ کی صلوٰۃ (دعا) ان کے لئے موجب سکون ہے۔

اسی طرح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی قوم نبی ﷺ کے پاس اپنی زکوٰۃ وصدقہ لے کر آتی تو آپ انہیں دعا دیتے ہوئے فرماتے اللھم صلی علی آل فلان۔ تو ایک موقع پر میرے والد اپنا صدقہ آپ کے پاس لے کر آئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰٓی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی (اے اللہ ابی اوفی کی اولاد پر درود نازل فرما)۔ اس پر سوال یہ ہوگا کہ پھر مستقلاً صلوٰۃ علی الاصحاب سے تم کیوں روکتے ہو۔ اس کی وجہ پہلے گزر چکی ہے۔

بعض علماء نے صلوٰۃ علی النبی اور صلوٰۃ علی الآل والاصحاب کا ایک نکتہ بیان کیا ہے۔ وہ یہ کہ صلوٰۃ علی النبی اللہ تعالیٰ کے قرب کا وسیلہ ہے۔ اور صلوٰۃ علی الآل والاصحاب نبی کریم ﷺ کے قرب کا وسیلہ ہے۔ اس لئے تحمید کے بعد صلوٰۃ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس پر اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ وسیلہ تو مقدم ہوتا ہے اور یہاں ایسا نہیں ہے جیسا کہ واضح ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں وسیلہ اگرچہ ذکر میں مقدم نہیں ہے کیونکہ تحمید صلوٰۃ علی النبی سے مقدم ہے اور صلوٰۃ علی النبی صلوٰۃ علی الآل سے مقدم ہے لیکن وسیلہ ذہن میں مقدم ہے۔

صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کے امت پر بہت سے احسانات ہیں۔ اس لئے تبعا ان پر بھی صلاۃ وسلام پڑھنا چاہیے۔ اہل بیت نجات کی کشتی ہیں۔ اور صحابہ نور نبوت کے ستارے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اہل بیت نجات کی کشتی اور صحابہ نبوت کے ستارے ہیں

علامہ نظام الدین الحسن نیشاپوری (متوفی ۷۲۸ھ) لکھتے ہیں قال بعض المذکرین ان النبی ﷺ قال مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِیْ کَمَثَلِ سَفِیْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَ فِیْھَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا غَرَقَ۔ وعنہ ﷺ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ فنحن نرکب سفینة حب آل محمد ﷺ ونضع ابصارنا علی الکواکب النبوة اعنی آثار الصحابة لنتخلص من بحر التکلیف وظلمة الجهالة ومن امواج الشبه والضلالة (تفسیر غرائب القرآن، ج ۶ ص ۴۷)۔ علماء فرماتے ہیں کہ بیشک نبی ﷺ نے فرمایا میرے اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جیسی ہے۔ جو اس میں سوار ہوا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ ڈوب گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں۔ ان میں سے جس کی بھی تم پیروی کرو ہدایت پا جاؤ گے۔ اہل محبت کے سوار ہم اپنی نگاہوں کو نبوت کے ستاروں پر رکھتے ہیں یعنی آثار ونشانات پر تا کہ ہم سمندر کی تکلیف اور جہالت کی اندھیری اور شبہات اور گمراہی کی موجوں (لہروں) سے نجات پائیں۔

ہر دم از ما صد درود و صد سلام
بر رسول و آل و اصحابش تمام

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ

تشہد میں خطاب کی حکمت

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ (آپ پر سلام ہو اے نبی مکرم) خطاب کے صیغہ سے عرض کیا جاتا ہے۔

اس کے متعلق صاحب فتح الباری لکھتے ہیں **ویحتمل ان یقال علی طریق اھل العرفان ان المصلین لما استفتحوا باب الملکوت بالتحیات اذن لھم بالدخول فی حرم الحی الذی لا یموت فقرت اعینھم بالمناجاۃ فنبھوا علی ذلك بواسطة نبی الرحمة وبرکة متابعة فالتفتوا فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر فاقبلوا علیه قائلین السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته** (فتح الباری، ج ۲،ص ۲۵۰) کہ نمازی جب التحیات کی وجہ سے ملکوت کا دروازہ کھلواتے ہیں تو ان کو اس پروردگار کی درگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل جاتی ہے جو زندہ ہے، جس پر کبھی موت نہیں آتی۔ اس مناجات سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں اور انہیں آگاہ کیا جاتا کہ یہ جو کچھ ملا ہے بواسطہ نبی رحمت اور ان کی پیروی کی برکت ہی سے ملا ہے۔ جب اسی مقام پر وہ پہنچے تو انہوں نے نظر اٹھا کر جو دیکھا کہ حبیب حقیقی (اللہ تعالی) کے دربار میں حبیب کبریا ﷺ تشریف فرما اور حاضر ہیں اور حبیب کو اس مقام پر حاضر پا کر نمازی یہ تحفہ پیش کرتے ہیں کہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یہ تحقیق اس حدیث کی روشنی میں کی گئی ہے **ان تعبد الله کانك تراہ** (مشکوۃ)۔ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو (واللہ اعلم)

علامہ بدرالدین محمود عینی فرماتے ہیں

فنبھوا علی ان ذلك بواسطة نبی الرحمة وبرکة متابعته فاذا التفتوا فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر فاقبلوا علیه قائلین السلام

علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته (عمدۃ القاری، ج ۳،ص ۱۷۷)۔ اور خبردار کیا ہے کہ ان ہی کے وسیلہ اور برکت سے تمہاری یہاں تک رسائی ہوئی ہے تو انہوں نے نظر جو اٹھائی تو حبیب حق کو (حضور ﷺ) حریم حق میں جلوہ فگن پایا تو السلام علیک ایہا النبی کہتے ہوئے بارگاہ نبوی کی طرف متوجہ ہوئے۔

علامہ شہاب الدین احمد ابن حجر الہیتمی المکی لکھتے ہیں **وخوطبه مع ان سیاق التشھد یقتضی الغیبة لان المصلی لما استفتح باب الملکوت بالتحیات اذن له بالدخول فی حرم الٰهی الذی لا یموت فقرت عینه فنبه علی ان ذلك بواسطة نبی الرحمة وبرکة متابعة فالتفت فاذا الحبیب حاضر ثم فاقبل علیه قائلا السلام علیك الی اخرہ** (الدر المنضود، ص ۶۷، الطیبی شرح مشکوۃ)۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تشہد میں حکمت خطاب لکھتے ہیں ووجہ خطاب بآنحضرت بجہت ابقائے این کلام ست برانچہ دراصل بود کہ در شب معراج از جانب پروردگار تعالیٰ و تقدس بر آنحضرت ﷺ خطاب بسلام آمد پس آنحضرت در حین تعلیم امت نیز ہمان لفظ اصل گذاشت تا ایشان را مذکر آن حال گردد نیز آن ہمیشہ نصب العین مومنان وقرۃ العین عابدان است ودر جمیع احوال واوقات خصوصاً در حالت عبادت وآخر آن کہ وجود نورانیت وانکشاف درین محل بیشتر وقوی ترست وبعضے از عرفا گفتہ اند کہ این خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت در ذات مصلیان موجود وحاضر است پس مصلی باید کہ ازین معنیٰ آگاہ باشد وازین شہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت متنور و

فائض گردد (اشعۃ اللمعات فارسی، ج ۱ ص ۴۰۱، مسک الختام شرح بلوغ المرام ج ۱ ص ۲۴۴)۔

آنحضرت ﷺ کو یہاں مخاطب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کلام کو اپنی اصلی حالت پر رکھا گیا ہے کہ یہ کلام وگفتگو دراصل شب معراج کو پروردگار تعالیٰ وتقدس کی طرف سے آپ کے ساتھ کی گئی اور سلام کے ساتھ آپ کو مخاطب کیا گیا۔ تو آنحضرت ﷺ نے تعلیم کے وقت وہی اصل کلمات باقی اور قائم رکھے تا کہ امت کو وہ حال یاد دلایا جائے۔ نیز وہ حالت ہمیشہ کے لئے تمام حالات واوقات میں مومنوں کا نصب العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ خصوصاً حالت عبادت میں اور نماز کے آخر میں کہ نورانیت وانکشاف کا وجود اس مقام میں زیادہ اور قوی تر ہوتا ہے۔ اور بعض عارفین نے کہا کہ یہ خطاب السلام علیك ایها النبی اس بنا پر ہے کہ حقیقت محمدیہ ﷺ جملہ موجودات کے ذروں اور تمام افراد ممکنات میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ پس آنحضرت ﷺ نمازیوں کی ذوات کے درمیان حاضر وموجود ہوتے ہیں تو نمازی کو چاہیے کہ اس معنی وحقیقت سے آگاہ رہے اور مشاہدہ سے غافل نہ ہو تا کہ انوار قرب اور اسرار معرفت سے متنور اور فیضیاب ہو (اشعۃ اللمعات اردو، کتاب الصلوۃ، باب التشہد، ج ۲ ص ۲۵۸)۔

در راہ عشق مرحلہ قرب وبعد نیست — می بینمت عیاں ودعا می فرستمت

راہ عشق میں دور ونزدیک مرحلہ نہیں۔ میں تجھے بالکل عیاں اور ظاہر دیکھتا ہوں اور دعاؤں کے تحفے بھیجتا ہوں (مسک الختام شرح بلوغ المرام، ج ۱ ص ۲۴۴)

اور لمعات التنقیح میں لکھتے ووجه الخطاب لابقائه علیٰ ما ورد حین التعلیم و اصله فی لیلة المعراج خطاباً له ﷺ من ربه تعالیٰ و تقدس بعد تحیته

له تعالیٰ و یجوز ان یکون لکون ذاته الشریفة الکریمة نصب عین المومنین و قرة عین العابدین فی جمیع الاحوال و الاوقات خصوصاً حالة آخر الصلاة لحصول النورانیة فی القلب۔

و قال بعض العارفین ان ذلك لسریان الحقیقة المحمدیة فی ذرائر الموجودات و افراد الکائنات کلها فهو ﷺ موجود حاضر فی ذوات المصلین و حاضر عندهم فینبغی للمؤمن ان لا یغفل عن هذا الشهود عند هذا الخطاب لینال من انوار القلب و یفوز باسرار المعرفة صلی الله علیك یا رسول الله و سلم (لمعات التنقیح، ج ۳ ص ۴۵)۔

علامہ سید محمود آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں واما السلام الذی یقصد به الدعاء منا بالتسلیم من الله تعالیٰ علی المدعو له سواء کان بلفظ غیبة او حضور فهذا هو الذی اختص به ﷺ عن الامة. فلا یسلم علی غیره منهم الا تبعا کما اشار الیه التقی السبکی فی شفاء الغرام (روح المعانی، ج ۲۱ ص ۴۶۲)

شیخ عبدالحق محدث دھلوی اس سلام السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته (سلامتی ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور برکت) کے ماتحت لکھتے ہیں اگر گویند کہ خطاب حاضر بود وآنحضرت ﷺ دریں مقام نہ حاضر است پس توجیہ ایں خطاب چہ باشد جوابش آنست کہ چوں ورود ایں کلمہ دراصل یعنی شب معراج بصیغہ خطاب بود دیگر تغیرش نداوند وہماں گذاشتند (مکتوبات حضرت شیخ بحاشیہ اخبار الاخیار، ص ۳۱۶)۔

ترجمہ: اگر کہیں کہ خطاب تو حاضر کو ہوتا ہے اور آپ ﷺ اس مقام پر حاضر نہیں ہیں تو اس خطاب کی توجیہ کیا ہوگی؟ جواب اس کا یہ ہے کہ یہ کلمہ دراصل شب معراج میں بصیغہ خطاب وارد ہوا ہے اور اس کو اسی پر برقرار رکھا گیا اور اس میں کوئی تغیر نہ کیا گیا۔

یعنی اگر کوئی سوال کرے کہ اس جگہ خطاب تو حاضر کے صیغے سے ہے اور نبی علیہ السلام حاضر (جسمانی طور پر) نہیں تو پھر اس کا مطلب کیا ہوگا؟ جواب اعتراض کا یہ ہے کہ اصل میں وروداس کلمہ کا شب معراج میں ہوا ہے۔ اور اس وقت نبی علیہ السلام کے لئے خداوند کریم نے صیغہ حاضر سے خطاب فرمایا تھا۔ انہیں الفاظ کو بعینہٖ رکھا گیا ہے۔ اور مراد خطاب سے نبی علیہ السلام کا حاضر ہونا نہیں ہے۔ اسی اشکال کی وجہ سے بعض صحابہ کرام نے نبی علیہ السلام کی رحلت کے بعد ان الفاظ کو ترک کر دیا تھا مگر جب صحیح وجہ سمجھ میں آگئی تو انہیں الفاظ کو مناسب سمجھا گیا (مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مکتوب نمبر ۳۸)

اور اسی طرح بعض دیگر اعمال جو آپ ﷺ کے زمانہ میں کئے گئے وہ اسی حال پر باقی رکھے گئے جیسا کہ رمی جمار ہے کہ اس کی حکمت جو تھی کہ کفار کے سامنے اپنی طاقت اور قوت کا مظاہرہ کرنا تھا۔ وہ ضرورت ختم ہوگئی لیکن رمی جمار کا حکم باقی ہے۔

اور نماز میں یہ خطاب نبی ﷺ کے خصوصیات میں سے ہے۔ کسی اور کو نماز میں اس طرح خطاب نہیں کیا جا سکتا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

حرف ندا (یا) کا استعمال

السلام علیکم ایھا النبی میں اَیُّھَا النَّبِیُّ اصل میں یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ ہے۔

یا حرف ندا حذف کیا گیا ہے۔ اس کا معنی ہے اے نبی ﷺ۔

علامہ میر سید شریف علی جرجانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں بدانکہ ای و ہمزہ برائے نزدیک است وایا وھیا برائے دور و یا عام است (نحو میر)۔ کہ ہمزہ نزدیک کے لئے ہے۔ ایا وھیا دور کے لئے ہیں۔ اور یا عام ہے۔

کبھی حرف ندا کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ اصل میں یَا اَيُّهَا النَّبِيُّ تھا۔ مولانا عبدالرحمن جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں وَیَا اَعَمُّھَا اِسْتِعْمَالًا لِاَنَّھَا تُسْتَعْمَلُ نِدَاءَ الْقَرِيْبِ وَالْبَعِيْدِ (شرح الجامی، ص ۳۶۱)۔

علامہ رضی الدین لکھتے ہیں وماذکرہ المصنف اولی لا ستعمالھا فی القریب والبعید علی السواء ودعوی المجاز فی احدھما اولتاویل خلاف الاصل (شرح کافیہ، ج ۴، ص ۴۵۴)۔

بعض لوگ کہتے ہیں یا حاضر کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ لہٰذا یا اللہ کہنا چاہیے اور یا رسول اللہ کہنا جائز نہیں۔ تو ان حوالوں سے ان لوگوں کے خیال کی تردید ہو جاتی ہے اس لئے کہ یا حرف ندا قریب، بعید اور متوسط معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح درایۃ النحو میں ہے ای یقع للقریب والبعید (ص ۲۹۲) وَیَا یُسْتَعْمَلُ لِکُلِّ مُنَادِیٍ قَرِیْبًا کَانَ اَوْبَعِیْدًا اَوْمُتَوَسِّطًا (النحو الیسیر شرح النحو میر، ص ۹۳)۔ خلاصہ یہ ہے کہ یا حرف ندا ایسا حرف ہے کہ اس سے قریب اور دور دونوں کو پکار سکتے ہو۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دھلوی رحمہ اللہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں

خرابم در غم ہجر جمالت یارسول اللہ — جمال خود نما رحمی بجان زار شیدا کن

ترجمہ: یارسول اللہ آپ کے جمال کے ہجر کے غم میں برباد ہو گیا ہوں۔ اپنا جمال دکھائیں اس جان زار عاشق پر ذرا رحم فرمائیں۔

بہر صورت کہ باشد یارسول اللہ کرم فرما — بلطف خود سر و ساماں جمع بے سر و پا کن

ترجمہ: جیسے بھی ہو یارسول اللہ اپنے کرم سے نوازیں۔ اپنی عنایت سے اس بے یار و مددگار کو سرو ساماں بخشیں (اخبار الاخیار، ص ۳۲۳)

معلوم ہوا کہ یہ کہنا غلط ہے کہ حرف یا صرف حاضر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

حضرت حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ مسئلہ ندا غیر اللہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر مخاطب کا اسماع و سنانا مقصود ہے تو اگر تصفیہ باطن سے منادی کا مشاہدہ کر رہا ہے تو بھی جائز ہے اور اگر مشاہدہ نہیں کرتا لیکن سمجھتا ہے کہ فلاں ذریعہ سے اس کو خبر پہنچ جاوے گی اور وہ ذریعہ ثابت بالدلیل ہو تب بھی جائز ہے مثلاً ملائکہ کا درود شریف حضور اقدس میں پہنچانا احادیث سے ثابت ہے۔ اس اعتقاد سے کوئی شخص **الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ** کہے کچھ مضائقہ نہیں (فیصلہ ہفت مسئلہ، ص ۱۰)

نبی ﷺ کی بارگاہ میں یوں ندا کرتے ہیں

اے رسول کبریا فریاد ہے — یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
آپ کی الفت میں میرا یا نبی — حال یہ ابتر ہوا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل — اے مرے مشکل کشا فریاد ہے
چہرۂ تاباں کو دکھلا دو مجھے — تم سے اے نور خدا فریاد ہے
گردن و پا سے مرے زنجیر و طوق — یا نبی کیجئے جدا فریاد ہے

قید غم سے اب چھڑا دیجے مجھے — یا شہ ہر دوسرا فریاد
یا نبی احمد کو در پر لو بلا — اس لئے صبح و مسا فریاد ہے

(نالہ امداد غریب، ص ۲۲)

شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد نبوی میں داخل ہوتے تھے تو کہتے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَابَكْرٍ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَتِ۔ پھر آپ پھر جاتے اور اسی طرح صحابہ آپ ﷺ پر سلام بھیجتے تھے۔ وَيُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ مُسْتَقْبِلِي الْحُجْرَةِ مُسْتَدْبِرِي الْقِبْلَةِ (مناسک الحج والعمرۃ، ص ۷۲)۔ اور سلام کہتے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ۔ يَا نَبِيَّ اللهِ۔ يَا خِيَرَةَ اللهِ مِنْ خَلْقِهِ۔ يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ عَلٰى رَبِّهِ۔ يَا اِمَامَ الْمُتَّقِيْنَ۔ فَهٰذَا كُلُّهُ مِنْ صِفَاتِهِ بِاَبِيْ هُوَ وَاُمِّيْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وَكَذٰلِكَ اِذَا صَلّٰى عَلَيْهِ مَعَ السَّلَامِ عَلَيْهِ (مناسک الحج والعمرۃ، ص ۷۳)۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اجتہاد و تفرد

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے تشہد کی تعلیم دی اور اس وقت میری دونوں ہتھیلیاں آپ ﷺ کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھیں جس طرح آپ ﷺ نے مجھے قرآن مجید کی کسی سورت کی تعلیم دی تھی (اسی طرح تشہد سکھایا)۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّيِّبَاتُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ

اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ وَھُوَ بَیْنَ ظَھْرَانِیَا۔ فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا اَلسَّلَامُ یَعْنِی عَلَی النَّبِیِّ (بخاری کتاب الاستیذان، حدیث ۶۲۶۵)۔

ترجمہ: تمام قولی عبادتیں اور تمام بدنی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں۔ اے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں ہوں۔ ہم پر سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے درمیان تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات ہوگئی تو ہم نے کہا السلام یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر۔

اسی لئے سلفی (غیر مقلدین) تشہد میں حاضر کے صیغہ کو ضروری قرار نہیں دیتے۔ السلام علیک کی بجائے السلام علی النبی کہا جائے (عون الباری لحل ادلۃ صحیح البخاری، ج ۲ ص ۵۱، تیسیر الباری شرح صحیح البخاری، ج ۵، ص ۶۹۸)۔ ایسا کرنا درست نہیں ہے اس لئے کہ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود کا اپنا اجتھاد وتفرد ہے۔ اس کے علاوہ بھی بعض مسائل آپ کے تفردات سے ہیں۔ جس کی تفصیل نعمت الباری، ج ۱۳، ص ۲۱۴ پر ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی موجودگی میں صحابہ اکرام مختلف جنگوں اور جھادوں کے لئے دور دراز شہروں اور ملکوں کا سفر کیا کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان میں موجود نہیں ہوتے تو پھر بھی نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ پڑھا کرتے تھے اور اب بھی پڑھا جا رہا ہے۔ اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میری وفات کے بعد اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ

کے بجائے السلام علی النبی پڑھنا۔ تو یہ بات بھی واضح ہے کہ حرف یا صرف حاضر کے لئے نہیں بلکہ غائب کے لئے بھی بولنا جائز ہے۔

علامہ محمد عابد سندھی (۱۲۵۷ھ) لکھتے ہیں لا شك ان الشارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علمهم لفظ التشهد، وقد اشتمل على الخطاب، ولم يقل لهم انهم يخالفون ذلك اللفظ بعد وفاته، مع ان الموجب فی الاثبات بلفظ الغيبة كان موجودا فی زمانه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لغيبتهم عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الاسفار والمغازی والسرايا وغير ذلك، ولم ينقل عن احد منهم انه كان يتشهد بلفظ الغيبة فی تلك الحالات على ان عمر رضی اللہ عنہ علم الناس التشهد على المنبر فی ايام خلافته، فعلمهم بلفظ الخطاب كما اخرجه مالك فی المؤطا عن عبد الرحمن بن عبد القاری، و كذلك ما رواه القاسم بن محمد عن تشهد عائشة الذی كانت تشهد به، وذلك لا شك فيه انه بعد وفاة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، و كذلك ما رواه نافع ان ابن عمر كان يتشهد وفيه السلام عليك ايها النبی ورحمة اللہ وبركاته، و كل ذلك عند مالك فی المؤطا (المواہب اللطیفۃ شرح مسند الامام ابی حنیفۃ، ص ۴۴۰)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

باب چہارم: درود اور سلام پڑھنے کے مقامات واوقات

امام حافظ شمس الدین محمد سخاوی (متوفی ۹۰۲ھ) رحمہ اللہ نے القول البدیع میں صلاۃ و سلام پڑھنے کے اوقات ومقامات بہتر (۷۲) بیان کئے ہیں۔۔اور یہ نماز میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنے کے علاوہ ہیں۔ان میں سے بعض کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے:

(۱) وضو سے فارغ ہونے کے بعد درود شریف پڑھنا

(۲) تیمم اور غسل کے بعد درود شریف پڑھنا

(۳) نماز میں تشہد کے بعد صحابہ کرام کے دریافت کرنے پر صلاۃ پڑھنے کا حکم دیا تھا۔اس لئے نماز میں درود پڑھنا احناف کے نزدیک سنت ہے

(۴) نماز کے بعد درود شریف پڑھنا

(۵) اقامت کے وقت درود شریف پڑھنا

(۶) صبح اور مغرب کے وقت درود شریف پڑھنا

(۷) نیند سے بیدار ہو کر رات کی نماز کے قیام کے وقت درود شریف پڑھنا

(۸) نماز تہجد کے بعد درود شریف پڑھنا

(۹) ہفتہ اور اتوار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۱۰) سوموار اور منگل کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۱۱) خطبات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۱۲) میت کو قبر میں داخل کرتے وقت درود پڑھنا

(۱۳) رجب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۱۴) شعبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۱۵) اعمال حج اور قبر منور کی زیارت اور اس کے اعمال میں درود شریف پڑھنا

(۱۶) وصیت لکھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۱۷) نکاح کے خطبہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۱۸) صبح وشام اور سونے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۱۹) سفر کرنے اور سوار ہونے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۲۰) کسی دعوت یا بازار میں جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۲۱) گھر میں داخل ہوتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۲۲) رنج والم اور کرب وشدت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۲۳) فقر اور حاجت کے لاحق ہونے اور غرق ہونے کے وقت درود شریف پڑھنا

(۲۴) طاعون کے وقوع کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۲۵) کانوں کے آواز دینے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۲۶) پاؤں کے سن ہو جانے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۲۷) چھینک کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۲۸) جو شخص کوئی چیز بھول جائے تو اس کا درود شریف پڑھنا اور اس شخص کے لئے درود پڑھنا جسے بھولنے کا خوف ہو

(۲۹) کسی چیز کو عمدہ سمجھنے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۳۰) مُولی کھانے، گدھے کی آواز سننے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۳۱) گناہ کے ارتکاب کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۳۲) حاجت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۳۳) نماز حاجت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۳۴) تمام احوال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۳۵) جس پر تہمت لگائی گئی حالانکہ وہ بری ہو اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا

(۳۶) بھائیوں کے ملاقات کے وقت درود شریف پڑھنا

(۳۷) ختم قران کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۳۸) جہاں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے محفل منعقد ہو وہاں درود شریف پڑھنا

(۳۹) کلام کی ابتداء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۴۰) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۴۱) علم کے پھیلانے، وعظ ونصیحت کرنے، حدیث شریف پڑھنے کے وقت درود پڑھنا

(۴۲) فتویٰ لکھتے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا

(۴۳) دعاء قنوت کے آخر صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ پڑھنا (نورالایضاح)

(۴۴) نماز جنازہ میں دوسری تکبیر کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا

(۴۵) جمعہ عیدین، نماز استسقاء وغیرہ کے خطبوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا

(۴۶) آذان کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا۔

عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً

صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ فَاِنَّہَا مَنْزِلَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ لَا یَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللہِ تَعَالٰی وَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ھُوَ فَمَنْ سَأَلَ اللہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ عَلَیْہِ الشَّفَاعَۃُ (مسلم)۔

کہ جب مؤذن کی آذان سنو تو اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو۔ جو ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجے گا تو اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے وسیلہ کا سوال کرو کہ وہ جنت میں ایک مقام ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے کو ملے گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ میں وہ ہوں گا۔ جو میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ کا سوال کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔

صَلَّی اللہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ

دعاء وسیلہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے آذان سن کر آذان کے ختم ہونے اور اس کے جواب دینے کے بعد یہ دعا پڑھی تو قیامت کے دن مجھ پر اس کی شفاعت لازم ہوگی۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ آتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ۔ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ۔ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری)۔ ترجمہ: اے اللہ اس کامل دعا (اذان) کے مالک اور پروردگار اس نماز قائمہ کے (ہمارے سردار قائم) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطاء فرما۔ اور پہنچادے ان کو مقام محمود میں کہ وعدہ کیا ہے تو نے اس کا۔ اس (دعا پڑھنے والے) کے

لئے میری شفاعت واجب ہوگی قیامت کے دن۔

دعا مانگنے کے وقت درود پڑھنا چاہیے۔حضرت فضالہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دعا مانگتے ہوئے دیکھا کہ اس نے نہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کی اور نہ ہی نبی ﷺ پر درود بھیجا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس آدمی نے جلدی کی۔پھر آپ ﷺ نے اس کو بلا کر ان سے یا کسی سے فرمایا تم میں سے کوئی شخص دعا مانگے تو اسے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنا چاہیے، پھر نبی ﷺ پر درود بھیجنا چاہیے۔اس کے بعد جو دعا جائز امور کی مانگنا چاہے وہ مانگے (ابوداؤد، ترمذی، مشکوۃ)

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ

آذان کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنا

امام شمس الدین محمد سخاوی بن عبدالرحمن لکھتے ہیں کہ اذان دینے والوں نے صبح اور جمعہ کی اذان کے علاوہ پانچ فرائض کی اذان کے بعد رسول اللہ ﷺ پر صلاۃ وسلام شروع کر دیا۔صبح اور جمعہ کی اذانوں سے پہلے صلاۃ وسلام پڑھتے تھے مگر مغرب کی اذان کے بعد یا پہلے وقت کے تنگ ہونے کی وجہ سے صلاۃ وسلام نہ پڑھتے تھے۔اس کی ابتداء السلطان الناصر صلاح الدین ابوالمظفر یوسف بن ایوب کے زمانہ میں اس کے حکم سے ہوئی۔اس سے پہلے جب الحاکم بن العزیز (فاطمی) قتل ہوا تو اس کی بہن ست الملک نے حکم دیا کہ اس کے بیٹے الظاہر پر سلام پڑھا جائے۔تو اس پر السلام علی الامام الظاہر کے الفاظ سلام پڑھا جاتا تھا۔پھر تمام خلفاء پر سلام پڑھا جاتا رہا حتیٰ کی صلاح الدین مذکور نے اس کو بند کروایا اسے جزائے خیر عطا ہو۔

صلاۃ وسلام کے مستحب یا مکروہ یا بدعت یا مشروع ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے۔اس کے مستحب ہونے پر وَافْعَلُوا الْخَيْرَ (سورہ حج:۷۷) (ترجمہ: اور نیکی کرو) کے فرمان الٰہی سے استدلال کیا گیا ہے۔یہ بات معلوم ہے کہ صلاۃ وسلام اجل القربات سے ہے۔خصوصا احادیث اس پر برانگیختہ کرنے کے متعلق کثرت سے وارد ہیں مثلاً اذان کے بعد دعا کی فصل میں، رات کے تیسرے حصہ میں اور فجر کے قرب میں صلاۃ وسلام پڑھنے کا ذکر تاکید کے ساتھ گذرا ہے۔درست بات ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے۔صلاۃ وسلام پڑھنے والے کو اس کی حسن نیت کی وجہ سے اجر ملے گا۔پھر میں نے بعض تواریخ میں دیکھا کہ اوائل شعبان ۷۹۱ھ میں قاہرہ ومصر کے موذنوں کو یہ حکم دیا گیا کہ ہر اذان کے بعد الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ چند مرتبہ پڑھا کریں کیونکہ ایک عقیدت مند فقیر نے جمعرات کو عشاء کی اذان کے بعد نبی ﷺ پر درود وسلام کی آواز سنی۔اسے یہ بات پسند آگئی اور اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ ہر اذان میں ایسا ہی کیا جائے۔انہوں نے کہا ہاں۔وہ رات کو سو گیا۔صبح اٹھ کر اس نے کہا کہ اس کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی ہے جنہوں نے اس سے فرمایا کہ النجم الطنبدی محتسب سے کہ موذن کو ہر اذان کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دے۔اس کی طرف چلا۔اس نے خواب سن کر اظہار مسرت کیا اور اس کا حکم دے دیا۔اس دن سے آج تک یہ سلسلہ یونہی چلا آرہا ہے۔

اگر یہ حکایت صحیح ہے تو شاید سرکار نے یہ ارشاد اس تاریخ تک چھوڑے رکھا یا یہ مطلب بھی لیا جاسکتا ہے کہ (حکم تو پہلے بھی یہی تھا لیکن) سلطان صلاح الدین نے اس کی جمعرات کو تاکید کر دی۔واللہ اعلم۔(القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع، تحقیق محمد عوامہ ص۳۷۶،

مسالک الحنفاص ۲۳۹، سعادت الدارین)

خیال رہے کہ یہ ایک تاریخی روایت ہے جو کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔لیکن آذان کے بعد دعاء وسیلہ کرنا اور درود بھیجنا حدیث سے ثابت ہے۔اور مساجد اہل السنۃ میں آذان سے پہلے بھی درود شریف پڑھا جاتا ہے۔اور اس کی کہیں بھی ممانعت نہیں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت درود وسلام پڑھنا

مسجد میں داخل ہوتے اور مسجد سے نکلتے وقت درود وسلام پڑھے۔حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیُسَلِّمْ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ وَلْیَقُلِ اللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ فَلْیُسَلِّمْ عَلَی النَّبِیِّ وَلْیَقُلِ اللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ (حقوق النبی بحوالہ ابن خزیمہ) کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہوتو وہ نبی ﷺ پر سلام پڑھے۔اور جب مسجد سے نکلے تو چاہیے کہ وہ نبی ﷺ پر سلام پڑھے۔اور یہ دعا کرے اے اللہ مجھے آگ سے بچا۔یہ امت کو تعلیم دینے کے لئے ہے۔

حضرت فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہا اپنی دادی حضرت فاطمۃ الکبری رضی اللہ عنہا سے نقل کرتی ہیں کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ باب المساجد ومواضع الصلاۃ) کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد

میں داخل ہوتے تو محمد (اپنی ذات) پر درود پڑھتے اور سلام بھیجتے اور یہ دعا پڑھتے اے رب میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھولدے۔اور جب مسجد سے نکلتے درود اور سلام محمد پر پڑھتے (یعنی اپنی ذات پر درود پڑھتے) اور فرماتے اے اللہ میری مغفرت فرما اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھولدے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند متصل نہیں (منقطع ہے)۔حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہما نے حضرت فاطمہ کبری رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔ اَللّٰھُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ (ابوداؤد حدیث ۴۶۶)۔اللہ کے نام کے ساتھ (میں نکلتا ہوں) اور صلوۃ وسلام ہو رسول اللہ ﷺ پر۔اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے فضل کا۔اے اللہ مجھے بچا کے رکھ شیطان مردود سے۔

مسلم کی روایت کے مطابق اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ پڑھے۔

علقمہ بن قیس سے مروی ہے فرمایا اِذَا دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ فَقُلْ صَلَّی اللّٰہُ وَمَلٰئِکَتُہٗ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ (القول البدیع)۔

جب تم مسجد میں داخل ہوتو کہو اللہ محمد ﷺ پر درود بھیجے اور اس کے فرشتے۔سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکات کو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

گھر میں داخل ہونے کے وقت درودوسلام پڑھنا

حضرت عمرو بن دینار قرآن کریم کی اس آیت فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِكُمْ (سورہ نور:۶۱) (ترجمہ: جب تم گھر میں داخل ہو تو خود کو سلام کرو) کی تشریح وتفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب تم اپنے گھروں میں داخل ہو تو اہل خانہ کو سلام کرو لیکن اگر گھر خالی ہو اور اس میں کوئی مکیں نہ ہو تو اس طرح کہو اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ۔ اَلسَّلَامُ عَلٰٓى اَهْلِ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آیت کریمہ میں بیوت (گھروں) سے مسجدیں مراد ہیں لیکن نخعی نے فرمایا کہ جب مسجد میں کوئی نہ ہو تو اس طرح کہو السلام علی رسول اللہ ﷺ اور اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو اس طرح کہے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

صفاومروہ کے درمیان درود پڑھے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ صفا پر کھڑے ہو کر تین تکبیر کہتے پھر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھتے۔ پھر نبی ﷺ پر درود بھیجتے، پھر دعا مانگتے اور قیام ودعا میں دیر لگاتے۔ پھر اسی طرح مروہ پر کرتے (حقوق النبی بحوالہ فضل الصلوۃ علی النبی)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

شب جمعہ اور روز جمعہ درود پڑھنا

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے دنوں میں سے سب سے افضل دن جمعہ کا ہے۔ اس دن مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ بکثرت کے ساتھ درود بھیجو اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ پر ہمارا درود کیسے پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ ﷺ بوسیدہ ہوگئے ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ (ریاض الصالحین) کہ اللہ نے حرام کر دیا ہے زمین پر کہ وہ انبیاء کرام کے اجساد کو بوسیدہ کرے (کھائے)۔ جمعہ کا دن بڑی فضیلتوں اور برکتوں والا ہے اس لئے اس دن درود وسلام پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ نیز اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ تمام انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا گیا اور معراج شریف کے موقع پر انبیاء کرام مختلف مقامات پر ملاقات کے لئے موجود تھے اور بیت المقدس میں سب نے نماز ادا کی۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ يَوْمٌ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَا يُصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا۔ قَالَ قُلْتُ بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللهِ حَيٌّ يُرْزَقُ (ابن ماجہ فی الجنائز) کہ جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو کیونکہ اس دن کثرت سے فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جب بھی کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو

اس کے فارغ ہوتے ہی وہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا وفات کے بعد بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے، اسے رزق دیا جاتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

جمعہ کی رات اور دن میں درود پڑھنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرمارہے تھے اَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلٰى نَبِيِّكُمْ فِي اللَّيْلَةِ الْغَرَّاءِ وَالْيَوْمِ الْاَزْهَرِ: لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ اپنے نبی پر جمعہ کی خوبصورت رات اور جمعہ کے روشن دن میں کثرت سے درود بھیجو (بیہقی) (الخیر الکثیر فی الصلاۃ والسلام علی البشیر النذیر)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

آپ ﷺ کا اسم پاک سن کر درود پڑھنا

وَمِنْ مَوَاطِنِ الصَّلٰوةِ عَلَيْهِ عِنْدَ ذِكْرِهِ وَسَمَاعِ اِسْمِهِ اَوْ كِتَابَتِهِ۔ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ (شفاء ۶۶، ج ۲)۔ آپ ﷺ پر درود بھیجنے کے مقامات میں سے یہ ہے کہ آپ کے ذکر کے وقت، آپ ﷺ کا اسم گرامی سننے کے وقت یا آپ ﷺ کا نام پاک لکھتے وقت یا آپ ﷺ کا نام شریف پڑھاتے وقت درود وسلام پڑھنا چاہیے۔ اس کی ناک خاک آلودہ (ذلیل وخوار) ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔

کیا آپ ﷺ کا نام شریف ہر بار سنتے وقت درود پڑھنا ضروری ہے۔ اس کے بارے میں امام ابوجعفر طحاوی حنفی اور امام ابوعبداللہ حلیمی فرماتے ہیں کہ جب بھی آپ ﷺ کا نام لیا جائے تو آپ ﷺ پر درود پڑھنا واجب ہے۔ ان کے علاوہ دیگر علماء مستحب قرار دیتے ہیں (حقوق النبی)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

اور تارک صلوۃ کے حق میں جو وعیدیں وارد ہیں ان کی روشنی میں کہا جاتا ہے کہ جب بھی آپ ﷺ کا ذکر ہو درود پڑھنا واجب ہے۔ فتکون فرض فی العمر۔ واجبا کلما ذکر علی الصحیح (درمختار مع شامی، ج ۲، ص ۲۳۰)۔ تو عمر میں ایک بار درود پڑھنا فرض ہے اور آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے تو درود پڑھنا واجب ہے صحیح قول کے مطابق۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

اسم شریف کے ساتھ صلوۃ وسلام لکھنے کا آغاز کب ہوا

آپ ﷺ کے اسم شریف کے ساتھ صلوۃ والسلام پڑھنے اور لکھنے کا رواج کب سے شروع ہوا تھا۔ اس کے متعلق حیات محمد ﷺ میں کلیات ابوالبقاء کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اس طرح پڑھنے کا آغاز دور عباسیہ میں ہوا ہے۔ اور دور عباسیہ کا آغاز تقریباً ۲ھ میں ہوا تھا تو کتب ورسائل میں لکھنے کا آغاز (۲ھ) دوسری سن ھجری سے شروع ہوا ہے۔

حضرت امام قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں ولم یکن هذا فی الصدر اول واحدث عند ولایة نبی (شفاء)۔

علامہ شھاب الدین احمد حضامی مصری (۱۰۶۹ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے طریفہ بن حاجز کی طرف ایک خط لکھا تھا جس کا آغاز اس طرح کیا گیا تھا سلام علیك فَاِنِّیْ اَحْمَدُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاَسْاَلُهٗ اَنْ یُّصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ اَمَّا بَعْدُ الی اخره هٰذَا یَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ سنة الصدیق الا انه ترك فی زمین نبی امیه (نسیم الریاض، ج ۵، ص ۳۶، شرح الشفا، ج ۲، ص ۱۱۹)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

کتب ورسائل میں صلوٰۃ وسلام لکھنا

حضرت شیخ عبدالحق محدث دھلوی فرماتے ہیں وہ جو بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد لکھا جاتا ہے تو صدر اول (دور صحابہ) میں نہ تھا۔ یہ بنی ھاشم (دور عباسیہ) کی حکومت کی دور میں ایجاد ہوا۔ اس کے بعد تمام روئے زمین پر پھیل گیا اور بعض تو ختم ہی درود پر کرتے ہیں۔ گویہ رسالہ کی ابتداء اور خاتمہ درود کے ساتھ کر کے دعا کے حکم میں کرتے ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ اول آخر میں درود شریف ہو (مدارج النبوت)۔ تو کتاب کے شروع میں حمد وصلوۃ پڑھنا لکھنا اور آخر میں بھی درود اور دعا پر ختم کرنا باعث برکت ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ درود پاک بسم اللہ شریف کے بعد رسائل میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلے لکھا تھا (شرف الشفاء لملاعلی قاری، نسیم الریاض)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

کتب ورسائل میں درود لکھنے کا ثواب

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَنْ صَلّٰی

عَلَیَّ فِیْ كِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَا بَقِیَ اِسْمِیْ (الشفاء)۔ جس نے کتاب میں مجھ پر درود لکھا جب تک میرا نام اس کتاب میں ہے اس وقت تک فرشتے اس کے لئے مغفرت طلب کرتے رہیں گے (الشفا فی تعریف حقوق المصطفی، نبراس)۔ اس حدیث کی سند اگرچہ ضعیف ہے لیکن فضائل میں ضعیف حدیث پر عمل کیا جاتا ہے (نبراس)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

دو مسلمانوں کا ملاقات کے وقت درود پڑھنا

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَا مِنْ مُسْلِمَیْنِ یَتَلَاقَیَانِ فَیُصَافِحُ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ وَیُصَلِّیَانِ عَلَی النَّبِیِّ اِلَّا لَمْ یَبْرَحَا حَتّٰی تُغْفَرَ ذُنُوْبُهُمَا مَا تَقَدَّمَ مِنْهَا وَمَا تَاَخَّرَ۔ ترجمہ: جب بھی دو مسلمان ملاقات کرتے ہیں، ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے مصافحہ کرتا ہے اور دونوں نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تو ابھی وہ جدا نہیں ہوتے کہ ان کے اگلے اور پچھلے گناہ (صغیرہ) بخش دئے جاتے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے دو بندوں سے جب ایک دوسرے کا استقبال کرتا ہے پس وہ دونوں مصافحہ کرتے ہیں اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ان کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کئے کر جاتے ہیں (الخیر الکثیر فی الصلاۃ والسلام علی البشیر النذیر)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

مجلس میں درود پڑھنا

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا فَلَمْ يَذْكُرُوا اللهَ وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّهٖ ﷺ اِلَّا كَانَ مَجْلِسُهُمْ عَلَيْهِمْ تِرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنْ شَاءَ عَفَا وَاِنْ شَاءَ اَخَذَهُمْ (ترمذی کتاب الدعا)۔ جو قوم (لوگ) کسی مجلس میں بیٹھے اور اس مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس میں درود نہ پڑھا ہو تو یہ مجلس ان پر قیامت کے دن ایک وبال ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ ان کو معاف کردے یا عذاب دے۔ اس لئے مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا چاہیے۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مسجد حرام اور مسجد نبوی میں درود پڑھنے کا ثواب

مسجد حرام اور مسجد نبوی کے سوا کسی مقام میں ایک مرتبہ درود پڑھے تو دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ مسجد نبوی میں درود پڑھنے والا پچاس ہزار رحمتیں اور مسجد حرام (حرم مکہ) میں درود پڑھنے والا ایک لاکھ رحمتیں حاصل کرلیتا ہے۔ درود وسلام پڑھنے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا زیادہ ہونا اور رابطہ ایمانی کا مستحکم ہونا ہے اور علاقہ روحانی کا بھی زیادہ ہونا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور درود پڑھنے والے کے درمیان۔

جیسا کہا گیا ہے:

اَعِدْ ذِكْرَ نُعْمَانٍ لَنَا اِنَّ ذِكْرَهٗ هُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهٗ يَتَضَوَّعُ

محبوب کا ذکر بار بار کر ہمارے لئے کیونکہ پیارے کا ذکر کستوری کی طرح ہے کہ مکرر

استعمال سے اس کی مہک (خوشبو) بڑھتی جاتی ہے۔

مسجد نبوی میں جب درود پڑھنے کی سعادت نصیب ہو تو آہستہ آواز سے پڑھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (سورہ حجرات: ۲)۔ ترجمہ: اے ایمان والو تم اپنی آوازوں کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو۔ یہی جو طریقہ احترام آپ کی زندگی میں تھا وہی طریقہ ادب اب بھی ہے۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی شریف میں سویا ہوا تھا۔ تو مجھے کسی آدمی نے کنکری ماری۔ میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے فرمایا جاؤ ان دو آدمیوں کو بلا کر لاؤ۔ میں ان کو بلا کر لایا۔ آپ نے ان سے فرمایا تم کس قوم سے تعلق رکھتے ہو یا کس جگہ سے آئے ہو۔ انہوں نے کہا ہم اہل طائف سے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم اہل مدینہ سے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو (مشکوۃ باب مساجد بحوالہ بخاری)

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

قبر شریف کے پاس درود وسلام پڑھنا

عبداللہ بن دینار سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر کھڑے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پیش کررہے تھے۔ اور حضرت ابوبکر عمر رضی اللہ عنہما کے لئے دعا کررہے تھے۔

قاضی اسماعیل کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب بھی سفر سے واپس آتے تو مسجد میں داخل ہوتے اور یوں سلام عرض کرتے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ۔

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ ۔ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ (قول بدیع)۔اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو،حضرت ابوبکر پر سلام ہو، میرے والد (حضرت عمر) پر سلام ہو۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ

دیگر ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سفر سے آتے یا سفر کے ارادہ سے کئی جانے لگتے تو قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر یوں سلام عرض کرتے السلام علیك یارسول اللہ (آپ پر سلام ہوائے اللہ کے رسول)،السلام علیك یا ابابکر (آپ پر سلام ہوائے ابوبکر)،السلام علیك یا ابت (آپ پر سلام ہوائے میرے ابا جان (عمر فاروق)) (حقوق النبی علی امتہ فی ضوء الکتاب والسنۃ،ص ۵۸۹،اورص ۶۰۶)

یہ قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر سفر میں جانے سے قبل اور آنے کے بعد آپ ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کے جواز کی دلیل ہے۔اور حضرت عبداللہ ابن عمر کا عمل ہمارے لئے کافی ہے۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مدینہ منورہ کی زیارت کے موقع پر درود پڑھنا

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں درود شریف کے کافیئ مہمات و مشکلات ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ شیخ عبدالوہاب متقی رحمہ اللہ علیہ نے اس مسکین (عبد الحق) کو مدینہ طیبہ کی زیارت کے لئے روانگی کے وقت وداع کرتے ہوئے فرمایا یہ بات ذہن میں رکھو اور آگاہ رہو کہ اس راہ میں ادائے فرائض کے بعد کوئی عبادت حضور سید کائنات ﷺ پر درود شریف پڑھنے کے برابر نہیں۔تم کو چاہیے کہ اپنا سارا وقت اس میں

صرف کرو۔کسی اور کام میں مشغول نہ ہو۔عرض کیا گیا اس کے لئے کوئی متعین تعداد بھی ہے۔فرمایا یہاں عدد معین کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔اس قدر پڑھو کہ ہر وقت اسی میں رطب اللسان (تر زبان) رہو حتی کہ انہیں کے رنگ میں رنگ جاؤ اور اس میں رہو (اللمعات ،مدارج النبوت)۔زیادہ تفصیل جلاء الافہام،القول البدیع،مسالک الحنفاء،مطالع المسرات اور سعادات الدارین میں ہے۔یہاں چند مقامات کا ذکر کیا ہے۔

ہر دم از ما صد درود و صد سلام ۔۔۔ بر رسول و آل و اصحابش تمام

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

چند وہ اوقات و مقامات میں درود پڑھنا مکروہ ہے

امام محمد مهدی فارسی (متوفی ۱۱۰۹ھ) لکھتے ہیں نبی اکرم ﷺ پر عبادت اور ثواب کی نیت اور ارادہ تعظیم سے درود شریف پڑھا جائے گا۔اسی لئے علماء نے سات مقامات پر درود شریف پڑھنے کو مکروہ قرار دیا ہے:(۱) جماع (۲) قضاء حاجت (۳) سامان فروخت کی تشہیر (۴) لغزش کے وقت (۵) تعجب کے وقت (۶) ذبح کے وقت (۷) چھینک کے وقت۔آخری تین میں اختلاف ہے (بعض کے نزدیک مکروہ نہیں)۔شیخ یوسف بن عمر نے نمبر ۳ کی جگہ کھانے کا ذکر کیا۔رصاع نے اس پر اضافہ کیا کہ شادی بیاہ کے وہ مواقع جہاں عوام الناس درود پاک کے ذریعے دکھلاوے کے لئے اپنے افعال کی تشہیر کرتے ہیں۔ وہاں نہ ادب ہوتا ہے،نہ احترام،بلکہ ہنسی مزاح کھیل کود کا ماحول ہوتا ہے۔پھر انہوں نے فرمایا کہ نجاست اور غلاظت والے مقامات میں درود شریف پڑھنا ممنوع ہے (مطالع المسرات شرح بدلائل الخیرات،ص ۲۷)۔اور چھینک کے وقت، ذبح کے وقت اور تعجب کے

وقت درود نہ پڑھا جائے (ردالمختار، ص ۲۳۱)۔

علامہ سید محمد امین شامی علیہ الرحمۃ نے ان اوقات مخصوصہ کا ذکر کیا ہے جن میں درود شریف پڑھنا مستحب ہے اور ان سات اوقات کا بھی ذکر ہے جن میں درود پاک پڑھنا مکروہ ہے۔ اس کی تفصیل ردالمختار میں دیکھی جاسکتی ہے (ردالمختار، ج ۲، ص ۲۳۰)

دوران تلاوت قرآن مجید درود شریف پڑھنا

اسی طرح قرآن پاک کی قراءت کے درمیان میں اگر حضور اقدس ﷺ کا پاک نام آئے تو درمیان میں درود شریف نہ پڑھے (فضائل درود شریف، ص ۱۱۸)۔

مسئلہ: (فتاوی) قاضی خان میں ہے کہ کوئی شخص قرآن مجید پڑھ رہا ہو۔ اس میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا اسم گرامی آجائے تو پڑھنے سننے والے کے لیے ضروری ہے کہ اس وقت درود شریف نہ پڑھیں اس لئے کہ نظم قران کو ترتیب وار اور مسلسل پڑھنا، سننا واجب ہے۔ اس کے درمیان میں غیر عبارت کو ملانا حرام ہے۔ اس لیے واجب ہوگا کہ درمیان میں درود شریف نہ پڑھا جائے۔ ہاں فراغت کے بعد درود شریف پڑھ لیا جائے تو بہتر ہے۔ اگر نہ بھی پڑھے تب بھی کوئی حرج نہیں (روح البیان، ج ۷، ص ۲۷۰)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

باب پنجم: درود نہ بھیجنے کی مذمت

جس طرح درود وسلام پڑھنے کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے اسی طرح درود وسلام نہ بھیجنے والے کے حق میں بڑی مذمت اور وعید آئی ہے۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

تین آدمیوں کے حق میں دعائے ضرر کی گئی

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ. وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ يُّغْفَرَ لَهٗ. وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ عِنْدَهٗ اَبَوَاهُ الْكِبَرَ اَوْ اَحَدُهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ (مشکوۃ بحوالہ ترمذی)۔ ترجمہ: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو (ذلیل وخوار و ہلاک ہو) جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کو رمضان کا مہینہ نصیب ہو پھر اس کی بخشش سے پہلے گذر جائے اور اس کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے اس کے ماں باپ یا ان میں سے ایک بڑھاپا پائے اور وہ اسے جنت میں نہ پہنچائیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف لے گئے۔ جب پہلے زینے پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ پھر دوسرے زینے پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ پھر تیسرے زینے پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کو تین مرتبہ آمین کہتے ہوئے سنا۔ فرمایا جب میں نے پہلے زینے پر قدم رکھا تو حضرت جبرئیل امین تشریف لائے۔ فرمایا بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ۔ وہ بندہ بدبخت ہے جس نے رمضان شریف کا مہینہ پایا، وہ گزر گیا اور اسے بخشا نہ گیا۔ تو میں نے آمین کہی۔ پھر فرمایا مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ الْكِبَرَ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ وہ بندہ بدبخت ہے جس نے اپنے دونوں والدین یا ایک کو پایا تو والدین نے اسے جنت میں داخل نہ کیا۔ میں نے کہا آمین۔ پھر کہا بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ

عِنۡدَهٗ فَلَمۡ يُصَلِّ عَلَيۡكَ ۔ وہ بندہ بدبخت ہے جس کے ہاں آپ ﷺ کا ذکر ہو اگر اس نے آپ ﷺ پر درود نہ پڑھا۔ تو میں نے کہا آمین (ادب المفرد)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ منبر پر چڑھے اور فرمایا آمین آمین آمین۔ عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ آپ ایسے تو نہیں کرتے تھے۔ فرمایا جبرئیل امین نے یہ بددعا کی کہ وہ آدمی ذلیل ورسوا ہو جس نے دونوں والدین یا ایک کو پایا تو اس نے اسے جنت میں داخل نہ کیا۔ میں نے کہا آمین۔ پھر جبرئیل امین نے کہا وہ آدمی خاک آلودہ ہو جس پر رمضان شریف کا مہینہ داخل ہوا تو اسے بخشا نہ گیا۔ تو میں نے کہا آمین۔ پھر کہا وہ آدمی ذلیل ورسوا ہو جس کے ہاں میرا ذکر ہوا تو مجھ پر اس نے درود نہ پڑھا تو میں نے کہا آمین (التفسیر درمنثور، ج۵)

جن تین اشخاص کے حق میں حضرت جبرائیل نے دعا ضرر فرمائی اور نبی کریم ﷺ نے آمین فرما کر اس پر مہر لگا دی اب ان اشخاص کی بدبختی اور محرومیت میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے ان اعمال بد سے بچنا ضروری ہے۔

مَوۡلَایَ صَلِّ وَسَلِّمۡ دَائِمًا اَبَدًا　　عَلٰى حَبِيۡبِكَ خَيۡرِ الۡخَلۡقِ كُلِّهِمِ

درود نہ پڑھنے والا بخیل ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا اَلۡبَخِيۡلُ الَّذِيۡ مَنۡ ذُكِرۡتُ عِنۡدَهٗ فَلَمۡ يُصَلِّ عَلَيَّ (الشفاء)۔ بڑا کنجوس وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا (ترمذی)۔ بخیل صرف وہی نہیں ہوتا جو راہ خدا میں مال خرچ نہ کرے بلکہ وہ سب سے بڑا بخیل ہے جو رسول اللہ کا نام سن لینے کے

باوجود آپ ﷺ پر درود نہ پڑھے۔

مَوۡلَایَ صَلِّ وَسَلِّمۡ دَائِمًا اَبَدًا　　عَلٰى حَبِيۡبِكَ خَيۡرِ الۡخَلۡقِ كُلِّهِمِ

درود نہ پڑھنے والا جنت کا راستہ بھول جائے گا

حضرت جعفر صادق بن محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَنۡ ذُكِرۡتُ عِنۡدَهٗ فَلَمۡ يُصَلِّ عَلَيَّ اُخۡطِئَ بِهٖ طَرِيۡقَ الۡجَنَّةِ (الشفاء)۔ جس کے سامنے میرا تذکرہ کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو اس کو جنت کا راستہ بھلا دیا جائے گا۔

اس کی شرح میں علامہ شہاب الدین احمد خفاجی لکھتے ہیں ای دخل النار لانه اخطأ من طریق الجنة فکانت طریقه الی النار لانه قد اضله الله عن طریقها (نسیم الریاض فی شرح الشفاء، ج۵، ص۴۷)۔ یعنی دوزخ میں داخل ہوگا اس لئے کہ اس نے جنت کے راستہ پر چلنے میں خطا کی۔ تو اس کا راستہ دوزخ کی طرف ہو گیا اس لئے کہ اس کو بیشک اللہ تعالیٰ ہی نے جنت کے راستے سے گمراہ (دور) کر دیا ہے۔

مَوۡلَایَ صَلِّ وَسَلِّمۡ دَائِمًا اَبَدًا　　عَلٰى حَبِيۡبِكَ خَيۡرِ الۡخَلۡقِ كُلِّهِمِ

درود کے بغیر دعا قبول نہیں ہوتی

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں اِنَّ الدُّعَاءَ موقُوۡفٌ بَيۡنَ السَّمَاءِ وَالۡاَرۡضِ لَا يَصۡعَدُ مِنۡهُ شَيۡءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ (رواہ الترمذی) کہ بندے کی دعا آسمان اور زمین کے درمیان رہتی ہے۔ اس سے کوئی چیز اوپر نہیں چڑھتی حتی کہ تم اپنے نبی پر درود بھیجو۔ یعنی وہ دعا قبول ہو جاتی ہے جس کے اول آخر درود شریف پڑھا جائے۔ گویا دعا کی قبولیت کے لئے درود وسیلہ ہے۔

مور مسکیں ھوائے داشت کہ بکعبہ رسد ☆ دست پائے کبوتر زد ناگاہ رسد

مسکین چیونٹی کو کعبہ پہنچنے کی آرزو تھی۔ اس نے ہاتھ پاؤں کبوتر سے چمٹائے اور آنا فانا کعبے پہنچ گئی۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

درود نہ پڑھنا بدبختی اور احسان فراموشی ہے

حضرت قتادہ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مِنَ الْجِفَاءِ اَنْ اُذْكَرَ عِنْدَ الرَّجُلِ فَلَا يُصَلِّيْ عَلَيَّ (ردالمختار، ج ۲ ص ۲۳۰ بحوالہ الشفاء، جامع صغیر، القول البدیع)

یہ ستم کی بات ہے کہ میرا کسی آدمی کے پاس ذکر کیا جائے تو وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ یہ بڑی بدبختی اور احسان فراموشی کی بات ہے کہ مجلس میں محسن انسانیت ﷺ کا ذکر کیا گیا ہو اور سننے والا آپ ﷺ پر درود نہ پڑھے

ہر دم از ما صد درود و صد سلام بر رسول و آل و اصحابش تمام

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

باب ششم: درود شریف کے بعض الفاظ کی تشریح

اَللّٰهُمَّ (اے اللہ)

اصل میں یا اللہ تھا۔ آخری حرف مشدد لایا گیا جو یا کے قائم مقام ہے تو اللھم ہو گیا۔ اور اَللّٰهُمَّ کا کلمہ دعا میں اکثر استعمال ہوتا ہے۔ اس کے آخر میں م حرف ندا کے قائم مقام ہے۔ اور اس کا معنی یا اللہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ کہنا جائز نہیں ہے بلکہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ کہا جائے گا

کہ اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ اس پر زیادہ تر حرف ندا داخل نہیں ہوتا۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے اَللّٰهُمَّ کا معنی ہے مُجْتَمِعُ الدُّعَاءِ (اے اللہ دعاؤں کو جمع کرنے والے)۔ حضرت نصر بن تسمیل سے مروی ہے کہ جس نے اَللّٰهُمَّ کہا یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ سے اس کے تمام اسماء حسنیٰ کے واسطہ سے سوال کیا۔ اور ابو رجاء العطاردی سے مروی ہے کہ اَللّٰهُمَّ کے م میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء حسنی جمع ہیں۔ تو جس نے اس کے ساتھ دعا مانگی گویا کہ اس نے سب اسماء وصفات سے دعا کی ہے۔

نیز ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا کو اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا بھی پڑھتے تھے۔ یعنی دعا کا آغاز اَللّٰهُمَّ سے فرماتے تھے۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

صَلِّ کا معنی

یہ امر حاضر کا صیغہ ہے از باب تفعیل۔ صلاۃ مصدر نہیں بلکہ اسم ہے لیکن مصدر کی جگہ استعمال ہوتا ہے۔ صَلّٰی صَلَاةً کہتے ہیں۔ صَلّٰی تَصْلِيَةً نہیں کہتے حالانکہ باب تفعیل سے صَلّٰی تَصْلِيَةً آتا ہے۔

وَهُوَ اِسْمٌ يُوْضَعُ مَوْضِعَ الْمَصْدَرِ يُقَالُ صَلّٰی صَلَاةً وَلَا يُقَالُ صَلّٰی تَصْلِيَةً (درسی مقامات، ص ۲۶)۔ صَلِّ امر فيه معنى الاستدعاء لانزال الرحمة عليه من السماء (الحرز الثمين، ص ۷۸)

صلاۃ کی نسبت جب بندہ کی طرف ہو تو اس وقت صلاۃ بمعنی دعا، عبادت اور دعائے حاجت ہوتا ہے جیسے نماز کی تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک سارے فرائض،

واجبات اور سنن دعائے عبادت اور دعائے حاجت دونوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اسم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علامہ ابن قیم نے کہا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام ناموں میں سے مشہور ترین نام ہے جو حمد سے منقول ہے۔ اور محبوب کی تعریف محبت اور جلالت وعظمت پر مشتمل ہے۔ یہی حمد کی حقیقت ہے۔ اس کی بناء پر مُفَعَّل کے وزن پر ہے جیسے مُعَظَّمٌ، مُحَبَّبٌ، مَوَدَّدٌ، مُبَجَّلٌ وغیرہ۔ یہ وزن دراصل اظہار کثرت کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اگر اس سے اسم فاعل مشتق ہو تو اس کا معنی ہوگا وہ ذات جس سے فعل بکثرت صادر ہو، یکے بعد دیگرے یعنی بار بار۔ مُعَلِّمٌ (بکثرت وبتکرار پڑھانے والا)۔ مُفَهِّمٌ (سمجھانے والا)۔ مُبَيِّنٌ (بیان کرنے والا)۔ مُخَلِّصٌ (چھٹکارا دینے والا نکھارنے والا)۔ مُفَرِّحٌ (خوش کرنے والا) اور اگر اس سے اسم مفعول مشتق ہو تو معنی ہوگا جس پر بکثرت اور بار بار فعل واقع ہو یا وہ ذات جو یکے بعد دیگرے حمد ثنا کی مستحق ہو۔ کہا جاتا ہے محمد وہ ذات جسکی بار بار تعریف کی گئی۔ وہ محمد یعنی بار بار تعریف کا مستحق ہے (سعادت دارین)

صلوۃ وسلام میں لفظ محمد اس لئے (لانا) مناسب ہوا کہ محمد یعنی بار بار تعریف کیا ہوا ہے۔ اس معنی پر مقام مدح وثنا میں یہی اسم لایا گیا (روح البیان)

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

آل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

درود شریف میں آل کا لفظ چار مرتبہ آیا ہے۔ آل کا ایک معنی گھر والے ہے۔

آل کے متعدد معانی ہیں۔ آل سے مراد ہر متقی ہے۔ چنانچہ طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے سئل النبی ﷺ من آل محمد قال کل تقی (شرح شفا ملا علی قاری، ج ۲، ص ۱۴۷)۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آل محمد کون لوگ ہیں تو آپ نے فرمایا پرہیزگار لوگ میری آل ہے۔ جو متقی نہیں وہ آل نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو متقی ہے وہ آل ہے۔ اس کی تائید اس ارشاد باری سے ہوتی ہے اِنْ اَوْلِیَآءُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (سورہ انفال: ۳۴)۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے دوست پرہیزگار ہی لوگ ہیں۔ اس اعتبار سے یہاں آل سے مراد پرہیزگار لوگ ہیں۔

علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری لکھتے ہیں اَلْاٰلُ: مَنْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ الزَّكَاةُ، كَبَنِي هَاشِمٍ، وَبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَقِيْلَ كُلُّ تَقِيٍّ آلُهٗ وَقِيْلَ جَمِيْعُ اُمَّةِ الْاِجَابَةِ وَاِلٰی هٰذَا مَالَ مَالِكٌ عَلٰی ما ذکرہ ابن العربی، واختارہ الازھری و النووی فی شرح مسلم (الحرز الثمین لحصن الحصین)۔ کہا گیا ہے کہ آل سے مراد وہ حضرات ہیں جن پر زکوۃ حرام ہے جیسے بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب اور کہا گیا ہے ہر متقی پرہیزگار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل ہے۔ اور کہا گیا ہے ساری امت اجابت ہے (یعنی کلمہ پڑھنے والے مسلمان) اور اسی کی طرف امام مالک کا میلان ہے۔ اس کا ذکر ابن عربی نے کیا ہے اور ازہری نے اور امام نووی نے شرح مسلم میں اسی کو اختیار اور پسند کیا ہے۔

لفظ آل اور اہل میں فرق کیا گیا ہے۔ اہل سے مراد خاندانی رشتہ دار ہیں اور آل سے مراد سب متابعین پرہیزگار ہیں کیونکہ قرآن کریم کے ۱۴ (چودہ) مقامات پر آل فرعون کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اور کسی جگہ بھی آل سے فرعون کے خاندانی رشتہ دار مراد نہیں ہیں بلکہ وہ

لوگ مراد ہیں جو حضرت موسیٰ کے مقابل تھے۔ مثلاً سورہ آل عمران آیت ۱۱، سورہ اعراف آیت ۱۳۰، سورہ المومن آیت ۴۶ وغیرہ۔ معلوم ہوا کہ آپ نے اپنی امت مسلمہ کو بھی اس خصوصی دعا میں شریک فرما لیا ہے۔

علامہ احمد طحطاوی (۱۲۳۱ھ) لکھتے ہیں والمراد بالآل هنا سائر امة الاجابة مُطْلَقًا، وَقَوْلُهٗ ﷺ (آل محمد کل تقی) حمل علی التقوی من الشِّرْكِ لِاَنَّ الْمَقَامَ لِلدُّعَاءِ، ونقل الالقانی فی شرح جوهرته انه يطلق علی مؤمنی بنی هاشم اَشْرَاف وَالْوَاحِدُ شَرِيْفٌ كَمَا هُوَ مصطلح السلف، وانما حدث تخصیص الشریف بولد الحسن والحسین فِیْ مصر خاصة فی عهد الفَاطِمِيِّيْنَ قال: ويجد اكرام الاشراف، ولو تحقق فسقهم لان فرع الشجرة مِنْهَا وَلَوْ مَالَ (حاشیہ طحطاوی علی مراقع الفلاح، ص ۱۲)

اور یہاں آل سے مراد مطلقاً ساری امت اجابت (کلمہ گو مسلمان) ہے۔ اور نبی ﷺ کا ارشاد (محمد ﷺ کی آل ہر متقی ہیں) یہ شرک سے بچنے پر محمول ہے کیونکہ یہ مقام دعا کے لئے ہے۔ اور امام القانی نے اپنی جہرہ کی شرح میں نقل کیا ہے کہ بیشک لفظ آل بنی ھاشم کے ایمانداروں اشراف پر مطلق بولا جاتا ہے۔ اور اشراف کا واحد شریف ہے جیسا کہ سلف کی اصطلاح میں پایا جاتا ہے۔ اور حضرت حسن اور حضرت حسین کی اولاد کو اشراف کے نام سے خاص کرنا اس کا احداث و آغاز مصر میں ہوا ہے خاص کر فاطمیین کے دور حکومت میں۔ اور کہا کہ اشراف کی عزت کرنا واجب ہے اگرچہ ان کا فسق ثابت ہو جائے کیونکہ وہ درخت کی شاخ اسی سے ہے اگرچہ وہ شاخ جھک جائے۔

حضرت حسن بصری کے نزدیک آل محمد ﷺ سے مراد خود حضرت محمد ﷺ ہیں کیونکہ نبی ﷺ خود درود میں فرمایا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوٰاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ (اے اللہ تو ہی رحمتیں اور اپنی برکتیں محمد ﷺ پر نازل فرما)۔ آپ ﷺ اس آل محمد ﷺ سے مراد اپنی ذات لیا کرتے تھے کیونکہ آپ ﷺ فرض کو چھوڑتے نہ تھے اور نفل ادا فرماتے تھے اس لئے کہ وہ فرض جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہ تو خود حضرت محمد ﷺ پر درود پڑھنا ہے۔ اور یہ بات خود رسول اللہ ﷺ کے کلام سے ثابت ہے۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کی تلاوت سن کر ارشاد فرمایا تھا کہ انہیں آل داؤد کے مزامیر سازوں میں سے ساز دیا گیا ہے۔ یہاں آل داؤد سے مراد حضرت داؤد علیہ السلام کی ذات لی گئی ہے۔

اسی طرح حضرت حسن بصری کے نزدیک آل محمد ﷺ سے مراد آپ ﷺ کی ذات بابرکت ہوتی ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق فرماتے ہیں کہ علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ اہل بیت کے لفظ سے خود آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس مراد ہے۔

اہل بیت سے کون لوگ مراد ہیں؟ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ اولیٰ اور مناسب یہ ہے کہ اہل بیت سے ازواج مطہرات اور آنحضرت ﷺ کے اولاد مراد ہیں اور حضرت علی بھی ان میں داخل ہیں (اشعۃ)۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں قِيْلَ اَلْاٰلُ مَنْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ الزَّكٰوةُ كَبَنِيْ هَاشِمٍ وَبَنِيْ مُطَّلِبْ۔ وَقِيْلَ كُلُّ تَقِيٍّ اٰلُهٗ ذَكَرَهُ الطيبی وَقِيْلَ الْمُرَادُ بِالْاٰلِ جَمِيْعُ اُمَّةِ الْاِجَابَةِ۔ وَقِيْلَ الْمُرَادُ بِالْاٰلِ الْاَزْوَاجُ وَمَنْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ الصَّدَقَةُ

وَيَدْخُلُ فِيْهِمِ الذُّرِّيَّةُ وَبِذٰلِكَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْاَحَادِيْثِ (مرقاۃ، ج۲،ص۶) کہ آل کے بارے میں مختلف قول ہیں۔کہا گیا ہے کہ آل سے مراد بنی ھاشم اور بنی مطلب ہیں جن پر زکوۃ حرام ہے۔اور یہ کہا گیا ہے کہ ہر متقی آپ ﷺ کی آل ہے۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آل سے ساری امت اجابت (مسلمان) مراد ہے۔اور کہا گیا ہے ازواج پاک اور وہ حضرات جن پر صدقہ (زکوۃ) حرام ہے اور ان میں اولاد بھی داخل ہے۔اور اس طرح تمام حدیثیں جمع ہو جاتی ہیں۔یعنی ان کے درمیان تطبیق ہوتی ہے۔

شرح دلائل الخیرات میں ہے کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام پر سب سے پہلے رحمت بھیجی اور فرشتوں نے ان کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اے گھر والو! اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں تم پر ہوں، بے شک اللہ حمد اور بزرگی والا ہے۔مطلب یہ ہوا ہے کہ جس طرح تو نے اس سے پہلے حضرت ابراھیم علیہ السلام پر رحمت نازل فرمائی ہم دعا کرتے ہیں کہ اسی طرح نبی کریم ﷺ پر رحمت نازل فرما کیونکہ جو چیز فضیلت والے کے لئے ثابت ہو وہ زیادہ فضیلت والے کیلئے بطریق اولی ثابت ہوگی۔اسی لئے اس درود شریف کے آخر میں وہی الفاظ ہیں جو آیت کے آخر میں ہیں یعنی اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (مطالع المسرات اردو،ص۲۰۷)۔بعض نے لکھا ہے کہ نبی ﷺ کے ارشاد کا منشاء یہ ہے کہ جس طرح حضرت ابراھیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کے پیرووں کا مرجع بنایا ہے اسی طرح مجھے بھی بنا دے اور کوئی ایسا شخص جو نبوت کا ماننے والا ہو میری نبوت پر ایمان لانے سے محروم نہ رہ جائے (تفہیم القرآن)

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

درود شریف میں لفظ سید کا اضافہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شان میں فرماتا ہے سَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (آل عمران)۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ کو سید فرمایا ہے۔اور لفظ سید کا اطلاق نبی کریم ﷺ پر بالاتفاق جائز و ثابت ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ۔ میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں۔حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمایا اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ۔ یہ میرا بیٹا سردار ہے۔حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں انصار کو حکم فرمایا گیا قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ کہ تم اپنے سردار سعد بن معاذ کے لئے اٹھو۔حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ گاہِ یوں درود پڑھتے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ (البرکات المکیۃ)۔اے اللہ رسولوں کے سردار پر درود بھیج۔

باقی علماء کا درود شریف میں لفظ سیدنا کے بڑھانے میں اختلاف ہے۔صاحب قاموس کہتے ہیں کہ نماز کے اندر درود شریف منقول الفاظ کا اتباع کرتے ہوئے سَيِّدِنَا کا اضافہ نہیں کرنا چاہیے۔بعض کے نزدیک سیدنا کا ذکر افضل ہے ترک ذکر سے۔ابن حجر نے بھی سیدنا کے ذکر کو بھی الدر منضود میں افضل قرار دیا ہے۔اور غالباً اسی لئے درود ابراہیمی میں سیدنا کا اسم محمد کے ساتھ اضافہ ہے۔شیخ ابن تیمیہ کا فتوی یہ ہے کہ اس کا ترک افضل ہے کیونکہ منقول صلوات میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

سیدنا کے ذکر کرنے میں کوئی خرج نہیں ہے تو اس میں اختلاف نہیں کرنا چاہیے کہ لکھنا ضروری ہے یا نہ لکھنا لازمی ہے (البرکات المکیۃ مختصرا)

ذوق، شوق، محبت، ادب کے اعتبار سے مخصوص مناسب الفاظ کا اضافہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے درود اور دعاؤں میں اضافہ کرنے کی ہرگز حاجت نہیں ہے اس لئے کہ وہ درود، دعائیں سب مکمل، اکمل، کامل بتائی ہیں۔ ان میں کوئی کمی نہیں رہ گئی جس میں ہمارے علماء مجتہدین اضافہ کریں۔ اس لئے ادب کا تقاضہ یہی ہے کہ منقولہ ماثورہ صلوٰۃ وسلام اور دعاؤں میں اضافہ کئے بغیر پڑھا جائے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سی دعائیں جو پڑھی جاتی ہیں ان میں اپنی طرف سے الفاظوں کا اضافہ کیا گیا ہے اور جملے بڑھادئے گئے ہیں۔ یہ احادیث میں جو مذکورہ دعائیں ہیں ان میں اضافہ کیا گیا ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ

ازواج مطہرات کے اسماءِ شریفہ

وازواجه ۔ اور آپ ﷺ کے ازواج پر درود نازل ہو۔ **ازواج** زوج کی جمع ہے۔ دوسری روایت میں امہات المؤمنین (ایمانداروں کی مائیں) ہے۔ صحیح یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ساری ازواج اور اولاد آپ ﷺ کی آل ہے (مراۃ ج۲ ص۹۸)۔ ازواج مطہرات کے بہت سے فضائل قرآن وحدیث میں ہیں۔ اور ازواج مصطفیٰ ﷺ تمام انبیاء کے ازواج مطہرات سے افضل ہیں۔ ازواج مطہرات کے اسماء شریفہ:

(۱) سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا۔ ہجرت سے تین سال پہلے مکہ میں وصال ہوا۔

(۲) سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔ ۲۳ھ میں وفات پائی۔

(۳) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا۔ ۱۷ رمضان ۵۸ھ میں وصال فرمایا۔

(۴) سیدہ حفصہ بنت حذیمہ ہلالہ رضی اللہ عنہا

(۶) سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔ ۶۲ھ میں وفات پائی

(۷) سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا۔ ۲۰ھ میں وفات ہوئی۔

(۸) سیدہ جویریہ بنت الحارث طلقہ رضی اللہ عنہا۔ ۵۶ھ میں وفات ہوئی۔

(۹) سیدہ ریحانہ بنت سمعون رضی اللہ عنہا۔ آپ ﷺ کی حیات میں وفات پائی۔

(۱۰) سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا۔ ۴۰ھ کے بعد وفات پائی۔

(۱۱) سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا۔ ۵۲ھ میں وصال ہوا۔

(۱۲) سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا۔ ۵۱ھ میں بمقام سرف وفات پائی جو مکہ سے دس میل دور ہے۔ آپ ﷺ کی بیویوں پر درود نازل ہو۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

وَذُرِّيَّتِهٖ

اور آپ ﷺ کی اولاد پر درود نازل ہو۔ دوسری روایت میں **اهل بیته** ہے (آپ کی اهل بیت)۔ اور لفظ ذریت قرآن مجید میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ (سورہ یس:۴۱)۔

س: ذریت میں اولاد دختر داخل ہے یا نہیں؟

ج: امام شمس الدین سخاوی لکھتے ہیں جب یہ امر ثابت ہوگیا کہ ذریت سے مراد اولاد اور اولاد کی اولاد ہے تو کیا اس میں لڑکیوں کی اولاد بھی داخل ہوتی ہے یا نہیں؟ امام شافعی، امام مالک اور امام احمد کی ایک روایت کے مطابق مذہب یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذریت میں داخل ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے جن

کے لئے صلاۃ عن اللہ مطلوب ہے۔ ابن الحاجب نے مالکیوں سے بیٹیوں کی اولاد کے داخل ہونے پر اتفاق حکایت کیا ہے۔ فرمایا عیسیٰ علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کی ذریت سے تھے۔ اتفاق کے نقل کرنے میں شراح سے تسامح ہوا ہے۔

امام ابوحنیفہ کا مذہب اور امام احمد کی ایک روایت ہے کہ لڑکیوں کی اولاد ذریت میں داخل نہیں مگر اصل عظیم اور والد کریم ﷺ جس کے مرتبہ کو کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا، اس کے شرف کی وجہ سے اولاد فاطمہ کی استثناء فرماتے ہیں (القول البدیع)

نبی علیہ السلام نے فرمایا اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ۔ میرا یہ بیٹا سید ہے۔ نبی ﷺ نے اپنے نواسے کو بیٹا فرمایا ہے۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

آل ابراھیم علیہ السلام

آل ابراھیم علیہ السلام سے مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان دونوں کی اولاد ہے۔

س: حضرت ابراھیم علیہ السلام کا ذکر خصوصیت کے ساتھ درود شریف میں کیا گیا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

ج: علامہ شمس الدین سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اس کا جواب کئی طرح سے دیا گیا ہے۔

(۱) یا تو یہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اکرام کی وجہ سے ہے۔ (۲) یا ابراہیم علیہ السلام نے جو امت محمدیہ ﷺ کیلئے رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ کے الفاظ کے ساتھ دعا فرمائی تھی اس کے بدلے میں انہیں تشبیہ

صلوۃ کیلئے مخصوص کیا گیا ہے۔ (۳) یا باقی انبیاء کرام کی صلوٰۃ میں شرکت نہ ہونے، اور حضرت ابراہیم اور حضرت محمد ﷺ کے صلاۃ کے ساتھ خاص ہونے کی وجہ سے۔

(۴) یا تو اس لئے تشبیہ میں مخصوص ہیں کہ ابراہیم خلیل ہیں اور محمد ﷺ حبیب ہیں۔

(۵) یا اس لئے کہ ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ کی حیثیت سے منادی الشریعت ہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے ارشاد رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ کی وجہ سے منادی الدین ہیں (القول البدیع)۔ اور ہمارے رسول اللہ ﷺ بھی حضرت ابراھیم علیہ السلام کی آل سے ہیں۔

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ

تشبیہ دینے کی حکمت اور اس کے اقسام

كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ۔ جیسا کہ تو نے درود بھیجا حضرت ابراھیم علیہ السلام پر۔

امام حافظ ابوالعباس شہاب الدین احمد ابن حجر الہیتمی (متوفی ۹۷۴ھ) لکھتے ہیں وجہ تخصیص ابراهیم صلی الله علی نبینا وعلیه وسلم بالتشبیه به وبآله انه لم یجمع لاحد غیرهم بین الرحمة والبرکة. قال تعالیٰ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (سورہ ھود: ۷۳) وایضا فابراهیم افضل الانبیاء بعد سیدنا محمد ﷺ. فلذا اوثر بالذکر، او انه کوفی بذلك علی دعائه لهذه الامة بقوله: اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ (سورہ ابراھیم: ۴۱) کذا قیل. وانص منه دعاؤهم بقوله: رَبَّنَا

وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيۡهِمۡ (سورۃ البقرہ:۱۲۹)۔ واجيب باجوبة اخرى فيها نظر، على انها تحتاج الى صحة النقل بما ادعاه قائلوها (الدرر المنضود، ص ۷۵)۔

خیال رہے کہ عربی زبان میں تشبیہ آٹھ قسم کی ہوتی ہے (۱) تشبیہ رتبی: یعنی ہم مرتبہ ہونا (۲) تشبیہ نوعی: ایک قسم کا ہونا (۳) تشبیہ جنسی: اصلا نسلا ایک جیسا ہونا (۴) تشبیہ وصفی: عادات وصفات میں ایک جیسا ہونا (۵) تشبیہ صنفی: شخصیت میں ہم مثل ہونا (۶) تشبیہ کلی یعنی مکمل پورا ایک جیسا ہونا (۷) تشبیہ جزئی: یعنی بعض چیزوں یا صرف ایک چیز میں مشابہت ہونا (۸) تشبیہ فعلی: یعنی فاعل کا کسی کام کو بار بار کرنا اگرچہ طریقہ مختلف ہو۔ درود ابراھیمی میں صلوۃ کی تشبیہ صرف فعلی ہے نہ کہ رتبی وغیرہ (فتاوی نعیمیہ، ج۳، ص ۳۷۰)۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس امت کے لئے دعا کی تھی۔ اس لئے نماز میں ان پر درود پڑھنے کی تعلیم دی۔ نیز تشبیہ کا تعلق آل سے ہے اور آل ابراھیم میں خود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل ہیں جب کہ آل محمد میں کوئی ان کا ثانی یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل نہیں۔ یا تشبیہ یہاں نہیں ہے۔ یہ ایسے ہی جیسے اِنَّاۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ كَمَاۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى نُوۡحٍ (سورہ نساء: ۱۶۳)۔ ترجمہ: بے شک ہم نے تمہاری طرف ایسے وحی کی جیسے نوح علیہ السلام کی طرف کی۔ نیز اللہ فرماتا ہے كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ (سورہ بقرہ: ۱۸۳)۔ ترجمہ: تم پر اسی طرح روزے فرض کئے گے جس طرح تم سے پہلوں پر فرض کئے گے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ تشبیہ کا قاعدہ یہ ہے کہ

مشبہ بہ، مشبہ سے اقوی ہوتا ہے اور یہاں اس کے برعکس ہے کیونکہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں تو اس کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت فرمایا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ علم نہیں تھا کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں تشبیہ اس لیے نہیں ہے کہ ناقص کو کامل کے ساتھ ملایا جائے بلکہ اس لیے ہے کہ غیر معروف کو معروف کے ساتھ ملایا جائے یعنی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ معروف ہیں۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ یہاں پر مجموع کو مجموع کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آل ابراہیم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل سے افضل ہیں کیونکہ آل ابراہیم میں انبیاء علیہم السلام داخل ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل میں کوئی نبی نہیں ہے (عمدۃ القاری، نعمۃ الباری، ج۸، ص ۵۰۲)

مفتی احمد یار خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہاں تشبیہ سیرت کی بناء پر ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلوٰۃ ابراھیم علیہ السلام اور ان کی صلوٰۃ سے افضل ہے۔ چونکہ ابراھیم علیہ السلام نے ہمارے حضور کے لئے دعائیں مانگیں رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا اس کے شکریہ میں ہم لوگ ہر نماز میں ابراھیم علیہ السلام کو دعائیں دیتے ہیں (مراۃ، ج۲، ص ۹۸)

یہاں علمائے کرام نے متعدد جواب دئے ہیں مگر اختصار کی وجہ ذکر نہیں کئے گئے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيۡبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَسَلَّمۡ

اسم حضرت ابراھیم علیہ السلام

علامہ ابن قیم نے کہا ہے سریانی زبان میں ابراھیم کا معنی ہے اَبِ رَحِیم (مہربان باپ)۔

اللہ سبحانہ نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو دنیا کا تیسرا باپ بنایا۔ ہمارے پہلے باپ آدم علیہ السلام، دوسرے نوح علیہ السلام ہیں۔ تمام اہل زمین ان کی اولاد سے ہیں۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِيْنَ (سورہ الصافات:۷۷)۔ ترجمہ: ہم نے ان کی اولاد کو باقی رکھا ہے۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید کی مکی و مدنی ۲۵ سورتوں میں ۶۳ آیات میں آیا ہے۔ ذکر کی زیادتی فضیلت کی دلیل ہے۔

آل ابراھیم علیہ السلام سے مراد حضرت ابراھیم علیہ السلام کی اولاد ہے جو اسماعیل و اسحاق علیہما السلام سے ہے جیسا کہ ایک جماعت نے اس پر اعتبار کیا ہے (سعادت دارین)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آل ابراھیم علیہ السلام سے ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی حضرت ابراھیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔

ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) رحمہ اللہ رقمطراز ہیں **لا شك انه عليه السلام داخل فى آل ابراهيم فلا اشكال فى التشبيه وتحصل له الصلوة مرتين مرة بانفراده ومرة تحت العموم** (مرقاۃ، ج۲ص۲۰)۔ ترجمہ: اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراھیم کی اولاد میں داخل ہیں تو تشبیہ میں کوئی اشکال (اعتراض) نہیں ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو مرتبہ درود پیش کیا جاتا ہے۔ ایک بار انفرادی طور پر، دوبارہ عموم کے ماتحت۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک جلسہ میں دو مرتبہ درود بھیجا جاتا ہے۔ ایک بار حضرت ابراھیم علیہ السلام کی آل میں داخل ہونے کی وجہ سے۔ اور دوسری مرتبہ تنہا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ پڑھا جاتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

برکت کا معنی

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ۔ اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر برکت نازل فرما۔ تو درود شریف کے صیغوں میں برکت کا سوال کرنے کا ذکر بھی آیا ہے۔ تو برکت معنی ہے زیادتی افزائش اور تبریک کا۔ برکت کی دعا کرنے کو یہ لفظ بطور فعل اس طرح استعمال ہوتا ہے جیسے بَارَكَ اللّٰهُ۔ اللہ برکت دے۔ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْهِ۔ اللہ اس میں برکت دے۔ بَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔ اللہ اس پر برکت دے۔ بَارَكَ اللّٰهُ لَهُ۔ اللہ اس کے لئے برکت دے۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ روایت میں ہے بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اہل اور مال میں برکت دے (جلاء الافہام)

قرآن مجید میں اس کے استعمال کی مثالیں یہ ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَنْ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا (سورہ نمل:۸)۔ ترجمہ: مبارک ہے وہ جو اس آگ میں ہے اور اس کے اردگرد۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰى اِسْحَاقَ (سورہ الصافات:۱۱۳)۔ ترجمہ: ان پر اور سحاق پر ہم نے برکتیں نازل کیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّتِيْ بَارَكْنَا فِيْهَا (سورہ اعراف:۱۳۷)۔ ترجمہ: ہم نے اس میں برکتیں رکھیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِيْ بَارَكْنَا حَوْلَهُ (سورہ اسراء:۱)۔ ترجمہ: ہم نے اس (مسجد) کے اردگرد برکتیں رکھیں۔

نیز اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو مبارک فرمایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور شب قدر کو مبارک

فرمایا۔اورحق تعالیٰ نے خوداپنی ذات کوبرکت والافرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (سورہ اعراف:۵۴)۔ترجمہ: بابرکت ہےاللہ سارے جہانوں کا مالک ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (سورہ فرقان:۱)۔ترجمہ: نہایت بابرکت ہے وہ جس نے فرقان اپنے بندے پر نازل کیا تاکہ سارے جہاں والوں کے لئے خبردار کرنے والا ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ (سورہ مؤمنون:۱۴)۔ترجمہ: نہایت بابرکت ہے اللہ سب سے بہترین پیدا کرنے والا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ (سورہ ملک:۱)۔ترجمہ: بابرکت ہے وہ ذات جس کے قبضہ میں سلطنت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (سورہ رحمٰن:۷۸)۔ ترجمہ: بابرکت ہے آپ کے رب کا نام جو بزرگی اورعزت والا ہے۔

صلوۃ میں برکت سے مراد یہ ہے کہ جو برکتیں حضرت ابراھیم علیہ السلام پرنازل فرمائیں حضرت محمد ﷺ پرنازل ہوں۔اسی لئے صلوۃ کے صیغوں میں بار بار برکت کی دعا کی گئی ہے۔جب ہم کہتے ہیں اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ تواس کا مطلب ہوتا ہے اے اللہ! محمد ﷺ کا ذکر، دعوت اور شریعت کو دائمی کردے اور حضور ﷺ کی امت کو آپ ﷺ کی برکت وسعادت کی پہچان کرادے کہ تو ان کے بارے میں سرکار ﷺ کی شفاعت قبول فرمائے گا اوران کو جنتوں میں داخل فرمائے گا اوران کو اپنی رضامندی کے گھر میں

ٹھہرائے گا (سعادت دارین)

اَلنَّبِیُّ

درود کے صیغوں میں اسم النبی بھی مذکور ہے۔اوراس کی تشریح آیت صلوٰتیہ میں گذرچکی ہے۔اس لئے اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اَلْاُمِّیُّ

الامی (کسی سے) پڑھے ہوئے نہیں۔حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ صلاۃ میں الامی مذکور ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دھلوی تحریر فرماتے ہیں اُمّیؐ حضور ﷺ کا خاص لقب ہے جو توریت وانجیل اورتمام آسمانی کتابوں میں مذکور ہے۔لغت میں امی اسے کہتے ہیں جو پڑھنا لکھنا نہ جانتا ہو، کسی مکتب و مدرسہ میں نہ گیا اورنہ کسی سے سیکھا ہو۔یہ لفظ ام (ماں) اصل کی طرف منسوب ہے یعنی اسی حالت پر ہو جس پر وہ ماں کے شکم سے پیدا ہوا تھا۔

نگارمن بمکتب نرفت وخط نہ نوشت ☆ بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

یتیمے کہ نہ کردہ قران درست ☆ کتب خانہ چندملت بشست

ترجمہ: میرا محبوب جو کبھی مکتب (مدرسہ) میں بھی نہیں گیا، لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا وہ اپنے اشاروں سے سینکڑوں مدرسوں کا معلم (استاد) بن گیا۔جو یتیم اس نے پڑھنا بھی نہ سیکھا ہو اس نے کتنے ہی مذھبوں کے کتب خانے دھوڈالے (منسوخ کردئے)۔

وہ دریتیم جس نے کسی سے قرآن بھی درست نہیں کیا تھا اس نے آکر سابقہ ملتوں کے کتب

خانے دھوڈالے (انہیں منسوخ کردیا)۔

بہ تعلیم آداب اوراچہ حاجت　　　　کہ اوخودز آغاز آمد مؤدب

اسے تعلیم اورادب سکھانے کی کیا حاجت وضرورت ہے جو آغاز سے ہی باادب پیدا ہوا ہو۔

حضور ﷺ کے لئے اس معنی کی صحت کے باوجود ام القری (مکہ معظّمہ) کی طرف نسبت کی وجہ سے بھی اُمّی کہتے ہیں۔ یا ام الکتاب (لوح محفوظ) کی نسبت پر اُمّی کہتے کہ مکتب ملکوت میں ادبنی ربی (میرے رب نے مجھ کوادب سکھایا) کے مطابق رب تعالیٰ سے ادب سیکھا ﷺ (اشعۃ المعات)۔ یا اصلِ کائنات ہونے کی وجہ سے آپ کو اُمّی کہا جاتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (بیشک توتعریف کیا گیا، بزرگ ہے)۔ صلوٰۃ منقولہ کے متعدد صیغوں کے آخر میں حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ مذکور ہے۔ صلوٰۃ کا ان دوناموں پر ختم کرنے کی مناسبت یہ ہے کہ صلوۃ میں مطلوب دراصل رسول اللہ کی تکریم اور ثنا بیان کرنا ہے۔

حمید، فعیل کے وزن پر حمد سے مشتق ہے۔ بمعنی محمود (تعریف کیا گیا) ہے۔

مجید، فعیل کے وزن مجد سے بنا ہے (بزرگی والا)۔

قران کریم میں اللہ تعالیٰ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے گھر والوں کی شان میں فرماتا ہے

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (سورہ ھود: ۷۳)۔ ترجمہ: فرشتے بولے کیا اللہ کے کام پر تعجب کرتی ہو۔ اللہ کی

رحمت اوراس کی برکتیں ہوں تم پر اے گھر والو۔ بے شک وہی ہے سب خوبیوں والا، عزت والا۔

حمید محمود سے زیادہ بلیغ ہے۔ اس سے مراد وہ ذات ہے جو تمام صفات کی مالک ہے۔

علامہ علی قاری فرماتے ہیں فَعِيْلٌ بِمَعْنٰى مَفْعُوْل اَىْ مَحْمُوْدٌ فِىْ ذَاتِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَاَفْعَالِهٖ بِالسُّنَّةِ خَلْقُهٗ اَوْ بِمَعْنٰى فَاعل فَاِنَّهٗ يَحْمد ذَاته وَاَوْلِيَائه وَفِى الْحَقِيْقَةِ وَهُوَ الْحَامِدُ وَهُوَ الْمَحْمُوْدُ۔

لفظ حمید بروزن فعیل صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور مفعول کے معنی میں ہے۔ اپنی ذات اور اپنی صفتوں اور اپنے کاموں اور اپنی مخلوق کی زبانوں سے تعریف کیا ہوا۔ یا حمید فاعل کے معنی میں ہے کیونکہ وہ اپنی خود تعریف فرماتا ہے۔ اور اپنے دوستوں کی تعریف فرماتا ہے اور درحقیقت وہی حامد (تعریف کرنے والا) اور وہی محمود (تعریف کیا ہوا اور لائق تعریف ہے) اور وہی تمام لائق تعریف کاموں والا ہے۔

درود پاک کا آغاز اللّٰھم سے ہوتا ہے اور انك حميد مجيد اللہ کے دوناموں پر ختم ہوتا ہے

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ

خاتمہ

کیا غیر انبیاء ورسل پر درود پڑھنا درست ہے

غیر انبیاء پر تبعاً صلوٰۃ بھیجنا جائز ہے جیسا کہ حدیث شریف میں گزر چکا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ۔ اختلاف تو اس بات میں ہے کہ اگر انبیاء سے الگ کسی کا نام لیا جائے تو کیا اس پر صلوٰۃ بھیجنا جائز ہے؟ بعض حضرات نے اسے جائز قرار دیا ہے اور قرآن وسنت سے دلائل پیش کئے ہیں۔

جن آیات سے انہوں نے استدلال کیا ہے وہ یہ ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ (سورۃ الاحزاب:۴۳)۔

ترجمہ: وہی ہے جو تم پر رحمتیں نازل کرتا ہے اور اس کے فرشتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ (سورۃ البقرہ:۱۵۷)

ترجمہ: وہی یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے برکتیں اور رحمت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا وَصَلِّ عَلَیْھِمْ (سورۃ التوبہ:۱۰۳)۔ ترجمہ: اے محبوب ان کے مال سے زکوۃ وصول کریں جس سے وہ ستھرے اور پاکیزہ ہو جائیں اور آپ ان کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔

اور ان احادیث سے حجت پکڑی ہے۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کسی قوم کا صدقہ آتا تو آپ ﷺ ان کے لئے دعا کرتے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْھِمْ۔ جب میرے والد اپنا صدقے کا مال لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی بیوی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھ پر اور میرے خاوند پر صلوٰۃ بھیجئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکِ وَعَلٰی زَوْجِکِ۔

لیکن جمہور علماء اس کے خلاف ہیں اور وہ غیر انبیاء پر صلوٰۃ بھیجنے کو جائز نہیں سمجھتے جب انبیاء سے الگ ان کا ذکر کیا جائے کیونکہ صلوٰۃ وسلام انبیاء کے لئے شعار کی حیثیت اختیار کر گیا ہے اور ان کے ساتھ مخصوص ہو گیا ہے۔ اس لئے غیر انبیاء کے لئے یہ الفاظ استعمال نہ کئے جائیں (تفسیر ابن کثیر، ج۵، ص۲۲۷)

عکرمہ (مولیٰ ابن عباس) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا لَا تُصَلُّوْا صَلَاۃً عَلٰی اَحَدٍ اِلَّا عَلَی النَّبِیِّ وَلٰکِنْ یُدْعٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ بِالْاِسْتِغْفَارِ (فضل الصلوۃ علی النبی، ص۶۷، حدیث۷۵)۔ نبی ﷺ کے علاوہ کسی پر بھی (خاص اور انفرادی) درود نہ پڑھو لیکن مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے استغفار کی دعا کی جاتی ہے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صَلُّوْا عَلٰی اَنْبِیَاءِ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ بَعَثَھُمْ کَمَا بَعَثَنِیْ (الشفا)۔ تم اللہ کے نبیوں اور اس کے رسولوں پر درود بھیجو۔ بیشک اللہ نے ان کو بھیجا ہے جیسا کہ اللہ نے مجھے بھیجا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے خط میں لکھا اما بعد! لوگوں میں سے کچھ لوگ آخرت کے اعمال سے دنیا چاہتے ہیں اور لوگوں میں سے بعض قصہ گو خطیبوں نے اپنے خلفاء وامراء کے لئے نبی ﷺ پر درود جیسے درود کو ایجاد کر لیا ہے۔ لھذا جب میرا یہ خط تمھارے پاس پہنچے تو

انہیں حکم دو کہ وہ نبیوں پر درود پڑھیں اور عام مسلمانوں کے لئے دعا کریں اور اس کے علاوہ دوسری باتیں چھوڑ دیں (فضل الصلوۃ علی النبی، ص ۶۸، حدیث ۷۶)۔ یہ روایت مصنف ابی شیبہ میں بھی ہے (حاشیہ، مسالک الحنفاء)۔

تمام انبیاء اور فرشتوں پر مستقلا صلوۃ بھیجنے کے استحباب پر علماء کا اجماع ہے۔ اور جمہور علماء کے ہاں غیر انبیاء پر مستقلا صلوۃ نہیں بھیجنا چاہیے چونکہ لفظ صلوٰۃ کا استعمال سلف کے باب انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص رہا ہے۔ محمد عزوجل نہیں کہا جاتا اگرچہ محمد علیہ الصلوۃ السلام عزیز وجلیل ہیں۔ تبعاً ضمناً غیر انبیاء، آل، اصحاب، ازواج اور اتباع پر درست وصحیح ہے (نعمۃ المنعم)

علامہ بدرالدین محمود احمد عینی (متوفی ۸۵۵ھ) لکھتے ہیں امام احمد کے نزدیک غیر انبیاء پر استقلالاً صلوٰۃ بھیجنا جائز ہے۔ اور امام ابوحنیفہ، ان کے اصحاب، امام مالک، امام شافعی اور ابن کثیر کے نزدیک انبیاء علیہم السلام کے غیر پر انفراداً اصلوٰۃ نہ بھیجی جائے لیکن ان پر تبعاً بھیجی جاسکتی ہے (تبیان القرآن، ج ۵، ص ۲۴۹، عمدۃ القاری، ج ۹، ص ۹۵)۔

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ ﷺ پر درود کیسے بھیجیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یوں کہو **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ** (بخاری کتاب الانبیاء، مبارق الازھار، ج ۳، ص ۲۲۰)۔ اے اللہ! حضرت محمد ﷺ اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر رحمتیں بھیج جیسی رحمتیں حضرت ابراھیم علیہ السلام پر نازل کیں

اور حضرت محمد ﷺ اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر ویسی برکتیں نازل کر جیسی برکتیں حضرت ابراھیم علیہ السلام پر نازل کیں۔ بیشک تو حمد و بزرگی والا ہے۔

علامہ عبداللطیف (الشہیر ابن الملک) فرماتے ہیں اس حدیث میں بالتبع غیر نبی پر صلوۃ بھیجنے کا جواز ثابت ہے۔ **اللّٰھم صل علی ابی بکر** نہیں کہا جائے گا۔ پھر اگر تم کہو کہ صلوۃ اللہ کی طرف سے بمعنی رحمت ہے جو ہر مسلمان کے لئے جائز ہے تو پھر غیر نبی کے لئے کیوں جائز نہیں تو ہم جواب میں کہیں گے کہ یہ مثالیں توقیفی ہیں اور سلف سے اس کا استعمال غیر نبی کے حق میں نقل نہیں کیا گیا۔ جیسے کہا جاتا ہے اللہ عزوجل نے فرمایا اور یہ نہیں کہا جائے گا نبی عزوجل نے فرمایا اگرچہ نبی ﷺ اللہ کے نزدیک عزیز بھی ہیں اور جلیل بھی۔

اگر تم یہ کہہ دو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ غیر نبی پر صلوۃ بھیجنا جائز ہے تو ہم کہیں گے کہ جو صلوۃ بمعنی تعظیم وتکریم ہے وہ غیر نبی کے لئے نہیں کہا جائے گا۔ لیکن جب صلوۃ بمعنی دعا ہو تو پھر کہا جائے گا جیسا **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی آلِ اَبِیْ اَوْفٰی** (اے اللہ رحمت نازل فرما آل ابی اوفی پر)۔ یہ دوسرے قبیل سے (دعا کے معنی میں) ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ ان چیزوں سے ہے جو نبی ﷺ کے ساتھ خاص کی گئی ہیں۔ اس دلیل کے ساتھ **ان السلف لم یستعملوھا مطلقا والسلام کالصلاۃ فلا یقال ابوبکر علیہ السلام** (مبارق الازھار، شرح مشارق الانوار، ج ۳، ص ۲۲۱) کہ سلف نے اس طرح اس کو استعمال نہیں کیا اور سلام بھی درود کی طرح ہے اس لئے ابوبکر علیہ السلام نہیں کہا جائے گا۔

حضرت امام قاضی عیاض رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۴) فرماتے ہیں وَالَّذِی ذَهَبَ اِلَیْهِ الْمُحَقِّقُوْنَ وَاَمِیْلُ اِلَیْهِ مَا قَالَهُ مَالِكٌ وَسُفْیَان رَحِمَهُمَا اللّٰهُ وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاخْتَارَهُ غَیْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْفُقَهَاءِ الْمُتَكَلِّمِیْنَ اَنَّهُ لَا یُصَلّٰی عَلٰی غَیْرِ الْاَنْبِیَآءِ عِنْدَ ذِكْرِهِمْ بَلْ هُوَ شَیْءٌ یَخْتَصُّ بِهِ الْاَنْبِیَاءُ تَوْقِیْرًا وَتَعْزِیْزًا كَمَا یُخَصُّ اللّٰهُ تَعَالٰی عِنْدَ ذِكْرِهِ بِالتَّنْزِیْهِ وَالتَّقْدِیْسِ وَالتَّعْظِیْمِ وَلَا یُشَارِكُهُ فِیْهِ غَیْرُهُ كَذٰلِكَ یَجِبُ تَخْصِیْصُ النَّبِیِّ ﷺ وَسَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ بِالصَّلٰوةِ وَالتَّسْلِیْمِ وَلَا یُشَارِكُ سِوَاهُمْ كَمَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهِ وَیَذْكُرُ مَنْ سَوَاهُمْ مِنَ الْاَئِمَّةِ وَغَیْرِهِمْ كَمَا قَالَ تَعَالٰی یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَقَالَ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ بِالْغُفْرَانِ وَالرِّضٰی اَیْضًا فَهُوَ اَمْرٌ لَمْ یَكُنْ مَعْرُوْفًا فِی الصَّدْرِ الْاَوَّلِ كَمَا قَالَ اَبُوْ عِمْرَانَ وَاِنَّمَا اَحْدَثَهُ الرَّافِضَةُ وَالْمُتَشَیِّعَةُ فِیْ بَعْضِ الْاَئِمَّةِ فَشَارَكُوْهُمْ عِنْدَ الذِّكْرِ لَهُمْ بِالصَّلَاةِ وَسَاوَوْهُمْ بِالنَّبِیِّ ﷺ فِیْ ذٰلِكَ وَاَیْضًا فَاِنَّ التَّشَبُّهَ بِاَهْلِ الْبِدَعِ مَنْهِیٌّ عَنْهُ فَیَجِبُ مُخَالَفَتُهُمْ فِیْمَا الْتَزَمُوْا مِنْ ذٰلِكَ (الشفاء، ج ۲)۔

ترجمہ: وہ امر جس کی طرف علماء محققین گئے ہیں اور میرا بھی اسی طرف رجحان ہے جس کے قائل امام مالک اور سفیان ثوری ہیں اور ابن عباس سے منقول ہے اور جسے فقہا اور متکلمین نے بھی پسند کیا ہے یہ ہے کہ غیر انبیاء پر ان کے ذکر کے وقت درود نہ بھیجا جائے بلکہ یہ بات صرف انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہ ان کی عزت وتوقیر کے لحاظ سے ہے جیسا

کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت پاکیزگی (سبحان) تقدس وتعظیم کا ذکر ہوتا ہے۔ اس میں اس کا غیر شریک نہیں ہوتا۔ ایسا ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء کی صلوۃ وسلام کے ساتھ تخصیص ضروری ہے۔ اس میں ان کے سوا کوئی دوسرا ان کا شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی فرمایا ہے کہ تم ان پر درود اور سلام بھیجو۔ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ دوسرے اماموں کے ساتھ مغفرت اور رضوان کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جو لوگ نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے۔ اور یہ بات بھی ہے کہ یہ امر یقینی نبیوں کے سوا دوسروں پر درود بھیجنا پہلے طبقے کے لوگوں میں رائج نہیں تھا۔ جیسا ابو عمران نے کہا ہے کہ اس کو صرف رافضیوں اور شیعوں نے بعض اماموں کے بارہ میں ایجاد کیا۔ انہیں ائمہ (اہل بیت) کو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ دورد میں شریک کیا۔ اور ان (درود) میں اماموں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ برابر کر دیا۔ اور یہ بات بھی ہے کہ بدعتیوں کے ساتھ مشابہت ممنوع ہے۔ اب ان کی مخالفت ضروری ہے اس میں جن کا انہوں نے اس چیز کا التزام کر لیا ہے۔

صاحب درمختار فرماتے ہیں اور نہ درود پڑھا جائے نبیوں کے سوا پر مگر بطور پیروی۔ اور کیا لفظ ترحم کا بولنا نبی پر جائز ہے؟ اس میں دو قول ہیں جواز اور عدم جواز کے جیسا زیلعی میں ہے۔ اور میں کہتا ہوں اور ذخیرہ میں ہے کہ ترحم کا لفظ نبی پر بولنا مکروہ ہے (کیونکہ صلوۃ کی طرح یہ تعظیم پر دلالت نہیں کرتا)۔ اور امام سیوطی نے تبعا جائز قرار دیا ہے نہ مستقلا تو دونوں

قولوں کا اختلاف رفع ہو گیا۔ہم اللہ سے توفیق مانگتے ہیں۔

صحابہ کو رضی اللہ عنہ کہنا مستحب ہے اور ان لوگوں کو جن کی نبوت میں اختلاف ہے جیسے ذو القرنین،لقمان رضی اللہ عنہما۔اور کہا گیا ہے کہ یوں کہا جانا درود نبیوں پر اور اس پر بھی سلام ہو جیسا کہ کرمانی کی شرح مقدمہ میں مذکور ہے۔اور ترحم کا لفظ تابعین اور ان کے بعد والوں پر بولا جائے اور علماء اور تمام نیک لوگوں پر۔اور اسی طرح اس کا عکس بھی جائز ہے کہ صحابہ کے لئے اور رضی اللہ عنہ تابعین اور بعد والوں کے لئے۔اس کا کرمانی نے ذکر کیا ہے۔

(لہٰذا کتب فقہ میں امام کے نام پر رضی اللہ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ دونوں لفظ مذکور ہیں)(غایۃ الاوطار ترجمہ در المختار،ج ۴،ص ۵۱۶،مسائل شتی)

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ

کیا علیہ السلام غیر انبیاء پر بولنا جائز ہے؟

قران مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ۔ترجمہ:اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔

سورہ بینہ میں فرمایا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ۔
ترجمہ:اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔یہ مرتبہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔

قرآن مجید میں ہے وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی (سورہ طہٰ:۴۷)۔ترجمہ:اس پر سلام ہو جس نے راہ راست اختیار کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی (سورہ نمل:۵۹)۔ترجمہ:اللہ

کی طرف سے سلامتی اس کے برگزیدہ بندوں پر (مراد انبیاء کرام ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعَالَمِیْن (سورہ صافات:۷۹)۔ترجمہ: حضرت نوح پر رحمت ہو جہاں والوں میں۔

علامہ شہاب الدین احمد خفاجی فرماتے ہیں وقد قیل علیہ السلام مثل الصلوۃ مخصوص بالانبیاء ایضا فلا یقال فی غیرھم علیہ السلام کما صرح بہ الفقھاء فھو مکروہ تنزیھا (نسیم الریاض،ج ۵،ص ۹۶)۔اور بلاشبہ کہا گیا ہے کلمہ علیہ السلام لفظ صلوۃ کی مثل ہے۔نبیوں کے ساتھ مخصوص ہے تو نبیوں کے سوا کسی اور پر علیہ السلام نہیں کہا جائے گا۔فقہا نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ غیر انبیاء پر یہ بولنا مکروہ ہے۔

امام ابوزکریا یحی بن شرف النووی الدمشقی (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں وَاَمَّا السَّلَامُ فَقَالَ الشَّیْخُ اَبُوْ مُحَمَّدٍ الْجُوَیْنِیُّ مِنْ اَصْحَابِنَا ھُوَ فِیْ مَعْنَی الصَّلٰوۃِ فَلَا یُسْتَعْمَلُ فِی الْغَائِبِ، فَلَا یُفْرَدُ بِہٖ غَیْرَ الْاَنْبِیَآءِ، فَلَا یُقَالُ عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَامُ، وَ سَوَآءٌ فِیْ ھٰذَا الْاَحْیَاءِ وَالْاَمْوَاتِ وَاَمَّا الْحَاضِرُ فَیُخَاطَبُ بِہٖ فَیُقَالُ سَلَامٌ عَلَیْكَ، اَوْ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ، اَوْ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَوْ عَلَیْکُمْ، وَھٰذَا مُجْمَعٌ عَلَیْہِ (کتاب الاذکار،ص ۱۰۸)۔ہمارے علماء میں سے شیخ ابو محمد الجوینی فرماتے ہیں کہ سلام صلوٰۃ کے معنی میں ہے اس لئے اسے غائب شخص کے لئے نہیں بولا جا سکتا (بلکہ اس کا حاضر ہونا ضروری ہے) اور نہ انبیاء کے علاوہ دوسروں پر بولا جا سکتا ہے۔یہ کہنا ہرگز جائز نہیں عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ پھر وہ غائب شخص خواہ زندہ ہو یا مردہ۔اور حاضر شخص کو مخاطب کیا جائے گا اور کہا جائے گا سَلَامٌ عَلَیْكَ، سَلَامٌ عَلَیْکم، اَلسَّلَامُ

عَلَيْكَ یا السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ۔ اس امر پر سب کا اتفاق ہے۔

امام احمد قسطلانی لکھتے ہیں وفرق آخرون بینه وبین الصلاة بأن السلام یشرع فی حق کل مؤمن حی ومیت، غائب وحاضر، وهو تحیة اهل الاسلام، بخلاف الصلاة فانها من حقوق النبی ﷺ وآله، ولهذا یقول المصلی: السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین، ولا یقول: الصلاة علینا، فظهر الفرق (مسالک الحنفا الی مشارع الصلاۃ علی المصطفیٰ، ص ۵۱۴)۔

یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ اکثر لوگ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ علیہ السلام یا کرم اللہ وجہہ کہتے یا لکھتے ہیں۔ باقی صحابہ کے متعلق ایسا نہیں کرتے۔ معنی کے لحاظ سے اگر چہ یہ درست ہے لیکن تمام صحابہ میں یکسانیت ضروری ہے۔ ان کی عطا، تعظیم وتکریم کا یہی تقاضہ ہے کہ حضرت ابوبکر، عمر، اور عثمان رضی اللہ عنہم ان الفاظ کے زیادہ مستحق ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ احزاب)

علامہ عبدالعزیز پرہاروی لکھتے ہیں لا یجوز التصلیة والتسلیم علی غیر الانبیاء استقلالا عند المحققین من اهل السنة خلافا للروافض فانهم یصلون ویسلمون علی اهل البیت (نبراس، ص ۱۰)۔ محققین اہل سنت کے نزدیک صلوۃ وسلام غیر انبیاء پر استقلالاً جائز نہیں ہے بخلاف روافض کے۔ تو بیشک روافض لوگ اہل بیت پر درود وسلام بھیجتے رہتے ہیں اللہ برتر کے اس ارشاد سے حجت پکڑتے ہوئے أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ (سورۃ البقرۃ: ۱۵۷)۔
ترجمہ: یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کے درود ہیں اور رحمت۔ اور سلام زندوں اور مردوں

پر بھیجا جاتا ہے (لہٰذا ائمہ اہل بیت پر بھیجنا جائز ہے)۔

اور ہمارا پہلا جواب یہ ہے کہ بعض شیعہ نے اہل بیت میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور انہوں نے درود وسلام ان پر پڑھنا اور لکھنا شروع کر دیا۔ ان سے پہلے سلف میں یہ طریقہ نہیں تھا۔ تو ہمارے لئے ان کی مخالفت کرنا لازمی ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ صلوٰۃ وسلام کہنا عرف سلف میں نبیوں کا شعار ہے۔ تو اس کو انہیں کے ساتھ خاص کرنا چاہیے جیسا کہ یوں کہنا جائز نہیں کہ نبی عزوجل ہیں اگرچہ آپ ﷺ عزیز اور جلیل ہیں (نبراس، ص ۱۰)۔

امام احمد بن محمد قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۹۲۳ھ) فرماتے ہیں کہ بعض ناقلین کی عادت ہے کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہما کے لئے سلام کا لفظ استعمال کرتے ہیں مثلاً علیہا السلام کہتے ہیں اور باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے یہ لفظ استعمال نہیں کرتے۔ تو اگرچہ معنوی طور پر یہ صحیح ہے (کیونکہ مراد سلام یا تعظیم ہے) لیکن یہ مکروہ ہے یا خلاف اولیٰ ہے۔ اس سلسلے میں زیادہ مناسب ہے کہ تمام صحابہ کرام کے درمیان مساوات اختیار کرنی چاہیے کیونکہ یہ تعظیم وتکریم کے باب سے ہے اور شیخین (حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق)، نیز حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم ان دونوں حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما سے اس بات کے زیادہ لائق ہیں (المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، ج ۹، ص ۲۳۴)

علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں وَيُسْتَحَبُّ التَّرَضِّي وَالتَّرَحُّمُ عَلَى الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ فَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْعِبَادِ وَسَائِرِ الْأَخْيَارِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَأَبُو حَنِيفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَوْ رَحِمَهُ اللهُ أَوْ نَحْوُ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ رَضِيَ اللهُ

عَنۡهُ مَخۡصُوۡصًا بِالصَّحَابَةِ بَلۡ يُقَالُ فِيۡهِمۡ رَحِمَهُ اللّٰهُ (روح البیان)۔رضی اللہ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ کہنا لکھنا صحابہ، تابعین اوران کے بعد کے علماء، صلحا اور تمام نیک لوگوں کے لئے جائز ہے۔مثلا کہا جائے ابوبکر رضی اللہ عنہ یا ابوحنیفۃ رضی اللہ عنہ یا رحمۃ اللہ یا اس جیسے اور الفاظ۔یہ رضی اللہ عنہ کہنا صحابہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ انہیں رحمۃ اللہ علیہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

امام شمس الدین محمد سخاوی فرماتے ہیں علماء اسلام نے سلام عرض کرنے کے متعلق اختلاف فرمایا ہے یعنی کیا صلوۃ کے معنی میں ہے؟ عن علی علیہ السلام یا اس کے جو مشابہ الفاظ ہیں کہنا مکروہ ہے یا نہیں؟ علماء کے ایک گروہ نے سلام کو بھی غیر نبی کے لئے مکروہ قرار دیا ہے جن میں ایک ابومحمد اجوینی ہیں۔انہوں نے عن علی علیہ السلام میں فرق کیا ہے کہ سلام ہر مومن زندہ مردہ غائب وحاضر کے لئے جائز ہے۔یہ اہل اسلام کی دعا ہے۔بخلاف صلاۃ کے کیونکہ صلاۃ نبی کریم ﷺ اور آپ کی آل اطہار کے حقوق میں سے ہے۔اس لئے تو نمازی کہتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَيۡنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيۡنَ۔ اَلصَّلٰوةُ عَلَيۡنَا نہیں کہتا۔پس فرق واضح ہوگیا۔والحمدللہ (قول بدیع اردو)

مفتی احمد یار خان رحمہ اللہ لکھتے ہیں ہم حضور انور ﷺ یا دوسرے انبیاء کرام یا فرشتوں کو دُعا علیہ الصلوٰۃ والسلام یا ﷺ کے الفاظ سے دعائیں دیں گے اور عام مسلمانوں کو مرحوم مغفور، غفرلہ کے الفاظ سے دعائیں دیں گے۔مقبول امتیوں کو رحمۃ اللہ علیہ یا رضی اللہ عنہ کے الفاظ سے دعائیں دیں گے۔نبی اور فرشتوں کے سواء کسی اور کو علیہ السلام یا ﷺ نہیں کہہ سکتے۔لہٰذا علی علیہ السلام یا امام حسین علیہ السلام نہیں کہنا چاہیے۔

اسی طرح حضرت جبریل یا حضرت موسیٰ کو رحمۃ اللہ علیہ یا رضی اللہ یا مرحوم مغفور نہیں کہہ سکتے۔اس کی تفصیل روح المعانی میں اسی مقام پر دیکھو۔اسی طرح حضور ﷺ کو عزوجل نہیں کہہ سکتے۔یہ رب تعالیٰ کے لیے ہے اگرچہ حضور انور ﷺ اللہ کے کرم سے عزت والے بھی ہیں اور جلیل بھی (روح المعانی)۔

اس مسئلہ کا ماخذ وہ آیت کریمہ ہے يَآ اَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا۔علیہ کی ضمیر نبی ﷺ کی طرف ہے جس سے اشارۃً معلوم ہوا صلوۃ وسلام نبی کے لیے ہے، دوسرے انسان کے لیے نہیں۔بعض لوگ علی علیہ السلام، حسین علیہ السلام کہتے ہیں۔وہ جاہل ہیں۔یہ ہی روافض کی علامت ہے (از روح المعانی)۔یہ مسائل اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے (تفسیر نعیمی، ج۱۱،ص ۲۳)۔یہاں مفتی صاحب رحمہ اللہ نے بہت اچھی وضاحت فرمائی ہے مگر شان حبیب الرحمن ص ۳۱۲ پر امام حسین علیہ السلام اور ص ۳۱۳ پر حضرت امام حسین علیہ السلام لکھا ہوا ہے۔ممکن ہے کہ یہ کتابت کی غلطی ہو۔

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں تاہم ہمارے نزدیک ان (اہل سنت حضرات) کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ عنہم لکھتے ہیں۔ان کی زیادہ تکریم ہے کیونکہ رضی اللہ عنہ کا لفظ عرف اور شرع میں صحابہ کرام کے ساتھ مخصوص ہے اور علیہ السلام کا لفظ عام مؤمنین کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے (نعمۃ الباری، ج۸،ص ۶۴۹)۔

شیخ محمد علی صابونی فرماتے ہیں کہ بعض علماء کا خیال ہے کہ غیر انبیاء پر درود پڑھنا جائز ہے کیونکہ (معناها الدعا) صلوۃ کا معنی دعا ہے اور دعا انبیاء اور غیر انبیاء سب کے لئے جائز ہے۔اور انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا جو رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے

کہ آپ ﷺ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی آلِ اَبِی اَوْفٰی ۔ اے اللہ ابواوفی (علقمہ بن خالد بن حارث) کے آل واولاد پر رحمت فرما (کیونکہ عربی زبان میں لفظ صلوۃ دعا اور رحمت کے معنی آتا ہے)۔

اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ صلوۃ (درود) شعار (علامت) ہے۔ اور یہ صرف نبیوں کے ساتھ خاص ہے تو غیر انبیاء کے لئے جائز نہیں ہے۔ تو یہ کہنا بھی درست نہیں ہے کہ تو کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی الشَّافِعِیِّ اور علی ابی حنفیہ اور صرف ان پر ترحم ہے۔ اور صحابہ کرام تابعین عظام کے نام کے ساتھ ترضی (رضی اللہ عنہ) کہنا جائز ہے۔ اور صلوۃ پڑھنا درست نہیں ہے کیونکہ درود پڑھنا انبیاء ومرسلین کے شعار سے ہے۔

علامہ ابوسعود فرماتے ہیں صلوۃ تبعا غیر انبیاء پر جائز ہے اور مستقلا مکروہ ہے کیونکہ عرف میں رسولوں کے ذکر کی علامت ہے۔ اور اسی لئے یہ کہنا جائز نہیں محمد عزوجل اس کے باوجود کہ آپ ﷺ عزیز ہیں۔ اور تبعا درود بھیجنے سے مراد یہ ہے کہ تم یوں کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَتْبَاعِہِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ تو تمہارا یہ کہنا جائز نہیں ہوگا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی ذُرِّیَّۃِ مُحَمَّدٍ وَّلَا عَلٰی اَزْوَاجِ مُحَمَّدٍ (تغیر آیات الاحکام، ج ۲، ص ۲۶۶)۔

اور شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی لکھتے ہیں کہ اھل سنت کا مذھب یہی ہے کہ صلوۃ بالاستقلال غیر انبیاء کی شان میں کہہ سکتے ہیں۔ اس کی سند یہ ہے کہ اہل سنت کی کتب قدیمہ حدیث میں، بالخصوص ابوداؤد وصحیح بخاری میں حضرت علی، حضرات حسنین وحضرت فاطمہ وحضرت خدیجہ وحضرت عباس کے ذکر کے ساتھ لفظ علیہ السلام مذکور ہے۔ البتہ بعض علماء ماوراء النھر نے شیعہ کی مشابھت کے لحاظ سے اس کو منع لکھا ہے لیکن فی الواقع مشابھت بدوں کی

امر خیر میں منع نہیں (فتاوی عزیزی، ص ۲۳۵)۔

نیز قرآن مجید میں بھی وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی (سورہ طہ: ۴۷)۔ ترجمہ: اس پر سلام ہو جس نے راہ راست اختیار کی۔ اہل قبور پر سلام السلام علیکم یا اھل القبور پڑھا جاتا ہے۔ نیز مسلمان ایک دوسرے کو السلام علیکم وعلیکم السلام کہتے ہیں بمعنی دعا۔

امام رازی تفسیر کبیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں ممکن ہے تفسیر کبیر میں ناسخ کی غلطی ہو۔

علامہ شمس الدین ابن قیم جوزی حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) نے سلام بھیجنے کے مسئلہ میں علامہ ابومحمد جوینی (متوفی ۴۳۸ھ) سے اختلاف کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں دوسرے علماء نے صلواۃ وسلام میں فرق کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ سلام کا لفظ مومن کے حق میں شروع ہے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ، حاضر ہو یا غالب کیونکہ یہ کہنا معروف اور معمول ہے کہ فلاں شخص کو میرا سلام پہنچا اور یہ اہل اسلام کی تحیہ (تعظیم) ہے بخلاف صلوۃ کے کیونکہ وہ رسول ﷺ کا حق ہے۔ اس لئے نماز کے تشہد میں پڑھتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اور اس سے ان دونوں کے درمیان فرق معلوم ہو گیا (تبیان القرآن، ج ۵، ص ۲۴۹ بحوالہ جلا الافھام ص ۲۶۰)

علامہ نظام الدین نیشاپوری (متوفی ۷۲۸ھ) لکھتے ہیں واما السلام فلا کلام علیہ لانہ جائز فی حق جمھور المسلمین فکیف لا یجوز فی آل الرسول؟ (تفسیر غرائب القرآن، ج ۳، ص ۵۲۷)۔

علامہ سعدی لکھتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے غیر پر تبعا صلوۃ وسلام بھیجنا جائز ہے اور انفراداً اور استقلالاً صلوۃ بھیجنا مکروہ تنزیہی ہے۔ صرف سلام بھیجنا بلا کراہت جائز ہے۔ یہی جمہور کا مسلک ہے اور یہی ہمارا (علامہ سعیدی کا) موقف ہے (تبیان القرآن، ج ۵، ص ۲۵۱)۔

حضرت علامہ سعید احمد کاظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں بالاتفاق اور علی الاطلاق غیر انبیاء وملائکہ علیہم السلام کے لئے بالاستقلال تنہا سلام کو آج تک کسی نے نہ ممنوع کہا اور اگر کسی نے ایسا دعوی کیا ہے تو اس کا تعاقب کیا گیا ہے۔

جلیل القدر علمائے متقدمین ومتاخرین اور اکابر اہل سنت وفقہائے احناف میں ایسے محققین بکثرت ہوئے جن کے نزدیک اہل بیت اطہار وائمہ کبار کے لئے مستقلا علیہ السلام بولنا بلا کراہت جائز ہے (سیف القادری علی عنق الناصبی، ص ۹۳ بحوالہ پندرہ روزہ السعید رحمۃ العالمین نمبر، ملتان)

مفتی محمود حسن صاحب اور قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیو بند نے غیر انبیاء پر علیہ السلام کا دعائیہ جملہ بولنے لکھنے کو جائز قرار دیا ہے۔ اس کی تفصیل (کتاب) شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے صفحہ ۲۹۳ پر ہے (مطبوعہ ادارہ تالیف اشرفیہ چوک فوار، ملتان پاکستان)۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

درود وسلام بمعنی دعا واستغفار کا جواز

درود اور سلام بمعنی تعظیم وتکریم غیر نبی پر نہیں پڑھنا چاہیے اور درود اور سلام بمعنی دعا رحمت اور استغفار غیر نبی اہل ایمان سب کے لئے جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُهٗ (سورۃ الاحزاب: ۴۳)۔

ترجمہ: وہی ہے جو اپنے فرشتوں کے ساتھ آپ پر درود بھیجتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ (سورۃ التوبہ: ۱۰۳)۔ ترجمہ: اے محبوب ان کے مال سے زکوۃ وصول کریں جس سے وہ ستھرے اور پاکیزہ ہو جائیں اور آپ ان کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ (سورۃ البقرہ: ۱۵۷)

ترجمہ: یہ لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی درود ہے اور رحمت ہے۔ ان آیات میں درود سے مراد دعائیں اور رحمت ہیں۔

مفتی اقتدار احمد نعیمی لکھتے ہیں صلوٰۃ وسلام بطور تعظیم غیر انبیاء پر درست نہیں۔ ہاں بطور دعا صلوٰۃ وسلام درست ہے جیسے ہم ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔ اور اسی طرح صلوٰۃ بطور دعا لکھنا اور بولنا جائز ہے (العطایا الاحمدیہ فی فتاوی نعیمیہ، ج ۵، ص ۸۰)۔

راقم الحروف نے علماء کے ارشادات واقوال کی روشنی میں غیر انبیاء اور رسل پر درود اور سلام بھیجنے کا مسئلہ بیان کیا ہے۔ کسی کی تائید وتردید کرنا مقصد نہیں۔

یا اللہ! اپنی ذات اور صفات کے ذکر پاک کی برکت سے سب گناہ معاف فرما۔ یا اللہ! محمد مصطفی، احمد مجتبیٰ، نبی کریم، رؤوف ورحیم، رسول مکرم، شفیع معظم ﷺ کے ذکر خیر کی وجہ سے میرے ظاہر وباطن کو گناہوں سے پاک فرما۔ یا اللہ! اپنے مقبول بندوں میں ذکر برکت، جملہ امور میں کامیابی اور کامرانی عطا فرما۔ یا اللہ ﷺ اپنی ذات وصفات کے طفیل اور نبی ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے میری دنیا وآخرت محمود بنا۔

یااللہ! میرے تمام اہل خانہ کوایمان، جان، مال واولاد کی سلامتی عطا فرما۔ یااللہ! جو میرے احباب وفات پاچکے ہیں ان سب کو جنت میں اعلیٰ جگہ عطا فرما۔ یااللہ! سب کی بخشش فرما۔ یااللہ! درود کے جتنے کلمات تحریر کئے گئے ان کی برکت سے روحانی وجسمانی تکلیفیں دور فرما اورایمان، جان، مال، اولاد کی سلامتی عطاء فرما۔ اور کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

یارب بحق مصطفیٰ ہم انبیا ہم اولیا — گردان چنان این تحفہ را مقبول گردد بحر و بر

یااللہ آحضرت ﷺ کے طفیل اور انبیاواولیا کے اس تحفہ کواس طرح کردے کہ سمندر اور جنگلوں میں مقبول ہو

عاشق بروجملہ جہاں از اندرون جان خود — بکند پاکان جان ور د دارند بالا چشم وسر

جہاں کے تمام لوگ دل وجان سے اس پر عاشق ہوں پاک لوگ اس سے محبت کریں اس کو آنکھ اور سر پر رکھیں

الفت چنان وہ خلق راجز این نخواہد ہیچکس — ہر جا کہ بیند مردمے تعویذ او این مختصر

مخلوق کواس کی اس طرح محبت دے کہ اس کے علاوہ اور سب جگہ ہر آدمی اس مختصر کا تعویذ دیکھے

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۔ (صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ)

اے ہمارے پروردگار ہماری یہ خدمت قبول فرما۔ تو یقینا ہر بات سننے اور جاننے والا ہے۔

اے ہمارے پروردگار ہم پر نظر کرم فرما۔ تو یقینا توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

آمین یارب العلمین ۔ ۱۴۳۹ھ بمطابق ۲۰۱۸

مؤلف کی غیر مطبوعہ کتب ورسائل

سیرت رسول شرح اردواوجز السیر لخیر البشر

شرح فقہ اکبر — شرح بدء الامالی اردو

سفرنامہ حرمین — معراج مصطفیٰ ﷺ

عقائد امام ابو منصور ماتریدی — فضائل مکہ مکرمہ

فضائل مدینہ منورہ — طریقہ حج وعمرہ

حج وعمرہ کے احکام — شرح حدیث قدسی

صدقہ جاریہ — مشعل راہ (شکروصبر)

ترجمہ متن منار الانوار — ترجمہ مختصر المنار

تسہیل صرف اردو صرف میر — شرح مائۃ عامل (جدید)

تسہیل نحو اردو نحو میر — تسہیل صرف اردو ترجمہ زنجانی

(مختصر اردو فصول اکبری) — خلاصۃ الصرف

مؤلف کی مطبوعہ کتب ورسائل

سیرت افضل الرسل (سیرت مصطفیٰ) — شرح اسماء المصطفیٰ ﷺ

شرف المصطفیٰ فی تفسیر سورۃ الضحیٰ — الفتح القدسی فی تفسیر آیۃ الکرسی

فضائل صحابہ واہل بیت — عقائد اسلامیہ شرح عقیدۃ طحاویہ

تذکرہ امام ابو منصور ماتریدی — اسلامی عقائد شرح اردو عمدۃ العقائد

جمال مصطفیٰ ﷺ — کتاب الحج

تذکرہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	فضائل قرآن مجید
شرح اسماء الحسنیٰ	تذکرہ ائمہ دین
موت کی یاد	شرح قصیدۃ بانت سعاد
عقائد ماتریدیہ شرح عقائد نسفیہ	

الناشر مکتبۃ المرتضیٰ مصطفیٰ منزل، ۸۵ بی بلاک کشمیر کالونی جہلم، پاکستان

ماخذ ومراجع

کنز الایمان فی ترجمۃ القران	امام احمد رضا خان بریلوی
جمال القران	پیر محمد کرم شاہ ازھری
تاویلات القران	امام ابو منصور محمد ماتریدی
تفسیر روح البیان	علامہ اسماعیل حقی
روح المعانی	علامہ محمود الوسی
تفسیر مواھب الرحمن	علامہ سید امیر علی
مشکوۃ المصابیح	امام ولی الدین تبریزی
مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوۃ	علامہ علی قاری
اشعۃ اللمعات	شیخ عبد الحق محدث دھلوی
لمعات التنقیح شرح مشکوۃ المصابیح	شیخ عبد الحق محدث دھلوی
جذب القلوب (فارسی)	شیخ عبد الحق محدث دھلوی
عمدۃ القاری شرح الصحیح البخاری	علامہ بدر الدین عینی،
نعمۃ الباری شرح بخاری	علامہ غلام رسول سعیدی
المواھب اللطیفۃ فی شرح مسند ابی حنیفہ	علامہ عابد سندی
فضل الصلوٰۃ علی النبی	اسماعیل بن اسحاق المالکی متوفی ۲۸۲ھ
جلاء الافھام	شمس الدین محمد بن قسم جور متوفی ۷۵۱ھ
الصِّلاتُ البُشَرِ فی الصَّلاۃِ علی خیر البَشَرِ	امام محمد بن یعقوب فیروز آبادی متوفی ۸۱۷ھ
الدر المنضود فی الصلاۃ والسلام علی صاحب المقام المحمود	ابو العباس شھاب الدین احمد ابن حجر متوفی ۹۷۴ھ
مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات	شیخ محمد مھدی فاسی
القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب	امام شمس الدین محمد السخاوی متوفی ۹۰۲ھ
سعادت الدارین فی الصلاۃ علی سید الکونین	شیخ قاضی یوسف بن اسماعیل متوفی ۱۳۵۰ھ
الحرز الثمین للحصن الحصین	محدث شھیر علامہ علی قاری
تحفۃ الذاکرین بعدۃ الحصن الحصین	شیخ محمد بن علی شوکانی
افضل الصلوٰت علی سید السادات	علامہ یوسف نبھانی
شراب اھل الصفا فی علی النبی المصطفیٰ	امام عارف باللہ محمد بن قاسم القندوسی متوفی ۱۲۷۸ھ
ریاض الجنۃ فی اذکار الکتاب والسنۃ	علامہ یوسف نبہانی
کیف نصلی علی رسول اللہ	محمد عبدہ یمانی
البرکات المکیۃ فی صلوٰۃ النبویۃ	شیخ محمد موسیٰ روحانی البازی متوفی ۱۴۱۹ھ
مسالک الحنفا الی مشارع الصلوٰۃ علی المصطفیٰ	ابو العباس احمد بن محمد القسطلانی متوفی ۹۲۳ھ
کتاب الاعلام بفضل الصلاۃ علی النبی والسلام	محمد بن عبد الرحمن النمیری متوفی ۵۴۴ھ
کتاب الاربعین فی الصلوٰۃ والسلام	ابو محمد عبد الحق الہاشمی متوفی ۱۳۶۲ھ
اوراد الفتحیہ	خواجہ علی سید ہمدانی
کتاب الصلوٰۃ علی النبی مع انوار الاشارا المختصۃ	ابو بکر احمد النبیل الشیبانی ۲۸۷ھ
بفضل الصلوٰۃ علی النبی المختار	حافظ ابی العباس احمد متوفی ۵۵۰ھ
شرح دلائل الخیرات وشوارق الانوار	علامہ عبد المجید شرخوبی الازھری